جالبۂ حبیبی ہے

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب

کہ شامل ست سیر صحیحہ مہمّہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم را از عالم نور تا وقت دخول جنان و خالی ست از عوارض مذکورۂ رسائل متعارفۂ زمان بغرض تسہیل انتفاع شائقین از افادات ماہر اسرار شریعت واقف رموز طریقت حضرت حکیم الامۃ مولانا الحاج الحافظ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی در ماہ فروری ۱۹۱۵ء مطابق ۱۳۳۳ھ حسب فرمائش جناب محمد عبد الغفور صاحب مالک کتب خانۂ اشرفیہ کانپور کوٹھی شیخ ولایت علی

باہتمام عاجز محمد عبد الواحد

در مطبع انتظامی کانپور طبع شد

اعلان حضرت مولانا صاحب نے ایک کتاب کرامات صحابہ لکھنا شروع کی تھی مگر عدیم الفرصتی کی وجہ

قیمت پختہ عہ

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ والمنۃ کہ ان ایام بہجت التیام مین حضرت اقدس حافظ قاری مولنا شاہ اشرف علی صاحب مدظلہ العالی کی تصانیف کثیرہ سے جو ہر ایک خاص و عام مین آفتاب کی طرح سے معروف مشہور ہین۔ یہ کتاب نہایت عجیب و غریب جس کا نام نامی

نشر الطیب
فی
ذکر النبی الحبیب

ہے۔ اور اسمین حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے نہایت سچے حالات ابتدائے نور سے وفات تک معتبر روایتون سے درج ہیں جناب محمد عبد الغفور صاحب مالک کتبخانہ اشرفیہ کوٹھی شیخ ولایت علے کانپور کی فرمایش سے باہتمام خواجہ محمد عبد الواحد

مطبع انتظامی کانپور مین طبع ہوئی

اِس مبارک کتاب (نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب) کی مضامین کی فہرست

بسم اللہ حامداً و مصلیاً و مسلماً

امابعد عرض کرتا ہے خیر خواہ خلق اللہ محمد عبد الغفور مالک کتب خانہ اشرفیہ کوٹھی شیخ ولایت علی کانپور کہ یہ مبارک کتاب (**نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب**) جناب رسول مقبول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات مین جسقدر مستند اور معتبر ہے اسکا بیان نہین ہو سکتا اور اسکے مثل دوسری کتاب نظر سے نہین گذری اسکو بھی حضرت اقدس جناب مولانا محمد **اشرف علی** صاحب تھانوی ظلہ العالی نے تصنیف فرمایا ہے جنکی مفید و معتبر تصانیف سے ایک عالم فیضیاب ہو رہا ہے - چونکہ جناب موصوف کی اکثر کتابین احقر نے طبع کی ہین اور خدا کے فضل و کرم سے وہ سب لوگون کو بہ نسبت دوسری جگہون کے بہت پسند ہوئی ہین اسلیے اکثر شائقین حضرات نے مجھ سے اسکے طبع کی بھی درخواست کی چنانچہ اُنکی درخواست کی منظوری کے بعد اسکی کتابت وغیرہ کا اہتمام کیا گیا اور اسکی تقطیع $\frac{20}{26}$ اسوجہ سے رکھی گئی کہ یہ تقطیع لوگون کو نہایت پسند ہے اور اس قسم کی کتابین جیسے الاسلام کامل تینون حصے اور تواریخ حبیب اِلٰہ وغیرہ اسی تقطیع پر ہین - اور اپنی عدیم الفرصتی کی وجہ سے اسکی تصحیح کا انتظام جناب مولوی محمد اکرام اللہ خانصاحب و مولوی محمد عبد العزیز صاحب مصححان مطبع مجیدی و قیومی کانپور (صینت عن الفتن والشرور) کے سپرد کیا گیا ان دونون صاحبون نے نہایت کوشش سے اسکی تصحیح (کاپی و پروف دونون کی) بخوبی انجام دی - اگر بمقتضاے بشریت اب بھی کسی جگہ غلطی رہ گئی ہو تو وہ قابل الزام نہین اور اس سے بڑے بڑے محفوظ نہین رہ سکتے - اس کتاب کے علاوہ حضرت مولانا صاحب کی دوسری کتابین بھی جیسے **بہشتی زیور کامل** - اور **مناجات مقبول** گلابی و سفید مع ٹیٹل طلائی مینا کار کے میرے کتب خانہ سے باہتمام خاص طبع ہو کر شائع ہو چکی ہین - اور خدا کے فضل سے آجکل مولانا روم کی مثنوی کے چھٹے دفتر کی شرح کلید مثنوی بزبان اُردو حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب کی تصنیف کی ہوئی نہایت عمدہ طیار ہو رہی ہے و لر اسکے ہر شعر کے نیچے اُردو بامحاورہ ترجمہ بھی لکھا گیا ہے جسقدر تصوف اور درویشی کی باتین اس دفتر اور اسکی شرح کلید مثنوی مین ہین دوسرے دفترون مین نہین ہین - چونکہ یہ بہت بڑی شرح ہے اسلیے اسکے متعدد حصے کر دیے ہین پہلا حصہ پہلے ملیگا اسکے بعد دوسرے حصے ملینگے

ملنے کا پتہ محمد عبد الغفور مالک کتبخانہ اشرفیہ کوٹھی شیخ ولایت علی کانپور مورخہ فروری سنہ ۱۹۱۵ع

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین۔ الذی منّ علی المؤمنین۔ اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم اٰیٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین

اما بعد یہ گرسنۂ رحمت غفار و تشنۂ شفاعت سید الابرار صلے اللہ علیہ وعلی آلہ الاطہار۔ واصحابہ الکبار۔ عاشقان نبی مختار و محبّان حبیب پروردگار کی خدمت مین عرض رسا ہے کہ ایک مدّت سے بہت سے احباب کی فرمایش تھی کہ حضور پُرنور صلے اللہ علیہ وسلم کے کچھ حالات قبل نبوۃ و بعد نبوۃ کے صحیح روایات سے تحریر کیے جاوین کہ اگر کوئی متبع سنت بخلاف طریق اہل بدعت بغرض ازدیاد محبت آپکے ذکر مبارک سے شوق اور رغبت کرے تو وہ اس مجموعہ کو اطمینان سے پڑھ سکے پھر ان دنون اتفاق سے بہم چند دیندار دوستون کے خطوط؏ اسی استدعا مین آئے جنمین مجموعًا اس غرض کی اسطرح تقریر کی گئی

؏ بالخصوص اٹاوہ سے جناب حافظ روح اللہ خانصاحب کا اور لکھنؤ سے حافظ عبد الحکیم خانصاحب کا اور الہ آباد سے مولوی مسیح الدین صاحب کا ۱۲ منہ

کہ جو شرائط اس ذکر مبارک سے برکات حاصل کرنیکے اس احقر نے بعض رسائل مین لکھے ہین کوئی شخص اسی طرح اُن حالات کو پڑھے مثلاً جمعہ مین نمازی جمع ہو گئے اُن کو سُنا دیا یا اپنے گھر کی مستورات کو بٹھلا لیا اور اُن کو سُنا دیا اسی طرح اور شرائط کی رعایت و اہتمام رکھے تو ایسے موقع کے لیے ایسا رسالہ لکھدیا جاوے حاصل تقریر ختم ہوا۔ ایسی تصریح کے بعد بامید اسکے کہ یہ مجموعہ آلہ ہو جاویگا ازدیاد محبت برعایت وارق سنت کا لکھنا مصلحت معلوم ہونے لگا اور اسکا مصلحت ہونا اس سے اور زیادہ ہو گیا کہ منجملہ خطوط مذکورہ کے ایک مین یہ بھی استدعا ظاہر کی گئی کہ موقع موقع سے اسمین مناسب مواعظ و نصائح بھی بڑھا دیے جاوین سو اس طور پر اور زیادہ نفع کی توقع ہوئی پھر ان دونوں مصلحتوں کے ساتھ ہی اسوجہ سے اور زیادہ آمادگی ہوئی کہ آج کل فتن ظاہری جیسے طاعون اور زلزلہ و گرانی و تشویشات مختلفہ کے حوادث سے عام لوگ اور فتن باطنی جیسے شیوع بدعات و الحاد و کثرت فسق و فجور سے خاص لوگ پریشان خاطر اور مشوش رہتے ہین ایسے آفات کے اوقات مین علماء اُمت ہمیشہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تلاوت احادیث و تالیف روایات اور نظم مدائح و معجزات اور تکثیر سلام و صلوٰۃ سے توسل کرتے رہے ہین چنانچہ بخاری شریف کے ختم کا معمول اور حصن حصین کی تالیف اور قصیدہ کی تصنیف کی وجہ مشہور و معروف ہے میرے قلب پر بھی یہ بات وارد

عہ یا وعظ کے ساتھ یہ مضامین بیان کردیے ۱۲ منہ عہ جیسا کہ اس رسالہ کے شروع کرنیسے پہلے پیہم زلزلے آچکے تھے ۱۲ منہ عہ حصن حصین کی تو خود خطبہ مین لکھا ہے اور قصیدہ بردہ کی وجہ یہ ہے کہ صاحب قصیدہ کو مرض فالج کا ہو گیا تھا جب کوئی تدبیر مؤثر نہ ہوئی یہ قصیدہ بقصد برکت تالیف کیا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے کہ آپ نے دست مبارک پھیر دیا اور فوراً شفا ہو گئی ۱۲ منہ

ہوئی کہ اِس رسالہ مین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و روایات بھی ہونگی جابجا اُس مین درود شریف بھی لکھا ہوگا پڑھنے سُننے والے بھی اُسکی کثرت کرینگے کیا عجب ہے کہ حق تعالےٰ اِن تشویشات سے نجات دین چنانچہ اِسی وجہ سے احقر آجکل درود شریف کی کثرت کو اور وظائف سے ترجیح دیتا ہے اور اسکو اطمینان کے ساتھ مقاصد دارین کے لیے زیادہ نافع سمجھتا ہے اور اِسکے متعلق ایک علم عظیم کہ اَب تک مخفی تھا ذوقی طور پر ظاہر ہوا ہےع الحمد للہ علےٰ ذلک اور نیز رسالہ ہٰذا مین جو ذکر حالات ہوگا اُس ذکر حالات سے معرفت اور معرفت سے محبت اور محبت سے قیامت مین معیت اور شفاعت کی اُمید ہے جو اعظم مقاصد سے ہین غرض ایسے رسالہ سے منافع ومصالح ہر قسم کے متوقع ہوئے اِن وجوہ سے بنام خدا آج کے روز کہ اتفاق سے ربیع الاول کا مہینہ اور دوشنبہ کا دن پہلا عشرہ ہے شروع کر دیا اللہ تعالیٰ اتمام کو پہونچا کر مقبول ونافع اور وسیلہ نجات عن الفتن ما ظہر منہا وما بطن کا دونون عالم مین فرما دین آمین بحرمۃ سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم ابد الآبدین ودہر الداہرین - اور رسالہ ہٰذا کو حسب ضرورت مضامین ایک مقدمہ اور اکتالیس فصول اور ایک خاتمہ پر منقسم کرتا ہون مقدمہ مین

ع چنانچہ ابتداء رسالہ سے اسوقت تک کہ ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ ہے بفضلہ تعالیٰ یہ قصبہ ہر بلا سے محفوظ ہے کیونکہ اَب تک یہ رسالہ شائع نہین ہوا بالخصوص امسال تمام بلاد وامصار وقری مین طاعون کا اشتداد اور امتداد رہا اکثر جگہ رمضان کے بعد سے شروع ہوا ہے اور اسوقت تک ساتوان مہینہ ہے امن نہین ہوا مگر بفضلہ تعالیٰ یہان خود مجھکو بھی اثر نہین ہوا میرا یقین پہلے سے تھا کہ یہان طاعون نہ ہوگا مگر اب بعد مشاہدہ کے ظاہر کرتا ہون کہ وہ خیال میرا کہ اسکی یہ برکت ہوگی صحیح ہوا سو مین یہ بھی امید کرتا ہون کہ اگر یہ رسالہ شائع ہوا تو جہان جہان اسکا بطریق سنت مشغلہ ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ ہر قسم کا امن وسکون میسر ہوگا آگے ہر شخص کا اعتقاد ہے انا عند ظن عبدی بی حدیث قدسی مین ارشاد ہے ۱۲ منہ

ع ختم رسالہ سے پہلے ایک فصل درود شریف کے مضامین فضائل مین ہے اُس مین اس علم مخفی کی تقریر کی گئی ہے ۱۲ منہ

رسالۂ ہذا کا طرز اور ماخذ مذکور ہے۔ فصول مین مقاصد مختلفہ رسالہ کے مذکور ہین خاتمہ مین بعض دیگر مضامین ضروریہ متعلقہ مذکور ہونگے وباللہ التوفیق وھو نعم المولیٰ ونعم الرفیق

مضمون اول اس رسالہ کے لکھنے کیوقت یہ کتابین میرے پیش نظر تھین۔ مشکوٰۃ۔ صحاح ستہ مع شمائل ترمذی۔ مواہب لدنیہ۔ زاد المعاد ابن القیم۔ سیرۃ ابن ہشام۔ الشمامۃ العنبریہ فی مولد خیر البریہ تصنیف مولوی صدیق حسن خان قنوجی مرحوم جسکو اُنھون نے شیخ امام سید شبلنجی معروف بمومن کی کتاب نور الابصار سے ملخص کیا ہے۔ تاریخ حبیب الٰہ۔ قصیدۂ بردہ۔ الروض النظیف۔ (یہ منظوم ہے) وغیر ذلک۔

مضمون دوم۔ اُن خطوط فرمائشی مین سے ایک خط مین اس استدعا کا تو اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ اُسمین مواعظ اور نصائح بھی جا بجا لکھے جاوین اور ایک خط مین یہ استدعا تھی کہ کہین کہین مناسب لطائف و نکات بھی لکھدیے جاوین اور سیر و احوال کی استدعا تو سب مین مشترک و اصل مضمون تھا اسلیے احقر نے اول اس رسالہ کو بلحاظ انہی تینون مضامین کے تین باب پر منقسم کرنے کی تجویز کی تھی کہ پہلا باب حالات و سیر نبویہ مین ہو اور اس باب کا نام **باب الاخبار** ہو دوسرا باب بعض مواعظ و نصائح مناسبہ مین ہو اور اُسکا نام **باب الانوار** ہو

عہ یہ رسالہ لکھنؤ کے خط کے ساتھ اس غرض سے آیا تھا کہ احقر اسکی عبارت کو سلیس کر دے لیکن چونکہ ترتیب مضامین کی اور طور پر ذہن مین آئی لہٰذا یہ فرمایش پوری نہ کر سکا اور اس رسالہ کو ماخذ مین رکھنے کی یہ بھی مصلحت تھی کہ جن مین ظاہریت غالب ہے نواب صاحب کے انتساب سے اُن کے غلو کی بھی اصلاح ہو جاوے ۱۲ منہ

عہ رسالہ مین جہان من القصیدہ کہون گا مراد اُس سے یہی قصیدہ ہوگا اور جہان من الروض کہون گا اُس سے الروض النظیف مراد ہوگا ۱۲ منہ

تیسرا باب بعض لطائف و فوائد علمیہ مین ہوا اور اُسکا نام باب الاسرار ہوتا کہ اگر کبھی وقت کم ہوا اور مجمع مین اتفاق سے سب یا اکثر ایسے صلحا ہوے جنکو صرف حالات کا سُننا بھی نافع ہو سکتا ہے ایسے موقع پر صرف باب الاخبار پر اکتفا کر لیا جاوے۔ اور اگر کہین مواعظ و نصائح کی بھی ضرورت محسوس ہوئی تو باب الانوار بھی پڑھ دیا جاوے۔ اور اگر کہین اہل علم و اہل فہم جمع ہوگئے تو باب الاسرار کو بھی شامل کر لیا جاوے لیکن چونکہ خود روایات و اخبار کا حصہ خیال سے زائد بڑھ گیا تو دو باب اخیر لکھنے سے بہت حجم بڑھ جاتا اور عام انتفاع مین تکلف ہوتا اسلیے یہ تجویز موقوف کرکے اخبار کو متن مین اور کسی کسی موقع پر نصائح و لطائف کو حواشی مین رکھنے پر اکتفا کیا کہ اگر کہین موقع ہوا اُسکو حاشیہ مین دیکھکر پڑھ لیا یا سُنا دیا۔ اور اس رسالہ کو شروع کرکے چند فصلین لکھی تھین پھر بعض اتفاقات سے تخمیناً ڈیڑھ یا اڑھائی سال کا (یاد نہین رہا) توقف ہوگیا کہ یکایک دو امر محرک تکمیل پیش آئے اول یہ کہ اتفاق سے ایک رسالہ مسمّٰی بہ شیم الحبیب مصنفہ مولانا مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کاندھلہ مین نظر پڑا اُسکی جازت و بلاغت کو دیکھکر دل چاہا کہ اسکو تمامہا اپنے رسالہ کا جزو اعظم مانا جاوے بلکہ اپنے رسالہ کو اُس رسالہ کا ترجمہ قرار دیا جاوے اور جو اِس سے زائد ہو وہ ملحقات کے حکم مین سمجھا جاوے پس جہان سے وہ شروع ہوگا اُسکے ختم تک اپنے رسالہ کے دو کالم کر دونگا ایک مین اصل رہیگا دوسرے مین ترجمہ اور اُتنے حصہ کا نام بھی مستقل رکھدینا مناسب معلوم ہوا اور مصلحت طرز رسالہ کے اس رسالہ کو بھی ایک فصل کے عنوان سے نقل کیا گیا۔ ثانی مشفقی مولوی فتح محمد خانصاحب سلمہ لبستوی

مصنف رسائل متعددہ نے شوق ظاہر کیا کہ اس رسالہ کی تکمیل کیجاوے اور طبع کے لیے اُن کو دیا جاوے چنانچہ اسکا وعدہ کر لیا گیا اور بنام خدا اس رمضان ۲۵ ۱۳۳۱ھ مین اسکا قصد کیا گیا۔ مضمون سوم اس رسالہ مین بعض بعض مقام پر شوق مین اشعار لکھدیے ہین اگر مستورات کے مجمع مین پڑھنے کا اتفاق ہو تو اشعار چھوڑ دیے جاوین فقط۔ اللہُ المستعانُ وعلیہِ التکلانُ۔

الفصول

پہلی فصل نور محمدی کے بیان مین۔ پہلی روایت عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کیا ہے کہ مین نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون مجکو خبر دیجیے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالے نے کونسی چیز پیدا کی آپ نے فرمایا اے جابر اللہ تعالی نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے (نہ بایں معنی کہ نور الٰہی اُسکا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے) پیدا کیا پھر وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہان اللہ تعالی کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اُسوقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا اور نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ تھا اور نہ فرشتہ تھا اور نہ آسمان تھا اور نہ زمین تھی اور نہ سورج تھا اور نہ چاند تھا اور نہ جن تھا اور نہ انسان تھا پھر جب اللہ تعالی نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اُس نور کے

عہ مگر اُنکی اجازت سے مدرسہ دیوبند مین طبع کرایا گیا ۱۲ عہ اور اکثر ختم فصول پر قصیدہ بردہ کے اشعار ہین اور اُنکے ساتھ ایک شعر درود کا بھی جو قصیدہ بردہ کا نہین ہے تبرکاً بڑھا دیا گیا ہے اور بعض جگہ ارو فوا لحظیف کے اشعار ہین اور اسی طرح اُن کے ساتھ بھی ایک شعر درود کا جو اُسکا نہین ہے ۱۲ منہ

سہ روایات ہذا الفصل کلہا من المواہب ۱۲ منہ للعہ الفاظ اس روایت کے یہ ہین یا جابر ان اللہ تعالے خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ الخ ۱۲ منہ

چار حصے کیے اور ایک حصہ سے قلم پیدا کیا اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش آگے طویل حدیث ہے **ف** اس حدیث سے نور محمدیؐ عے کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقیہ ثابت ہوا کیونکہ جن جن اشیاء کی نسبت روایات مین اولیت کا حکم آیا ہے اُن اشیاء کا نور محمدی سے متاخر ہونا اِس حدیث مین منصوص ہے

دوسری روایت حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیشک مین حق تعالی کے نزدیک خاتم النبیین ہوچکا تھا اور آدم علیہ السلام ہنوز اپنے خمیر ہی مین پڑے تھے عے (یعنی اُنکا پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا) روایت کیا اسکو احمد اور بیہقی اور حاکم نے اور حاکم نے

عے ظاہرا نور محمدی روح محمدی سے عبارت ہے اور حقیقت روح کی اکثر محققین کے قول پر مادہ سے مجرد ہے اور مجرد کا مادیات کے لیے مادہ ہونا ممکن نہین پس ظاہراً اُس نور کے فیض سے کوئی مادہ بنایا گیا ہے کہ اُس مادہ کے چار حصے کیے گئے الخ اور اُس مادہ سے پھر کسی مجرد کا بننا اسطرح ممکن ہے کہ وہ مادہ اُسکا جزو نہ ہو بلکہ کسی طریق سے محض اُسکا سبب خارج عن الذات ہو ۱۲ منہ عے اور اُسوقت ظاہر ہے کہ آپکا بدن تو بنا ہی نہ تھا پھر نبوت کی صفت آپ کی روح کو عطا ہوئی تھی اور نور محمدی اسی روح محمدی کا نام ہے جیسا اوپر مذکور ہوا اور اگر کسی کو یہ شبہہ ہو کہ شاید مراد یہ ہے کہ میرا خاتم النبیین ہونا مقدر ہوچکا تھا سو اس سے آپ کے وجود کا تقدم آدم علیہ السلام پر ثابت نہ ہوا جواب یہ ہے کہ اگر یہ مراد ہوتی تو آپ کی کیا تخصیص تھی تقدیر تو تمام اشیاء مخلوقہ کی اُن کے وجود سے متقدم ہے پس یہ تخصیص خود دلیل ہے اِسکی کہ مقدر ہونا مراد نہین بلکہ اس صفت کا ثبوت مراد ہے اور ظاہر ہے کہ کسی صفت کا ثبوت فرع ہے مثبت لہ کے ثبوت کی پس اس سے آپ کے وجود کا تقدم ثابت ہوگیا اور چونکہ مرتبۂ بدن متحقق نہ تھا اسلیے نور اور روح کا مرتبہ متعین ہوگیا۔ اور اگر کسی کو شبہہ ہو کہ اُسوقت ختم نبوت کے ثبوت کے بلکہ خود نبوت ہی کے ثبوت کے کیا معنی کیونکہ نبوت آپ کو چالیس سال کی عمر مین عطا ہوئی اور چونکہ آپ سب انبیا کے بعد مین مبعوث ہوئے اس لیے ختم نبوت کا حکم کیا گیا سو یہ وصف تو خود تاخر کو مقتضی ہے جواب یہ ہے کہ یہ تاخر مرتبۂ ظہور مین ہے مرتبۂ ثبوت مین نہین جیسے کسی کو تحصیلداری کا عہدہ آج ملجاوے اور تنخواہ بھی آج ہی سے چڑھنے لگے مگر ظہور ہوگا کسی تحصیل مین بھیجے جانے کے بعد ۱۲ منہ

اسکو صحیح الاسناد بھی کہا ہے ف اور مشکوۃ مین شرح السنہ سے بھی یہ حدیث مذکور ہے تیسری روایت حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کے لیے نبوۃ کسوقت ثابت ہو چکی تھی آپ نے فرمایا کہ جسوقت مین کہ آدم علیہ السلام ہنوز روح اور جسد کے درمیان مین تھے (یعنی اُنکے تن مین جان بھی نہ آئی تھی) روایت کیا اسکو ترمذی نےؒ اور اس حدیث کو حسن کہا ہے ف اور ایسے ہی الفاظ میسرہ ضبی کی روایت مین بھی آئے ہین امام احمد نے اور بخاری نے اپنی تاریخ مین اور ابو نعیم نے حلیہ مین اُسکو روایت کیا ہے اور حاکم نے اُسکی تصحیح کی ہے چوتھی روایت شعبیؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کب نبی بنائے گئے آپ نے فرمایا کہ آدم اُسوقت روح اور جسد کے درمیان مین تھے جبکہ مجھ سے میثاقؑ (نبوۃ کا) لیا گیا (کما قال تعالیٰ واذ اخذنا من النبیین میثاقھم ومنک ومن نوح الآیۃ) روایت کیا اسکو ابن سعد نے جابر جعفی کی روایت سے ابن رجب کے ذکر کے موافق پانچوین روایت احکام ابن القطان مین منجملہ اُن روایات کے جو ابن مرزوق نے ذکر کی ہین حضرت علی بن الحسینؓ (یعنی امام زین العابدین) سے روایت ہے وہ اپنے باپ حضرت امام حسینؓ اور وہ اُنکے جد امجد یعنی حضرت علیؓ سے نقل کرتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور مین ایک نور تھا ف اس عدد مین

ع اس حدیث مین بھی مثل حدیث بالا کلام ہے ۱۲ منہ ع حدیث بالا مین جو مقدر ہونے کے احتمال کا جواب دیا گیا ہے یہ حدیث اُس جواب مین نص ہے کیونکہ اخذ میثاق توقیفیاً موقوف ہے وجود اور ثبوت پر مرتبہ تقدیر مین میثاق ہونا نہ نقل اسکی مساعد ہے نہ عقل ۱۲ منہ۔

کم کی نفی ہے زیادتی کی نہین پس اگر زیادتی کی روایت نظر پڑے شبہہ نہ کیا جاوے رہگئی تخصیص اسکے ذکر مین سو ممکن ہے کہ کوئی خصوصیت مقامیہ اُسکو مقتضی ہو **چھٹی روایت** ابی سہل قطان کی امالی کے ایک جزو مین سہل بن صالح ہمدانی سے روایت ہے وہ کہتے ہین مین نے ابا جعفر محمد بن علی (یعنی امام محمد باقرؒ) سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب انبیاء سے تقدم کیسے ہو گیا حالانکہ آپ سب کے آخر مین مبعوث ہوے اُنھون نے جواب دیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے یعنی اُنکی پشتون مین سے اُنکی اولاد کو (عالمِ میثاق مین) نکالا اور اُن سب سے اُنکی ذات پر یہ اقرار لیا کہ کیا مین تمھارا رب نہین ہون تو سب سے اوّل (جواب مین) بلیٰ (یعنی کیون نہین) محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا اور اسی لیے آپ کو سب انبیاء سے تقدم ہے گو آپ سب کے آخر مین مبعوث ہوے **ف** اگر میثاق لینے کے وقت ارواح کو بدن سے تلبس بھی ہو گیا ہو تاہم احکام روح ہی کے غالب ہین اِسی لیے اس روایت کو کیفیات نور مین لانا مناسب سمجھا اور شعبی کی روایت مین آپ سے قبل آدمؑ میثاق لیا جانا مذکور ہے اور یہ میثاق اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ظاہر روایات سے بعد خلق آدم معلوم ہوتا ہے سو ممکن ہے کہ وہ میثاق نبوۃ کا بلا اشتراک غیر ہے ہو جب اُس حدیث کے ذیل مین اسطرف اشارہ بھی کیا گیا ہے **ساتوین روایت** جب آپ غزوۂ تبوک سے مدینہ طیبہ مین واپس تشریف لائے تو حضرت عباسؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو اجازت دیجیے کہ کچھ آپکی مدح کرون (چونکہ حضور کی مدح خود طاعت ہے اسلیے) آپ نے اجازت فرمایا کہ کہو اللہ تعالیٰ تمھارے مُنھ کو سالم رکھے اُنھون نے یہ اشعار آپکے سامنے پڑھے

من قبلها طبت فی الظلال وفی
مستودع حیث یخصف الورق

ثم هبطت البلاد لا بشر	انت ولا مضغة ولا علق
بل نطفة تركب السفين وقد	الجم نسرا واهله الغرق
تنقل من صالب الی رحم	اذا مضی عالم بدا طبق
وردت نار الخليل مكتتما	فی صلبه انت كيف يحترق
حتی احتوی بيتك المهيمن[ع] من	خندف علياء تحتها النطق
وانت لما ولدت اشرقت	الارض وضاءت بنورك الافق
فنحن فی ذلك الضياء وفی النور	سبل الرشاد نخترق[ع]

ترجمہ زمین پر آنے سے پہلے آپ جنت کے سایہ میں خوش حالی میں تھے اور نیز ودیعت گاہ میں جہاں (جنت کے درختوں کے) پتّے اوپر تلے جوڑے جاتے تھے۔ (یعنی آپ صلب آدم علیہ السلام میں تھے سو قبل نزول الی الارض کے جب وہ جنت کے سایوں میں تھے آپ بھی تھے اور ودیعت گاہ سے مراد بھی صلب ہے جیسا اس آیت میں مفسرین نے کہا ہے فمستقر و مستودع اور پتّے کا جوڑنا اشارہ ہے اس قصے کی طرف کہ آدم علیہ السلام نے اُس منع کیے ہوئے درخت سے کھا لیا اور جنت کا لباس اُتر گیا تو درختوں کے پتّے ملا ملا کر بدن ڈھانکتے تھے یعنی اُس وقت بھی آپ مستودع میں تھے) اسکے بعد آپ نے بلاد (یعنی زمین) کی طرف نزول فرمایا اور آپ اُس وقت نہ بشر تھے اور نہ مضغہ اور نہ علق (کیونکہ یہ حالتیں جنین ہونے کے بہت قریب کی ہوتی ہیں اور ہبوط کے وقت جنین ہونیکا انتفا ظاہر ہے اور یہ نزول الی الارض بھی بواسطہ

[ع] قوله المهيمن صفة للبيت و علياء مفعول لاحتوى و تحتها النطق جملة حالية من علياء و النطق نواح و اوساط من الجبال شبهت بالنطق التی تشد بها اوساط الناس ضرب مثلا فی ارتفاعه و توسطه فی عشيرته و جعلهم تحته بمنزلة اوساط الجبال ۱۲ مواهب [ع] نقطع المفازة ۱۲

آدم علیہ السلام کے ہے غرض آپ نہ بشر تھے نہ علقہ نہ مضغہ) بلکہ (صلب آبا مین)
محض ایک مادۂ مائیہ تھے کہ وہ مادہ کشتی (نوح) مین سوار تھا اور حالت یہ تھی کہ
نسر بت اور اُسکے ماننے والون کے لبون تک طوفانِ غرق پہونچ رہا تھا
(مطلب یہ کہ بواسطہ نوح علیہ السلام کے وہ مادہ راکبِ کشتی تھا مولانا جامیؒ
نے اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

زجودش گر نگشتی راہ مفتوح	بجودی کے رسیدے کشتی نوح

اور) وہ مادہ (اسی طرح واسطہ در واسطہ) ایک صلب سے دوسرے رحم تک نقل
ہوتا رہا جب ایک طرح کا عالم گذر جاتا تھا دوسرا طبقہ ظاہر (اور شروع) ہوجاتا تھا
(یعنی وہ مادہ سلسلہ آبا کے مختلف طبقات مین یکے بعد دیگرے منتقل ہوتا رہا یہانتک
کہ اسی سلسلہ مین) آپنے نار خلیل مین بھی ورود فرمایا چونکہ آپ اُنکی صلب مین مختفی تھے
تو وہ کیسے جلتے (پھر آگے اسی طرح آپ منتقل ہوتے رہے) یہانتک کہ آپکا خاندانی شرف
جو کہ (آپکی فضیلت پر) شاہد ظاہر ہے اولادِ خندف مین سے ایک ذروۂ عالیہ پر
جاگزین ہوا جسکے تحت مین اور حلقے (یعنی دوسرے خاندان مثل درمیانی حلقون کے) تھے
خندف لقب ہے آپکے جد بعید مدرکہ بن الیاس کی والدہ کا یعنی اُنکی اولاد مین سے آپکے
خاندان اور دوسرے خاندانون مین باہمی وہ نسبت تھی جیسے پہاڑ مین ذروہ کی چوٹی اور
نیچے کے درمیانی درجون مین ہوتی ہے اور نطق یعنی اوساط کی قید سے اشارہ اسطرف
ہے کہ غیر اولادِ خندف کو ان سب کے سامنے بالکل نشیب کی نسبت درجاتِ جبل کے
ساتھ ہے) اور آپ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہوگئی اور آپکے نور سے آفاق

؎ کذا فی القاموس ۱۲

منور ہوگئے سو ہم اُس ضیاء اور اُس نور میں ہدایت کے رستوں کو قطع کر رہے ہیں۔

ومن القصیدة

وَكُلُّ آيٍ أَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا
فَإِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُورِهِ بِهِمِ
فَإِنَّهُ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا
يُظْهِرْنَ أَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

ترجمہ اور ہر معجزہ جسکو رسولان کرام لائے سوائے اسکے نہیں کہ وہ معجزہ اُن کو صرف بدولت حضور پُر نور ہوچکا ہے + وجہ اتصال یہ ہے کہ آپ آفتاب فضل و کمال ہیں اور انبیاء علیہم السلام اُس آفتاب کے اقمار و کواکب ہیں ۱۲ عطر الوردہ مولانا ذوالفقار علی الدیوبندی رحمہ اللہ تعالےٰ۔

دوسری فصل سابقین میں آپ کے فضائل ظاہر ہونے میں۔

پہلی روایت حاکم نے اپنے صحیح میں روایت کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے

عــه ظاہر ہے کہ جنت کے سایوں میں ہونا اور کشتی نوح میں ہونا اور نار خلیل میں ہونا یہ سب قبل ولادت جسمانیہ ہے پس یہ سب حالات روح مبارک کے ہوئے کہ عبارت ہے نور سے اور ظاہر ان مراتب میں صرف آپ کا وجود بالقوہ مراد نہیں ہے جو مرتبہ وجود مادہ کا ہے کیونکہ یہ وجود تو تمام اولاد آدم و نوح و ابراہیم علیہم السلام میں مشترک ہے پھر آپ کی تخصیص کیا ہوئی اور مقام مدح مقتضی ہے ایک گونہ اختصاص کو پس یہ قرینہ غالبہ ہے کہ یہ مرتبہ وجود کا اوروں کے وجود سے کچھ ممتاز تھا مثلاً یہ کہ اس جزو مادی کے ساتھ علاوہ تعلق روح اباء کے خود آپ کی روح کو بھی کوئی خاص تعلق ہو پس یہ قرینہ عقلیہ ہے اور نقلی قرینہ خود ان اشعار میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا سوزش سے محفوظ رہنا مسبب بتایا گیا ہے آپ کے ورود فرمانے سے سو اگر اُس جزو مادی کے ساتھ آپ کی روح کا کوئی خاص تعلق نہ مانا جاوے تو اُس جزو کے وارد فی النار ہونیکے کیا معنی کیونکہ ورود کے معنی لغوی مقتضی ہیں وارد کے خارج ہونے کو اور جزو کو داخل کہا جاتا ہے وارد نہیں کہا جاتا۔ پس یہ امر خارجی آپ کی روح مبارک ہے جسکا تعلق اُس جزو مادی سے ہے کہ مجموعہ جزو اور روح کا بوجہ ترکیب من الداخل والخارج کے خارج ہوگا پس اس تقریر پر ان اشعار سے یہ تطورات آپکے نور مبارک کے لیے ثابت ہوگئے اور یہی مدعا ہے اس فصل کا اور چونکہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے ان اشعار پر سکوت فرمایا اسلیے حدیث تقریری ہے انکے مضامین کا صحیح اور حجت ہونا ثابت ہوگیا ۱۲ منہ عــه بجز احادیث مشکوٰۃ کے اسمین سب روایات مجمع الزوائد سے منقول ہیں ۱۲ منہ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک عرش پر لکھا دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ اگر محمد نہ ہوتے تو میں تمکو پیدا نہ کرتا **ف** اس سے آپ کی فضیلت کا اظہار آدم علیہ السلام کے سامنے ظاہر ہے **دوسری روایت** حضرت عمر بن الخطاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا کا ارتکاب ہو گیا تو اُنھون نے (جناب باری تعالیٰ مین) عرض کیا کہ اے پروردگار مین آپ سے بواسطہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درخواست کرتا ہون کہ میری مغفرت ہی کر دیجیے سو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا حالانکہ ہنوز مین نے اُنکو پیدا بھی نہین کیا. عرض کیا کہ اے رب مین نے اسطرح سے پہچانا کہ جب آپنے مجکو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی (شرف دی ہوئی) روح میرے اندر پھونکی تو مین نے سر جو اُٹھایا تو عرش کے پایون پر یہ لکھا ہوا دیکھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ سو مین نے معلوم کر لیا کہ آپنے اپنے نام پاک کے ساتھ ایسے ہی شخص کے نام کو ملایا ہوگا جو آپکے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہوگا حق تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تم سچے ہو واقع مین وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارے ہین اور جب تم نے اُنکے واسطے سے مجھسے درخواست کی ہے تو مین نے تمھاری مغفرت کی اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو مین تمکو بھی پیدا نہ کرتا روایت کیا اسکو بیہقی نے اپنے دلائل مین عبدالرحمن بن زید بن اسلم کی روایت سے اور کہا کہ اسکے ساتھ عبدالرحمن متفرد ہین اور روایت کیا اسکو حاکم نے اور اسکی تصحیح کی اور طبرانی نے بھی اسکو ذکر کیا ہے اور اتنا اور زیادہ ہے کہ (حق تعالیٰ نے فرمایا کہ) وہ تمھاری اولاد مین سب انبیا سے آخری نبی ہین **ف** یہان بھی مثل فائدہ

بالاکے سمجھنا چاہیے **تیسری روایت** ابن الجوزی نے اپنی کتاب سلوۃ الاحزان
مین ذکر کیا ہے کہ آدم علیہ السلام نے جب حضرت حوا علیہا السلام سے قربت کرنا چاہا
تو اُنھون نے مہر طلب کیا آدم علیہ السلام نے دعا کی کہ اے رب مین انکو (مہر مین)
کیا چیز دون؟ ارشاد ہوا اے آدم میرے حبیب محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)
پر بیس دفعہ درود بھیجو چنانچہ اُنھون نے ایسا ہی کیا۔ **چوتھی روایت** احمد
اور بزار اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی نے عرباض بن ساریہؓ سے روایت کیا ہے
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (ایک حدیث مین جسکا اوّل کا حصہ فصل
اوّل کی دوسری روایت ہے اور اُسکا اوسط حصہ یہ ہے کہ آپنے) فرمایا کہ
مین اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا (کا مصداق) ہون اور عیسٰی علیہ السلام
کی بشارت (کا محکی عنہ) ہون **ف** اسمین اشارہ ہے دو آیتون کے مضمون کی
طرف **اوّل** ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا أمة مسلمة لک الی قولہ
تعالیٰ ربنا وابعث فیھم رسولا منھم الخ **ثانی** یبنی اسرائیل انی رسول اللہ
الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی
اسمہ احمد یعنی اوّل آیت مین ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی دعا ہے
کہ ہماری اولاد مین ایک جماعت مطیع پیدا کیجیو اور اس جماعت مین ایک ایسا
پیغمبر قائم کیجیو مراد اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین کیونکہ بجز آپ کے
اور کوئی پیغمبر ایسے نہین کہ دونون حضرات کی اولاد مین ہون۔ اور دوسری
آیت مین عیسٰی علیہ السلام کا قول نقل فرمایا کہ مین بشارت دینے والا ہون

ع اور اسکا آخری حصہ یہ ہے ورؤیا امی التی رأت الحدیث چنانچہ آگے آوے گا ۱۲ منہ

ایک پیغمبر کی جو میرے بعد آوینگے جنکا نام احمد ہوگا۔ **پانچوین روایت** مشکوٰۃ مین بخاری سے بروایت عبداللہ بن عمرو بن العاص آیا ہے کہ توراۃ مین آپ کی یہ صفت لکھی ہے اے پیغمبر ہمنے تمکو بھیجا ہے امت کے حال کا گواہ بناکر اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور گروہ اُمیین کی پناہ بناکر (مراد اس سے امت محمدیہ ہے جیسا کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہم ایک اُمی جماعت ہین) آپ میرے بندے اور میرے پیغمبر ہین مین نے آپ کا نام متوکل رکھا ہے نہ آپ بدخلق ہین اور نہ سخت مزاج ہین نہ بازارون مین شور مچاتے پھرتے ہین اور برائی کا بدلہ برائی نہین کرتے بلکہ معاف کردیتے ہین اور بخشدیتے ہین آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی وفات نہ دینگے یہان تک کہ آپ کی برکت سے راہ کج یعنی کفر کو درست یعنی مبدل بہ ایمان نہ کردین کہ لوگ کلمہ پڑھنے لگین اور یہان تک کہ اس کلمہ کی برکت سے نابینا آنکھون کو اور ناشنوا کانون کو اور سربستہ دلون کو کشادہ نہ کردین (مطلب یہ ہے کہ جب تک دین حق خوب پھیل جائے گا آپ کی وفات نہ ہوگی) **چھٹی روایت** مشکوٰۃ مین مصابیح اور دارمی سے بروایت حضرت کعب مروی ہے وہ توریت سے نقل کرتے ہین اُسمین لکھا ہوا ہے محمد رسول اللہ میرے بندے پسندیدہ ہین۔ بدی کا بدلہ بدی نہین دیتے بلکہ معاف کردیتے ہین اور درگذر فرماتے ہین مکہ اُن کی جاے ولادت ہے اور مدینہ اُنکا مقام ہجرت ہے اور مرکز سلطنت ملک شام ہے **ف** چنانچہ بعد خلفاے راشدین پایہ سلطنت ملک شام رہا اور وہان سے اسلام کی خوب اشاعت ہوئی **ساتوین روایت** مشکوٰۃ مین ترمذی سے بروایت عبداللہ بن سلام مروی ہے کہ توریت مین نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لکھی ہے

اور یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے ساتھ مدفون ہونگے **ف** اِن اخیر
تین روایتوں کے راوی کتب سابقہ کے عالم ہیں اول و آخیر صحابی ہیں اور اوسط
تابعی ہیں اور بعض آیات بھی ان روایات کے ہم معنی ہیں چنانچہ دو آیتوں کا مضمون
تو اس فصل کی چوتھی روایت کی شرح میں مذکور ہوچکا ہے اور تین آیتیں اور مذکور ہوتی
ہیں پہلی آیتوں کو ملا کر پانچ ہوگئیں **تیسری آیت** سورۂ اعراف میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے
ایسے لوگ جو کہ پیروی کرتے ہیں رسول نبی امی کی جنکا ذکر اسطرح لکھا ہوا پاتے ہیں توراۃ
میں اور انجیل میں کہ اُن لوگوں کو نیک کام بتلاوینگے اور بُری بات سے منع کرینگے
اور ستھری چیزوں کو اُنکے واسطے حلال کرینگے اور گندی چیزوں کو حرام کرینگے اور جو
احکام بہت سخت اور گراں تھے اُنکو موقوف کردینگے **چوتھی آیت** سورۂ فتح میں
فرمایا اللہ تعالیٰ نے محمد اللہ کے رسول ہیں اور اُنکے ساتھ کے لوگ ایسے ایسے صفات سے
موصوف ہیں اور ان سب کی صفت توریت و انجیل میں اس اس طرح سے موجود ہے
پانچویں آیت سورۂ بقرہ میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ جب اہل کتاب کے پاس اُنکے
علوم حاصلہ کی تصدیق کرنے والی کتاب آئی یعنی قرآن اور وہ لوگ اُسکے آنے سے
پہلے (یعنی قبل بعثت) کفار (یعنی مشرکین) کے مقابلہ میں آپکے توسل سے فتح کی دعا کیا
کرتے تھے یا یہ کہ آپ کی خبر بعثت کو اُنپر ظاہر کیا کرتے تھے سو جب اُنکے پاس جانی
پہچانی چیز پہونچی (یعنی قرآن و صاحب قرآن) تو وہ اُسکے منکر ہوگئے **ف** یہ استفتاح اور
معرفت ان لوگوں کو کتب سابقہ سے حاصل ہوئی تھی پس آپ کا مذکور فی الکتب السابقہ ہونا معلوم
ہوا اسی معرفت کو اسی سورۂ بقرہ کی ایک آیت میں اسطرح فرمایا ہے یعرفونه کما یعرفون ابناءهم

ع۵ رُدَّ دللاصلاح فی التفسیر ۱۲ منہ

ومن القصیدة

فَاقَ النَّبِیِّیْنَ فِیْ خَلْقٍ وَّفِیْ خُلُقٍ
وَلَمْ یُدَانُوْہُ فِیْ عِلْمٍ وَّلَا کَرَمٖ
وَکُلُّھُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ مُلْتَمِسٌ
غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّیَمٖ
وَوَاقِفُوْنَ لَدَیْہِ عِنْدَ حَدِّھِمٖ
مِنْ نُّقْطَۃِ الْعِلْمِ اَوْ مِنْ شَکْلَۃِ الْحِکَمٖ
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

ترجمہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم حسن صورت وسیرت مین سب انبیا علیہم السلام سے بڑھکے ہین اور وہ سب حضرات آپ سے علم وکرم مین لگّا نہین کھاتے اور تمام انبیا علیہم السّلام حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طالب ایک کف دست یعنی چلو بھر ہین آپکے دریائے معرفت سے یا بقدر ایک دفعہ کے چوسنے یعنی قطرہ لے آپکے علم کے مار انہا کبیا ریار ہمیشہ برسنے والے سے۔ اور تمام انبیا علیہم السّلام آپکے حضور مین اپنی حد اور مرتبہ کے مواقق کھڑے ہین اور وہ اُنکی حد آپ کی کتاب علم سے مثل نقطہ کے ہے یا آپ کی حکمتون کی کتاب سے مثل اعراب کے ۱۲ عطر الوردہ

تیسری فصل آپ کے شرف ونزاہت نسب مین پہلی روایت مشکوٰۃ مین

ترمذی سے بروایت حضرت عباسؓ مروی ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین محمد ہون عبداللہ کا بیٹا اور عبدالمطلب کا پوتا اللہ تعالیٰ نے جو مخلوق کو پیدا کیا تو مجکو اچھے گروہ مین بنایا یعنی انسان بنایا پھر انسان مین دو فرقے پیدا کیے عرب اور عجم مجکو اچھے فرقے یعنی عرب مین بنایا پھر عرب مین کئی قبیلے بنائے اور مجکو سب سے اچھے قبیلہ مین پیدا کیا یعنی قریش مین پھر قریش مین کئی خاندان بنائے تو مجکو سب سے اچھے خاندان مین پیدا کیا یعنی بنی ہاشم مین لپس مین ذاتی طور پر بھی سب سے اچھا ہون اور خاندان مین بھی سب سے اچھا ہون الخ **دوسری روایت** حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نکاح سے پیدا ہوا ہون اور سفاح (یعنی بدکاری) سے نہین پیدا ہوا ہون آدم علیہ السلام سے لیکر میرے والدین تک

یعنی سفاح جاہلیت کا کوئی لوث مجھکو نہین پہونچا (یعنی زمانۂ جاہلیت مین جو بیحیائی ہوا کرتی تھی میرے آباء و اُمہات سب اُس سے منزہ رہے پس میرے نسب مین اسکا کوئی میل نہین ہے) روایت کیا اسکو طبرانی نے اوسط مین اور ابونعیم اور ابن عساکر نے کذا فی المواہب **تیسری روایت** روایت کیا ابونعیم نے حضرت ابن عباسؓ سے مرفوعاً یعنی خود حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بزرگون مین سے کبھی کوئی مرد و عورت بطور سفاح کے نہین ملے (کبھی کا مطلب یہ ہے کہ جس قربت کو میرے نسب مین بھی دخل نہو مثلاً حمل ہی نہ ٹھیرا ہو وہ بھی بلا نکاح نہین ہوئی یعنی آپ کے سب اصول ذکور و اناث ہمیشہ بُرے کام سے پاک رہے) اللہ تعالی مجھکو ہمیشہ اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرہ کی طرف مصفی مہذب کر کے منتقل کرتا رہا جب کبھی دو شعبے ہوے (جیسے عرب و عجم پھر قریش و غیر قریش و علی ہذا) مین بہترین شعبہ مین رہا کذا فی المواہب **چوتھی روایت** دلائل ابونعیم مین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہین اور آپ جبریل علیہ السلام سے حکایت فرماتے ہین وہ کہتے ہین کہ مین تمام مشارق و مغارب مین پھرا سو مین نے کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نہین دیکھا اور نہ کوئی خاندان بنی ہاشم سے افضل دیکھا اور اسی طرح طبرانی نے اوسط مین بیان کیا ہے شیخ الاسلام حافظ ابن حجر کہتے ہین کہ آثار صحت کے اس متن (یعنی حدیث) کے صفحات پر نمایان ہین کذا فی المواہب **ف** حضرت جبریل علیہ السلام کے اس قول کا اس شعر مین گویا ترجمہ کیا گیا ہے

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام	بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

پانچوین روایت مشکوۃ مین مسلم سے بروایت واثلہ بن الاسقع مروی ہے کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے کہ اللہ تعالی نے اسمٰعیل علیہ السلام کی

اولاد مین سے کنانہ کو منتخب کیا اور کنانہ مین سے قریش کو اور قریش مین سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم مین سے مجکو اور ترمذی کی روایت مین یہ بھی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد مین سے اسماعیل علیہ السلام کو منتخب کیا من الروض۔

اَکْرِمْ بِہٖ نَسَبًا طَابَتْ عَنَاصِرُہٗ	اَصْلًا وَّفَرْعًا وَّقَدْ سَادَتْ بِہِ الْبَشَرُ
آپکا نسب کیسا کچھ باکرامت ہے کہ اُس کے مواد پاکیزہ ہین	اصل مین بھی اور فرع مین بھی اور آپکے سبب جنس بشر کو شرف حاصل ہوگیا
مُطَہَّرٌ مِّنْ سِفَاحِ الْجَاہِلِیَّۃِ لَا	یَشُوْبُہٗ قَطُّ لَا نَقْصٌ وَّلَا کَدَرُ
وہ نسب مطہر ہے لوث جاہلیت سے اس مین	کبھی آمیزش نہین ہوئی نہ نقص کی نہ کدورت کی
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	عَلٰی حَبِیْبِکَ مَنْ زَانَتْ بِہِ الْعُصُرُ
اے پروردگار ابدالاباد تک درود اور سلام بھیجیے	اپنے حبیب پر جن سے زمانون کی زینت ہو گئی

چوتھی فصل آپکے نور مبارک کے بعض آثار کے ظاہر ہونے مین آپکے والد ماجد و جد امجد مین پہلی روایت حافظ ابو سعید نیشاپوری نے ابی بکر بن ابی مریم سے اور اُنھون نے سعید بن عمرو انصاری سے اور اُنھون نے اپنے باپ سے اور اُنھون نے کعب الاحبار سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک جب عبد المطلب مین منتقل ہوا اور وہ جوان ہوگئے تو ایک دن حطیم مین سو گئے جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ آنکھ مین سرمہ لگا ہوا ہے سر مین تیل پڑا ہوا ہے اور حسن و جمال کا لباس زیب بر ہے انکو سخت حیرت ہوئی کہ کچھ معلوم نہین یہ کس نے کیا ہے اِنکے والد انکا ہاتھ پکڑ کر کاہنانِ قریش کے پاس لے گئے اور سارا واقعہ بیان کیا اُنھون نے جواب دیا کہ معلوم کرلو کہ رب السموات نے اس نوجوان کو نکاح کا حکم فرمایا ہے چنانچہ اُنھون نے اول قیلہ سے نکاح کیا اور انکی وفات کے بعد فاطمہ سے نکاح کیا اور وہ عبد اللہ آپکے والد ماجد کے ساتھ حاملہ ہوگئین اور عبد المطلب کے بدن سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کا نور اُنکی پیشانی مین چمکتا تھا اور جب قریش مین قحط ہوتا تھا تو عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑ کر جبل ثبیر کی طرف جاتے تھے اور انکے ذریعہ سے حق تعالیٰ کے ساتھ تقرب ڈھونڈھتے اور بارش کی دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ ببرکت نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے باران عظیم رحمت فرماتے الخ کذا فی المواہب دوسری روایت ابونعیم اور خرائطی اور ابن عساکر نے طریق عطا سے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ جب عبدالمطلب اپنے فرزند عبداللہ کو نکاح کرنے کی غرض سے لیکر چلے تو ایک کاہنہ پر گذرے جو یہودی ہوگئی تھی اور کتب سابقہ پڑھی ہوئی تھی اسکو فاطمہ خثعمیہ کہتے تھے اُس نے عبداللہ کے چہرے مین نور نبوت دیکھا تو عبداللہ کو اپنی طرف بلایا مگر عبداللہ نے انکار کردیا کذا فی المواہب تیسری روایت جب ابرہہ بادشاہ اصحاب فیل خانہ کعبہ کے منہدم کرنے کو مکے پر چڑھ آیا عبدالمطلب چند آدمی قریش کے ساتھ لیکر جبل ثبیر پر چڑھے اُسوقت نور مبارک عبدالمطلب کی پیشانی مین گول بطور ہلال کے نمود ہوکر خوب درخشان ہوا یہان تک کہ شعاع اُسکی خانہ کعبہ پر پڑی عبدالمطلب نے یہ بات دیکھکر قریش سے کہا کہ پھر چلو یہ نور اسطرح میری پیشانی مین جو چمکا یہ دلیل ہے اِس بات کی کہ ہم لوگ غالب رہین گے۔ اور عبدالمطلب کے اونٹ ابرہہ کے لشکر کے لوگ پکڑ لے گئے اور عبدالمطلب اُنکے چھڑانے کو ابرہہ کے پاس گئے اُنکی صورت دیکھتے ہی اُسنے باین جہت کہ عظمت اور ہیبت نور شریف کی اُنکے چہرے سے نمایان تھی اُنکی نہایت تعظیم کی اور تخت سے اُتر بیٹھا اور اُنکو اپنے برابر بٹھلالیا بالجملہ ایسی عظمت نور مبارک کی تھی کہ بسبب اُسکے بادشاہ ہیبت مین آجاتے اور تعظیم و تکریم کرتے کذا فی تواریخ حبیب اِلٰہ لمولانا عنایت احمدؒ من الروض

آن سیدھم تخیٰ فعل الخیر مبتدرؐ	مافیھم الا ھمام قد سما عظما
یا ایسے سردار ہین کہ محل خیر کی طرف سبقت کرنے والے ہین	آپکے سلسلہ نسب مین بڑے ہی سردار ہین جو عظمت مین فائق ہین

حَتّٰی بَدَا مُسْفِرًا مِّنْ وَّالِدَیْہِ وَقَدْ
یہانتک کہ آپ منور ہو کر اپنے والدین سے ظاہر ہوئے اور حالت یہ تھی

تَحَمَّلَتْ بِحُلَاہُ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ
کہ آپکے انوار سے شمس و قمر بھی صاحب جمال ہو گئے تھے

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ مَنْ زَانَتْ بِہِ الْعُصُرُ

پانچوین فصل آپ کے بعض برکات مین جب آپ بصورت حمل بطن مادر مین مستقر ہوئے
پہلی روایت آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنت وہب سے روایت ہے کہ جب آپ حمل مین آئے تو ان کو خواب مین بشارت دی گئی کہ تم اس امت کے سردار کے ساتھ حاملہ ہوئی ہو جب وہ پیدا ہون تو یون کہنا اُعِیْذُہٗ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ کُلِّ حَاسِدٍ اور اُن کا نام محمد رکھنا۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ **دوسری روایت** نیز حمل رہنے کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ نے ایک نور دیکھا جس سے شہر بُصریٰ علاقہ شام کے محل اُن کو نظر آئے کذا فی سیرۃ ابن ہشام **ف** اور یہ نور کا دیکھنا اُس قصہ کے علاوہ ہے جو عین ولادت کے وقت اسی طرح کا واقع ہوا **تیسری روایت** نیز آپ کی والدہ ماجدہ روایت کرتی ہین کہ مین نے (کسی عورت کا) کوئی حمل نہین دیکھا جو آپ سے زیادہ سبک و سہل ہو۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ **ف** محاورہ مین اس عبارت کے معنی مساواۃ کی بھی نفی ہوتی ہے۔ سبک یہ کہ گران نہ تھا اور سہل یہ کہ اُسمین کسی قسم کی تکلیف غشیان یا کسل یا اختلال جوع وغیرہ نہ تھی اور شمامہ مین ہے کہ بعض احادیث مین آیا ہے کہ ایسا ثقل ہوا جسکی شکایت عورتون سے کی۔ حافظ ابو نعیم نے کہا ثقل ابتداے علوق (یعنی حمل) مین تھا پھر وقت استمرار حمل کے خفت ہو گئی ہر حال مین یہ حمل

ع مین کہتا ہون کہ یہ ثقل عظمت کا تھا جیسے وحی کا ثقل ہوتا تھا اور ایسے ثقل سے نشاط طبعی زائل نہین ہوتا پس عین ثقل مین بھی باین معنی خفت کا حکم صحیح ہے پس روایات مین تعارض نہ رہا ۱۲ منہ

عادت معروف سے خارج تھا الخ من الروض۔

هٰذَا وَقَدْ حَمَلَتْ اُمُّ الْحَبِيْبِ بِهٖ یہ تو ہو چکا اور آپ کی والدہ ماجدہ حاملہ ہوگئیں	وَلَيْسَ فِيْ حَمْلِهَا كَرْبٌ وَّلَا ضَرَرٌ اور اُن کے حمل مین نہ کچھ کرب تھا نہ کوئی تکلیف تھی
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

چھٹی فصل بعض واقعات وقت ولادت شریفہ مین پہلی روایت محمد بن سعد نے ایک جماعت سے حدیث بیان کی اُسمین سے عطاؓ اور ابن عباسؓ بھی ہین کہ آمنہ بنت وہب (آپ کی والدہ ماجدہ) کہتی ہین کہ جب آپ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے بطن سے جُدا ہوئے تو آپ کے ساتھ ایک نور نکلا جس کے سبب مشرق و مغرب کے درمیان سب روشن ہوگیا پھر آپ زمین پر آئے اور دونون ہاتھو نپر سہارا دیے ہوئے تھے پھر آپ نے خاک کی ایک مٹھی بھری اور آسمان کی طرف سر اُٹھا کر دیکھا کذا فی المواہب **ف** اسی نور کا ذکر ایک دوسری حدیث مین اسطرح ہے کہ اُس نور سے آپ کی والدہ نے شام کے محل دیکھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی واقعہ کی نسبت خود ارشاد فرمایا ہے ورؤیا امی التی رأت اور اُس مین یہ بھی آپ کا ارشاد ہے وکذلک امہات الانبیاء یرین یعنی انبیاء علیہم السلام کی مائین ایسا ہی نور دیکھا کرتی ہین۔ اخرجہ احمد والبزار والطبرانی والحاکم والبیہقی

عہ یہ ایک حدیث کا وہی آخری حصہ ہے جسکا دوسرا حصہ دوسری فصل کی چوتھی روایت کے حاشیہ مین لکھا گیا ہے اور شام کے محل نظر آنے مین اور اسی طرح روم کے محل نظر آنے مین جیسا آگے تیسری روایت مین آتا ہے یہ اشکال نہ کیا جاوے کہ زمین کروی ہے اور روم و شام مکے سے بہت فاصلہ پر ہین اور اتنے فاصلے پر نظر آنے مین خود کرویت مانع ہے جواب یہ ہے کہ بعض نور کا خاصہ ہے کہ جسم مجاور اپنی جگہ سے مرتفع دکھلائی دیتا ہے جیسا پانی سے بھرے ہوئے کٹوری مین پیسا پڑا ہو یا بعضے طلوع وغروب شمس کے وقت اسی کے قائل ہین پس اگر اس نور کی خاصیت ہے اور زیادہ مرتفع نظر آجاوین تو کیا استبعاد ہے ۱۲ منہ

عن العرباض بن ساریہ وقال الحافظ ابن حجر صححہ ابن حبان والحاکم۔ کذا فی المواہب
دوسری روایت عثمان بن ابی العاص اپنی والدہ ام عثمان ثقفیہ سے جنکا نام
فاطمہ بنت عبداللہ ہے روایت کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ جب آپ کی ولادت شریفہ کا وقت
آیا تو آپ کے تولد کے وقت میں نے خانہ کعبہ کو دیکھا کہ نور سے معمور ہوگیا اور ستاروں کو
دیکھا کہ زمین سے اسقدر نزدیک آگئے کہ مجکو گمان ہوا کہ مجھپر گر پڑینگے روایت کیا اسکو
بیہقی نے کذا فی المواہب تیسری روایت ابونعیم نے عبدالرحمن بن عوفؓ سے
روایت کیا ہے اور وہ اپنی والدہ شفا سے نقل کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ جب
حضرت آمنہؓ سے آپ پیدا ہوئے تو میرے ہاتھوں پر آئے اور (موافق معمول بچوں کے)
آپ کی آواز نکلی تو میں نے ایک کہنے والے کو سُنا کہ کہتا ہے رحمك الله (یعنی
اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو) شفا کہتی ہیں کہ تمام مشرق
ومغرب کے درمیان روشنی ہوگئی یہانتک کہ میں نے روم کے بعضے محل دیکھے پھر میں نے
آپکو دودھ دیا (یعنی اپنا نہیں بلکہ آپ کی والدہ کا کیونکہ شفا کو کسی نے مرضعات
میں ذکر نہیں کیا) اور لٹا دیا تھوڑی دیر بھی نہ گذری تھی کہ مجھپر ایک تاریکی اور
رعب اور لرزہ چھا گیا اور آپ میری نظر سے غائب ہوگئے سو میں نے ایک کہنے
والے کی آواز سُنی کہ کہتا ہے کہ اُن کو کہاں لے گئے تھے جواب دینے والے نے کہا کہ مشرق
کی طرف وہ کہتی ہیں کہ اس واقعہ کی عظمت برابر میرے دل میں رہی یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو مبعوث

ع اگر آپ کی ولادت رات کے وقت ہوئی ہو جیسا کہ ایک قول ہے تب تو اس خبر کے واقعہ میں کوئی تردد ہی نہیں
اور اگر دن میں ہوئی ہو جیسا کہ ایک قول ہے تو ستاروں کے نظر آنے کو بھی ایک خرق عادت کہا جاویگا کذا قالوا اور احقر کے
نزدیک سہل ہے کہ صبح صادق کے وقت آپ کی ولادت کو کہا جاوے تو اُسوقت ستارے بھی نمایاں ہوتے ہیں اور اُسکو
عوام رات سے اور خواص دن سے تعبیر کرتے ہیں پس دونوں قول مطابق بھی ہوجاوینگے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۱۲ منہ

فرمایا ہیں اول اسلام لانے والون مین ہوئی - کذا فی المواہب **ف** مشرق کے ذکر سے
مغرب کی نفی نہین ہوئی دوسری روایات مین مغارب بھی آیا ہے کما فی الشمامۃ شمامہ
تخصیص ذکری اس روایت مین بنا بر شرف سمت مشرق کے ہے بوجہ اسکے کہ وہ
مطلع ہے شمس کا جیسا شروع والصّٰفّٰت مین رب المشارق فرمایا گیا ہے **چوتھی روایت**
اور منجلہ آپکے عجائب ولادت کے یہ واقعات روایت کیے گئے ہین کسریٰ کے محل مین زلزلہ
پڑجانا اور اُس سے چودہ کنگرون کا گر پڑنا - اور بحیرۂ طبریہ کا دفعۃً خشک ہوجانا - اور
فارس کے آتشکدہ کا بجھ جانا جو ایک ہزار برس سے برابر روشن تھا کہ کبھی نہ بجھا تھا روایت کیا
اسکو بیہقی نے اور ابونعیم نے اور خرائطی نے ہواتف مین اور ابن عساکر نے کذا فی المواہب
ف یہ واقعات اشارہ ہین زوال سلطنت فارس و شام کی طرف واللہ اعلم **پانچوین**
روایت فتح الباری مین سیرۃ الواقدی سے نقل کیا ہے کہ آپنے شروع ولادت مین
کلام فرمایا کذا فی المواہب آگے اہل کتاب کی خبرین دینا آپکے تولد شریف سے مذکور ہین[عہ] -
چھٹی روایت بیہقی اور ابونعیم نے حضرت حسان بن ثابت رضی سے نقل کیا ہے کہ مین سات آٹھ برس
کا تھا اور دیکھی سُنی بات کو سمجھتا تھا ایکدن صبح کے وقت ایک یہودی نے یکایک چلانا
شروع کیا کہ اے جماعت یہود کی وہ سب جمع ہوگئے اور مین سُن رہا تھا کہنے لگے تجکو کیا ہوا کہنے لگا
کہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وہ ستارہ آج شب مین طلوع ہوگیا جسکی ساعت مین آپ پیدا ہونیوالے تھے[عہ] -

---

عہ اور اہل تنجیم و کہانت کی خبرین اس نظر سے ذکر نہین کین کہ یہ دونون خبرین شرع مین معتبر نہین اور کتب سابقہ کی خبرین فی نفسہٖ صحیح ہین جبکہ اُنمین تحریف کا احتمال نہو اور ظاہر ہے کہ اپنی مضر خبر دینا دلیل یقینی ہے کہ اسمین تحریف نہین ہوئی اور بعض علمانے انکے اقوال ذکر کیے ہین بقصد محبت ازاسکے ذکر کیے ہین اور یہ قصد صحیح ہے ولکل وجھۃ ھو مولیھا ۱۲ منہ

عہ اس سے شبہہ فن تنجیم کے صحیح ہونیکا نہ کیا جاوے کیونکہ اس ستارہ کا آپ کی تولد مین مؤثر و دخیل ہونا اس سے لازم نہین آیا بلکہ معنی یہ ہین کہ اُسکو کسی نقل سے یہ معلوم تھا کہ آپکے تولد کا ایسا وقت ہوگا مثلاً کوئی حاکم رعایا کو بتلاوے کہ ہمارا فلان نائب بعد از ستادہ فلان ماہ کی فلان تاریخ کو پہونچے گا تو ایکے وقت کی تعیین ہے نہ کہ وقت کی تاثیر ۱۲ منہ

کذا فی المواہب سیرۃ ابن ہشام میں یہ بھی ہے کہ محمد بن اسحاق صاحب السیر کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن عبد الرحمن بن حسان بن ثابت سے پوچھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو حسان بن ثابت کی کیا عمر تھی انھوں نے کہا کہ ساٹھ سال کی اور حضور تریپن سال کی عمر میں تشریف لائے ہیں تو اس حساب سے حسان بن ثابت (حضورؐ سے سات سال عمر میں زیادہ ہوئے تو انھوں) نے یہ مقولہ یہودی کا سات سال کی عمر میں سنا **ساتویں روایت** حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ایک یہودی مکے میں آ رہا تھا سو جس شب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اُسنے کہا اے گروہ قریش کیا تم میں آج کی شب کوئی بچہ پیدا ہوا ہے اُنھوں نے کہا کہ ہم کو معلوم نہیں کہنے لگا کہ دیکھو کیونکہ آج کی شب اس امت کا نبی پیدا ہوا ہے اُسکے دونوں شانوں کے درمیان میں ایک نشانی ہے (جسکا لقب مہر نبوت ہی) چنانچہ قریش نے اسکے پاس سے جاکر تحقیق کیا تو خبر ملی کہ عبد اللہ بن عبد المطلب کے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے وہ یہودی آپ کی والدہ کے پاس آیا اُنھوں نے آپ کو اُن لوگوں کے سامنے کر دیا جب اُس یہودی نے وہ نشانی دیکھی تو بیہوش ہو کر گر پڑا اور کہنے لگا کہ بنی اسرائیل سے نبوت رخصت ہوئی اے گروہ قریش سن رکھو واللہ یہ تمپر ایسا غلبہ حاصل کریں گے کہ مشرق و مغرب سے اُسکی خبر شائع ہوگی روایت کیا اسکو یعقوب بن سفیان نے اسناد حسن سے۔ یہ فتح الباری میں کہا ہے۔ کذا فی المواہب

مِنَ القَصِیدَۃ

اَبَانَ مَوْلِدُهٗ عَنْ طِیْبِ عُنْصُرِهٖ
یَا طِیْبَ مُبْتَدَاٍ مِّنْهُ وَّمُخْتَتَمٖ
یَوْمٌ تَفَرَّسَ فِیْهِ الْفُرْسُ اَنَّهُمْ

لہ آپکے زمان ولادت نے (بسبب ظہور امور غریبہ کرامت عظیمہ) آپ کی عمدگی و لطافت و طہارت اصل مبارک کو ظاہر کر دیا اے قوم پائی خوشبو تم حاضر ہوا در آپ کے حسن ابتدا اور خوبی خاتمہ کو دیکھو (اور ایسے زمان (۲۲) ۵۳ آپ کی پیدائیش کا روز وہ مبارک دن ہے کہ اہل فارس

قَدْ اُنْذِرُوْا بِحُلُوْلِ الْبُؤْسِ وَالنِّقَمِ

۵۳ وَبَاتَ اِیْوَانُ کِسْرٰی وَهُوَ مُنْصَدِعٌ
کَشَمْلِ اَصْحَابِ کِسْرٰی غَیْرَ مُلْتَئِمِ

۵۴ وَالنَّارُ خَامِدَةُ الْاَنْفَاسِ مِنْ اَسَفٍ
عَلَیْهِ وَالنَّهْرُ سَاهِی الْعَیْنِ مِنْ سَدَمِ

۵۵ وَسَاءَ سَاوَةَ اَنْ غَاضَتْ بُحَیْرَتُهَا
وَرُدَّ وَارِدُهَا بِالْغَیْظِ حِیْنَ ظَمِیْ

۵۶ کَاَنَّ بِالنَّارِ مَا بِالْمَاءِ مِنْ بَلَلٍ
حُزْنًا وَّبِالنَّارِ مَا بِالْمَاءِ مِنْ ضَرَمِ

۵۷ وَالْجِنُّ تَهْتِفُ وَالْاَنْوَارُ سَاطِعَةٌ
وَالْحَقُّ یَظْهَرُ مِنْ مَّعْنًی وَّمِنْ کَلِمِ

۵۸ عَمُوْا وَصَمُّوْا فَاِعْلَانُ الْبَشَائِرِ لَمْ
تُسْمَعْ وَبَارِقَةُ الْاِنْذَارِ لَمْ تُشَمِ

۵۹ مِنْ بَعْدِ مَا اَخْبَرَ الْاَقْوَامَ کَاهِنُهُمْ
بِاَنَّ دِیْنَهُمُ الْمُعْوَجَّ لَمْ یَقُمِ

۶۰ وَبَعْدَ مَا عَایَنُوْا فِی الْاُفُقِ مِنْ شُهُبٍ
مُنْقَضَّةٍ وَّفْقَ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ صَنَمِ

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

نے اپنی فراست سے (کہ اُسوقت آیات بینات بکثرت ظاہر ہوئیں اور بھی اوضاع فلکیہ) دریافت کرلیا کہ وہ لوگ ڈرائے گئے کہ زمانہ آئی زوال سلطنت اور پیش آنے مصائب کا (بسبب ولادت سرور کائنات) وہ آگیا ۱۲ع ۵۳ اور نوشیروان کا محل بوقت ولادت باسعادت بحالت شکستگی ایسا پاش پاش ہوگیا جیسے لشکر کسریٰ کو پھر مجتمع ہونا نصیب نہ ہوا ۱۲ع ۵۴ (آپکے میلاد شریف کے وقت) آتش مجوس (جو ہزار سال سے برابر روشن تھی) بسبب افسوس کے (جو بطلان کی دلیل ہے) سرد ہوگئی اور نہر فرات ایسی حیران اور بے خود ہوئی کہ گویا بہاؤ چھوڑکر ساوہ کے کھاٹے میں جا پڑی ۱۲ع ۵۵ اور اہل ساوہ کو اس امر نے غمگین کیا کہ اُسکے دریاچہ کا پانی خشک ہوگیا اور اُسکے گھاٹ پر آنے والا جبکہ تشنہ ہوا خشمگین ناکامیاب لوٹایا گیا یا اسنے اسکو تشنہ لوٹایا ۱۲ع ۵۶ گویا آگ کو وہ کیفیت تری حاصل ہوگئی جو پانی میں ہوتی ہے بسبب رنج کے اور پانی کو وہ خاصہ التہاب حاصل ہوگیا جو آگ میں تھا ۱۲ع ۵۷ اور جنات ظہور حضور کی آوازیں کررہے ہیں اور انوار حضرت کے ظاہر ہورہے ہیں اور حق ظاہر ہورہا ہے امور باطنیہ سے (مثل ظہور نور وغیرہ کے) اور امور ظاہریہ سے (مثل آواز ہاتف کے) ۱۲ع ۵۸ منکرین اندھے (ہوگئے) اور بہرے ہوگئے کہ سو اظہار بشارات سنا نہ گیا اور برق تخویف نہ دیکھی گئی ۱۲ع ۵۹ اور زیادہ عجیب یہ ہے کہ یہ قبول حق سے اُن کا اندھا اور بہرا ہونا اس امر کے بعد ہوا کہ اُن کے کاہن نے تمام اقوام کو یہ خبر دیدی تھی کہ اُن کا ناراست و کج دین آئندہ قائم نہیں رہے گا اور (وہ مجوس یا عام کفار اختیار راہ صواب سے اندھے اور بہرے ہوگئے) بعد دیکھنے شعلہائے آتش کے اطراف آسمان میں جو جنات پر مارے جاتے تھے مثل اوندھے اور منہ کے بل گرنے بتوں کے روئے زمین کے ۱۲ عطر الوردہ۔

ساتوین فصل یوم و ماہ و سنہ و وقت و مکان ولادت شریفہ مین **یوم و تاریخ** سب کا اتفاق ہے کہ دوشنبہ تھا اور تاریخ مین اختلاف ہے آٹھوین یا بارھوین کذا فی الشمامۃ۔ **ماہ** سب کا اتفاق ہے کہ ربیع الاول تھا۔ **سنہ** سب کا اتفاق ہے کہ عام الفیل تھا یعنی جس سال اصحاب الفیل ہلاک کیے گئے بقول سہیلی اس قصہ سے پچاس دن بعد اور بقول دمیاطی پچپن دن بعد کذا فی الشمامۃ۔ **وقت** بعض نے شب کہا ہے بعض نے دن قالہ الزرکشی بعض نے طلوع فجر کذا فی الشمامۃ۔ **مکان** بعض کے نزدیک مکہ مین بعض کے نزدیک شعب مین بعض کے نزدیک ردم مین بعض کے نزدیک عسفان مین کذا فی الشمامۃ عن المواہب۔

من الروض

وَكَانَ مَوْلِدُهُ اَيْضًا وَنَقْلَتُهُ	لِيَوْمِ الْاِثْنَيْنِ هٰذَا الْاَمْرُ مُعْتَبَرُ
اور آپ کی ولادۃ شریفہ اور وفات شریف	دوشنبہ کے روز ہوئی اور یہ امر معتبر ہے
یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	عَلٰی حَبِیْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

آٹھوین فصل بعض واقعات زمانہ طفولیت مین **پہلی روایت** ابن سبع نے خصائص مین ذکر کیا ہے کہ آپ کا گہوارہ (یعنی جھولا) فرشتون کی جنبش دینے سے ہلا کرتا تھا۔ (کذا فی المواہب) **دوسری روایت** بیہقی اور ابن عساکر نے ابن عباس رضی سے روایت کیا ہے کہ حضرت حلیمہ کہتی تھین کہ انھون نے جب آپ کا دودھ چھڑایا ہے تو آپنے

ع اور سیر کی اس روایت پر کہ ایام واقعہ فیل مین نور محمدی عبد المطلب کی جبین مین نمایاں ہوا تھا شبہ نہ کیا جاوے کیونکہ انفصال کے بعد بھی اثر کا بقا مستبعد نہین جس طرح ہیزم سے شعلہ جدا ہونے کے بعد بھی اسکا اثر روشنی اور گرمی رہتی ہے ۱۲ منہ عه چھٹی فصل کی دوسری روایت کے ذیل مین وجہ تطبیق لکھی گئی ۱۲ منہ مسه اشہر قول اول ہے دوسرے اقوال یا ضعیف ہین یا قابل تاویلات مناسبہ ۱۲ منہ للعه شاید یہ وہی شعب ہے جسمین قریش مخالفین کے تعاہد و تحالف کے وقت ابوطالب آپ کو لئے رہے تھے جسکا قصہ گیارھوین فصل مین آتا ہے ۱۲ منہ

دودھ چھڑانے کے ساتھ ہی سب سے اوّل جو کلام فرمایا ہے وہ یہ تھا اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا جب آپ ذرا سیانے ہوئے تو باہر تشریف لیجاتے اور لڑکوں کو کھیلتا دیکھتے مگر اُن سے علیحدہ رہتے (یعنی کھیل میں شریک نہ ہوتے) کذا فی المواہب **تیسری روایت** ابن سعد اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت حلیمہؓ آپ کو کہیں دور نہ جانے دیا کرتیں ایک بار اُن کو کچھ خبر نہ ہوئی آپ اپنی (رضاعی) بہن شیماء کے ساتھ عین دوپہر کے وقت مواشی کی طرف چلے گئے حضرت حلیمہؓ آپ کی تلاش میں نکلیں یہاں تک کہ آپ کو بہن کے ساتھ پایا کہنے لگیں کہ اس گرمی میں (ان کو لائی ہو) بہن نے کہا کہ اماں میرے بھائی کو گرمی ہی نہیں لگی میں نے ایک بادل کا ٹکڑا دیکھا جو ان پر سایہ کیے ہوئے تھا جب ٹھہر جاتے تھے وہ بھی ٹھہر جاتا تھا اور جب یہ چلنے لگتے وہ بھی چلنے لگتا تھا یہاں تک کہ اس موقع تک اسی طرح پہونچے - کذا فی المواہب **چوتھی روایت** حضرت حلیمہ سعدیہؓ سے روایت ہے کہ میں (طائف سے) بنی سعد کی عورتوں کے ہمراہ دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں مکے کو چلی (اس قبیلہ کا یہی کام تھا) اور اُس سال سخت قحط تھا میری گود میں میرا ایک بچہ تھا مگر اتنا دودھ نہ تھا کہ اُسکو کافی ہوتا رات بھر اُسکے چلانے سے نیند نہ آتی اور نہ ہماری اونٹنی کے دودھ ہوتا میں ایک دراز گوش پر سوار تھی جو غایت لاغری سے سب کے ساتھ نہ چل سکتا تھا ہمراہی بھی اس سے تنگ آگئے تھے ہم مکے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو عورت دیکھتی اور سنتی کہ آپ یتیم ہیں کوئی قبول نہ کرتی (کیونکہ زیادہ انعام واکرام کی توقع نہ ہوتی اور ادھر ان کو دودھ کی کمی کے سبب کوئی بچہ نہ ملا) میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ یہ تو اچھا نہیں

معلوم ہوتا کہ مین خالی جاؤن مین تو اُسی یتیم کو لاتی ہون شوہر نے کہا کہ بہتر شاید اللہ تعالے
برکت کرے غرض مین آپ کو جا کر لے آئی جب اپنی فرودگاہ پر لائی اور گود مین لیکر دودھ
پلانے بیٹھی تو دودھ اسقدر اُترا کہ آپ اور آپ کے رضاعی بھائی نے خوب آسودہ ہو کر پیا اور
آسودہ ہو کر سو گئے۔ اور میرے شوہر نے جا اونٹنی کو جا کر دیکھا تو تمام دودھ ہی دودھ بھرا
تھا غرض اُسنے دودھ نکالا اور ہم سب نے خوب سیر ہو کر پیا اور رات بڑے آرام سے گذری
اور اسکے قبل سونا میسّر نہین ہوتا تھا شوہر کہنے لگا اے حلیمہ تو تو بڑی برکت والے بچے کو لائی
مین نے کہا ہان مجکو بھی یہی امید ہے پھر ہم مکّے سے روانہ ہوئے اور مین آپ کو لیکر اُسی
دراز گوش پر سوار ہوئی پھر تو اُسکا یہ حال تھا کہ کوئی سواری اُسکو پکڑ نہ سکتی تھی میری ہمراہی
عورتین تعجب سے کہنے لگین کہ حلیمہ ذرا آہستہ چلو یہ وہی تو ہے جسپر تم آئی تھین مین نے
کہا ہان وہی ہے وہ کہنے لگین کہ بیشک اسمین کوئی بات ہی پھر ہم اپنے گھر پہونچے
اور وہان سخت قحط تھا سو میری بکریان دودھ سے بھری آتین اور دوسرون کو اپنے
جانورون مین ایک قطرہ دودھ نہ ملتا میری قوم کے لوگ اپنے چرواہون سے کہتے
کہ ارے تم بھی وہان ہی چراؤ جہان حلیمہ کے جانور چرتے ہین مگر جب بھی وہ جانور خالی آتے
اور میرے جانور بھرے آتے (کیونکہ چراگاہ مین کیا رکھا تھا وہ تو بات ہی اور تھی) غرض
ہم برابر خیر و برکت مشاہدہ کرتے رہے یہان تک کہ دو سال پورے ہو گئے اور مین نے
آپ کا دودھ چھڑایا اور آپ کا نشو و نما اور بچون سے بہت زیادہ تھا یہان تک کہ دو سال
کی عمر مین اچھے بڑے معلوم ہونے لگے پھر ہم آپکو آپ کی والدہ کے پاس لائے مگر آپ کی
برکت کی وجہ سے ہمارا جی چاہتا تھا کہ آپ اور رہین اسلیے آپ کی والدہ سے اصرار کر کے وبا
مکّے کے بہلانے سے پھر اپنے گھر لے آئے سو چند ہی مہینے بعد ایک بار آپ اپنے رضاعی بھائی کے

ساتھ مواشی مین پھر رہے تھے کہ یہ بھائی دوڑتا ہوا آیا اور مجھسے اور اپنے باپ سے کہا
کہ میرے قریشی بھائی کو دو سفید کپڑے والے آدمیون نے پکڑ کر لٹایا اور شکم چاک کیا۔
مین اسی حال مین چھوڑ کر آیا ہون سو ہم دونون گھبرائے ہوئے گئے دیکھا کہ آپ کھڑے
ہین مگر رنگ (خوف سے) متغیر ہے مین نے پوچھا بیٹا کیا تھا؟ فرمایا دو شخص سفید کپڑے
پہنے ہوئے آئے اور مجکو لٹایا اور پیٹ چاک کر کے اُسمین کچھ ڈھونڈ کر نکالا معلوم نہین
کیا تھا۔ ہم آپ کو اپنے ڈیرے پر لائے اور شوہر نے کہا حلیمہؓ اس لڑکے کو آسیب کا اثر
ہوا ہے قبل اسکے کہ اسکا زیادہ ظہور ہو ان کے گھر پہونچا آ۔ مین والدہ کے پاس لیکر
گئی کہنے لگین کہ تو تو اسکا رکھنا چاہتی تھی پھر کیون لے آئی؟ مین نے کہا اب خدا کے فضل سے
ہوشیار ہو گئے اور مین اپنی خدمت کر چکی خدا جانے کیا اتفاق ہوتا اسلیے لائی ہون۔
اُنھون نے فرمایا یہ بات نہین سچ تبلا؟ مین نے سب قصہ بیان کیا۔ کہنے لگین تجکو
انپر شیطان کے اثر کا اندیشہ ہوا؟ مین نے کہا ہان۔ کہنے لگین ہرگز نہین واللہ شیطان کا انپر
کچھ اثر نہین ہو سکتا میرے بیٹے کی ایک خاص شان ہے۔ پھر اُنھون نے بعض حالات
حمل و ولادت کے بیان کر کے کہا (جو پانچوین فصل کی دوسری اور تیسری روایت اور چھٹی
فصل کی پہلی روایت کے اخیر مین مذکور ہوئے) اچھا انکو چھوڑ دو اور خیریت کے ساتھ
جاؤ کذا فی سیرۃ ابن ہشام ف اس روایت مین متعدد واقعات پُر کرامات مذکور
ہین جیسا کہ ظاہر ہے ف۲ اور حلیمہؓ کے اُس لڑکے کا نام عبداللہ ہے اور یہ انیسہ اور حذامہ
کے بھائی ہین اور یہ حذامہ شیما کے نام سے مشہور ہین اور یہ سب اولاد ہین حارث بن
عبدالعزیٰ کی جو شوہر ہین حلیمہؓ کے کذا فی زاد المعاد اور بعض اہل علم نے ان سب کے ایمان
لانے کی تصریح کی ہے کذا فی الشمامۃ وزاد المعاد پانچوین روایت محمد بن اسحٰق نے

ثور بن یزید سے (اس بار کے شق صدر کے بعد کا واقعہ) مرفوعاً ذکر کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اُن دو سفید پوش شخصون مین سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ ان کو انکی امت کے دس آدمیون کے ساتھ وزن کرو چنانچہ وزن کیا تو مین بھاری نکلا پھر اسی طرح سو کے ساتھ پھر ہزار کے ساتھ وزن کیا پھر کہا کہ بس کرو واللہ اگر انکو انکی تمام اُمت سے وزن کروگے تب بھی یہی وزنی نکلین گے کذا فی سیرۃ ابن ہشام **ف** اِس جملہ مین آپ کو بشارت سُنا دی کہ آپ نبی ہونے والے ہین **ف ۲** اور شق صدر اور قلب اطہر کا دُھلنا چار بار ہوا ایک تو یہی جو مذکور ہوا دوسری بار بعمر دس سال یہ صحرا مین ہوا تھا۔ تیسری بار وقت بعثت کے ماہ رمضان غار حرا مین۔ چوتھی بار شب معراج مین اور پانچوین ثابت نہین کذا فی شمامۃ بتغیر یسیر۔ شاہ عبدالعزیز قدس سرہ نے تفسیر سورۂ الم نشرح مین اسکے متعلق یہ نکتہ لکھا ہے کہ پہلی بار کا شق کرنا اِسلیے تھا کہ آپ کے دل سے حب لہو و لعب جو لڑکون کے دل مین ہوتی ہے نکال ڈالین۔ اور دوسری بار اِسلیے کہ جوانی مین آپکے دل مین رغبت ایسے کامون کی جو بمقتضاے جوانی خلاف رضی الٰہی سرزد ہوتی ہین نہ رہے۔ اور تیسری بار اِسلیے کہ آپکے دل کو طاقت مشاہدہ عالم ملکوت اور لاہوت کی ہو کذا فی تواریخ حبیب الٰہ۔ چھٹی روایت آپ پستان راست کا شیر پیا کرتے اور پستان چپ اپنے بھائی رضاعی یعنی حلیمہؓ کے بیٹے کے لیے ہمیشہ چھوڑ دیتے تھے۔ ایسا عدل آپ کی طبیعت مین تھا۔ اور لڑکپن مین کبھی آپنے بول و براز کپڑے مین نہین کیا بلکہ دونون کے وقت مقرر تھے کہ اُسی وقت رکھنے والے آپکو اُٹھا کر جا ضرور

ع یہ ایک قول ہے اور بعض کے نزدیک ماہ ربیع الاول مین کذا فی زاد المعاد ۱۲ منہ **ع** عطف ہے عالم پینہ کہ ملکوت پر کیونکہ عالم ماسوی اللہ ہے اور لاہوت مراتب الٰہیہ سے ہے ۱۲ منہ

پیشاب کرا لیتے۔ اور کبھی ستر آپ کا برہنہ نہ ہوتا اور جو کپڑا اتفاقاً اُٹھ جاتا تو فرشتے فوراً ستر چھپا دیتے۔ کذا فی تواریخ حبیب الٰہ۔ ایک بار اپنے بچپن کا واقعہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا کہ مین ایک بار بچون کے ساتھ پتھر اُٹھا اُٹھا کر لا رہا تھا اور سب اپنی لنگی اُتار کر گردن پر پتھر کے نیچے رکھے ہوئے تھے مین نے بھی ایسا ہی کرنا چاہا (کیونکہ اتنے بچپن مین انسان مکلف بھی نہین ہوتا اور طبعاً و عرفاً بھی ایسے بچے سے ایسا امر خلاف حیا نہین سمجھا جاتا) دفعۃً (غیب سے) زور سے ایک دھکا لگا اور یہ آواز آئی کہ اپنی لنگی باندھو بس مین نے فوراً باندھ لی اور گردن پر پتھر لانے شروع کیے۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔ ساتوین روایت ابن عساکر نے جلہمۃ بن عرفطہ سے روایت کیا ہے کہ مین مکہ معظمہ پہونچا اور وہ لوگ سخت قحط مین تھے قریش نے کہا اے ابو طالب چلو پانی کی دعا مانگو ابو طالب چلے اور اُنکے ساتھ ایک لڑکا تھا اسقدر حسین جیسے بدلی مین سے سورج نکلا ہو (یہ لڑکے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے جو اُسوقت ابو طالب کی پرورش مین تھے) ابو طالب نے اُن صاحبزادے کی پشت خانہ کعبہ سے لگائی اور صاحبزادے نے اُنگلی سے اشارہ کیا اور آسمان مین کہین بدلی کا نشان نہ تھا سب طرف سے بادل آنا شروع ہوا اور خوب پانی برسا کذا فی المواہب اور یہ واقعہ آپ کی صغر سنی مین ہوا کذا فی تواریخ حبیب الٰہ۔ آٹھوین روایت ایک مرتبہ آپ ابو طالب کے ساتھ بارہ برس کی عمر مین سفر تجارت شام کو گئے راہ مین بحیرا راہب نصاریٰ کے پاس اتفاق قیام ہوا۔ راہب نے آپ کو علامات نبوت سے پہچانا اور قافلے کی دعوت کی اور ابو طالب سے کہا کہ یہ پیغمبر سردار سب عالمون کے مین اور اہل کتاب یعنی یہود اور نصاریٰ انکے دشمن ہین انکو ملک شام مین نہ لیجاؤ مبادا اُن کے ہاتھ سے انکو گزند پہونچے سو ابو طالب نے مال تجارت

وہین بیچا اور بہت نفع پایا اور وہین سے مکے کو پھر آئے کذا فی تواریخ حبیب آلہ ف
سیرۃ ابن ہشام مین یہ قصہ بہت مفصل و مبسوط ہے۔ نوین روایت آپ جب ابوطالب
کی کفالت و تربیت مین تھے جب اُنکے عیال کے ہمراہ کھانا کھاتے سب شکم سیر ہوجاتے
اور جب نہ کھاتے تو وہ بھوکے رہتے کذا فی الشمامۃ۔

من الروض

وَبَاهَنَا ابْنَةِ سَعْدٍ وَهِيَ قَدْ سَعِدَتْ
اور کیا خوش قسمتی ہے حضرت سعدیہ کی کہ اُنکو ایسی سعادت

سَعَادَةً قَدْرُهَا بَيْنَ الْوَرٰى خَطِرُ
حاصل ہوئی جس کی قدر مخلوق مین عظیم ہے

إِذْ أَرْضَعَتْ خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ
کیونکہ اُنھون نے بہترین تمام خلائق کو دودھ پلایا

هٰذَا هُوَ الْفَوْزُ لَا مُلْكٌ وَلَا وَزَرُ
یہ بڑی کامیابی ہو (سکی برابر) سلطنت نہ وزارت

رَأَتْ لَهُ مُعْجِزَاتٍ فِي الرِّضَاعِ بَدَتْ
اُنھون نے آپکے بہت سے معجزات دیکھے جو رضاع کی حالت مین ظاہر ہوے

وَشَاهَدَتْ بَرَكَاتٍ لَيْسَ تَنْحَصِرُ
اور ایسی برکات کا مشاہدہ کیا جن کا حصر نہین ہو سکتا

وَحَدَّثَتْ قَوْمَهَا أَهْلُ الْكِتٰبِ بِمَا
اور اہل کتاب نے اپنی قوم سے آپ کے

يَكُوْنُ مِنْ شَانِهٖ مُذْ شَخْصَهٗ نَظَرُوْا
حالات بیان کیے جب سے کہ آپ کو دیکھا

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

نوین فصل اُنکے نامون مین جنکے متعلق آپ کی تربیت و رضاع کے بعد دیگرے ہوتا
رہا۔ آپ ابھی زمانہ حمل مین تھے کہ آپکے والد عبداللہ کی وفات ہوگئی کذا فی سیرۃ ابن ہشام۔
صرف دو مہینے حمل پر گذرے تھے کہ عبداللہ شام کو قافلہ قریش کے ساتھ تجارت کو
گئے تھے وہان سے پھرتے ہوئے مدینہ مین اپنے مامون کے پاس بیمار ہو کر ٹھہر گئے تھے
کہ وہان ہی وفات پائی کذا فی تواریخ حبیب آلہ۔ اور جب آپ چھ سال کے ہوئے تو آپکی
والدہ آمنہ آپ کو لیکر مدینہ مین اپنے اقارب سے ملنے گئین تھین مکے کو واپس آتے ہوئے

درمیان مکے و مدینے کے موضع ابواء مین اُنھون نے وفات پائی کذافی سیرۃ ابن ہشام
اور اُسوقت ام ایمن بھی ساتھ تھین کذافی المواہب۔ پھر آپ اپنے دادا عبد المطلب کی
پرورش مین رہے۔ جب آپ آٹھ سال کے ہوئے عبد المطلب کی بھی وفات ہوئی کذا
فی سیرۃ ابن ہشام اور اُنھون نے ابوطالب کو آپ کی نسبت وصیت کی تھی چنانچہ پھر آپ
اُنکی کفالت مین رہے۔ کذافی سیرۃ ابن ہشام۔ یہان تک کہ اُنھون نے نبوت کا زمانہ بھی
پایا۔ اور سات روز تک آپنے والدہ ماجدہ کا دودھ پیا۔ کذافی تواریخ حبیب الٰہ۔ پھر چند
روز تک ثُویبہ نے دودھ پلایا جو ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی تھی اور اِنکے اسلام مین
اختلاف ہے اور آپ ہی کے ساتھ حضرت ابوسلمہ اور حضرت حمزہ کو بھی دودھ پلایا۔ اور
اُسوقت اُنکا بیٹا مسروح دودھ پیتا تھا پھر حلیمہ سعدیہؓ نے پلایا اور اس دودھ کے
شریک بھائی بہنون کے نام اور اسلام کی نسبت آٹھوین فصل کی چوتھی روایت کے ذیل مین
کچھ مضمون مذکور ہوا ہے اور ان ہی حلیمہؓ نے آپ کے ساتھ آپ کے چچا زاد بھائی ابوسفیان
بن الحارث بن عبد المطلب کو بھی دودھ پلایا یہ عام فتح مین مسلمان ہوئے اور بہت پکے
مسلمان ہوئے۔ اور اُس زمانے مین حضرت حمزہ بھی بنی سعد مین کسی عورت کا دودھ
پیتے تھے سو اُس عورت نے بھی ایک روز آپ کو دودھ پلا دیا جب آپ حلیمہؓ کے پاس تھے
تو حضرت حمزہ دو عورتون کے دودھ کی وجہ سے آپکے رضاعی بھائی ہین ایک ثویبہ کے
دودھ سے دوسرے اِس سعدیہ کے دودھ سے۔ کذافی زاد المعاد۔ اور جن کے آغوش
مین آپ پلے ہے وہ یہ ہین۔ آپ کی والدہ۔ اور ثویبہ۔ اور حلیمہؓ۔ اور شیماء آپکی رضاعی
بہن اور ام ایمن حبشیہ جنکا نام برکت ہے یہ آپ کو آپکے والد سے میراث مین ملی تھین اور آپنے

انکا نکاح حضرت زیدؓ سے کیا تھا جن سے اسامہ پیدا ہوئے۔ کذا فی زاد المعاد ۹

شاباش آن صدف کہ چنان پرورد گہر	آبا از و مکرم و ابنا عزیز تر
صلوا علیہ ما طلع الشمس والقمر	بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

دسوین فصل شباب سے نبوت تک کے بعض حالات مین۔ **پہلی روایت** جب آپ چودہ یا پندرہ سال کے ہوئے اور بقولے بیس سال کے ہوئے تو قریش اور قیس عیلان مین ایک لڑائی ہوئی تو اِس واقعہ کے بعض تاریخون مین آپ بھی تشریف فرمائے معرکہ ہوے مین اور آپنے فرمایا ہے کہ مین اپنے اعمام کو عدو کے تیرون سے بچاتا تھا اور اِس واقعہ کا بڑا قصہ ہے۔ کذا فی سیرۃ ابن ہشام **ف** اِس سے آپ کا اوّل ہی سے شجاع ہونا ثابت ہوتا ہے۔ **دوسری روایت** جب آپ پچیس سال کے ہوئے تو حضرت خدیجہؓ بنت خویلد نے جو کہ قریش مین ایک مالدار بی بی تھین اور تاجرون کو اپنا مال اکثر مضاربت پر دیتی رہا کرتی تھین آپکے صدق و امانت و حسن معاملہ و اخلاق کی خبر سُنکر آپسے درخواست کی کہ میرا مال مضاربت پر شام کی طرف لیجائیے اور میرا غلام میسرہ آپ کے ساتھ جاویگا آپنے قبول فرمایا یہان تک کہ آپ شام مین پہونچے اور کسی موقع پر آپ ایک درخت کے نیچے اُترے وہان ایک راہب کا صومعہ تھا اُس راہب نے آپکو دیکھا اور میسرہ سے پوچھا یہ کون شخص ہین میسرہ نے کہا کہ قریش اہل حرم مین سے ایک شخص ہین راہب نے کہا کہ اِس درخت کے نیچے بجز نبی کے کوئی کبھی نہین اُترا آپ شام سے خوب نفع لے کر واپس ہوئے۔ اور میسرہ نے دیکھا کہ جب دھوپ تیز ہوتی تھی تو دو فرشتے آپ پر سایہ کرتے تھے جب آپ مکے پہونچے تو حضرت خدیجہؓ کو انکا مال سپرد کیا تو دیکھا کہ دُگنا یا اُسکے قریب نفع ہوا (یہ تو آپکے صدق و امانت کی بیّن دلیل تھی) اور میسرہ نے اُن سے

اُس راہب کا قول اور فرشتوں کے سایہ کرنے کا قصہ بیان کیا حضرت خدیجہؓ نے ورقہ بن نوفل سے جو کہ اُنکے چچا زاد بھائی اور عیسائی مذہب کے بڑے عالم تھے ذکر کیا ورقہ نے کہا کہ اے خدیجہؓ اگر یہ بات صحیح ہے تو محمدؐ اس امت کے نبی ہیں اور مجکو (کتب سماویہ سے) معلوم ہے کہ اس امت میں ایک نبی ہونے والا ہے اور اُسکا یہی زمانہ ہے حضرت خدیجہؓ بڑی عاقل تھیں یہ سُنکر آپکے پاس پیغام بھیجا کہ میں آپ کی قرابت اور اشرف القوم اور امین اور خوشخو اور صادق القول ہونے کے سبب آپ سے نکاح کرنا چاہتی ہوں آپنے اپنے اعمام سے ذکر کیا اور اُن کے اہتمام سے نکاح ہو گیا- کذا فی سیرۃ ابن ہشام- اُس راہب کا نام نسطورا تھا- کذا فی تواریخ حبیب اله- تیسری روایت جب آپ پینتیس ۳۵ سال کے ہوئے قریش نے خانۂ کعبہ کی از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ کیا جب حجر اسود کے موقع تک تعمیر پہونچی تو ہر قبیلہ اور ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ حجر اسود کو اُسکی جگہ پر میں رکھوں قریب تھا کہ اُنمیں ہتیار چلیں آخر اہل الرائے نے یہ مشورہ دیا کہ مسجد حرام کے دروازے سے جو سب میں پہلے آوے اُسکے فیصلے پر سب عمل کرو سو سب سے اوّل حضور صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے- سب دیکھکر کہنے لگے کہ یہ محمدؐ ہیں امین ہیں اور قریش آپ کو نبوت سے پہلے امین کے لقب سے یاد کرتے تھے اور آپ کی خدمت میں یہ معاملہ پیش کیا آپنے فرمایا ایک بڑا کپڑا لاؤ چنانچہ لایا گیا آپنے حجر اسود اپنے دست مبارک سے اُس کپڑے میں رکھا اور فرمایا کہ ہر قبیلے کا آدمی اس چادر کا ایک ایک پلہ تھام لے اور خانۂ کعبہ تک لاوین جب وہان تک پہونچا آپنے خود اُسکو اُٹھا کر اُسکے موقع پر رکھدیا کذا فی سیرۃ ابن ہشام- اس فیصلے سے سب راضی ہو گئے اُٹھانے کا شرف تو سب کو حاصل ہو گیا اور چونکہ آپنے فرمایا تھا کہ سب آدمی مجکو اُسکے موقع پر رکھنے کے لیے

اپنا وکیل بنا دین کہ فعل وکیل کا بمنزلہ مؤکل کے ہوتا ہے تو اس طرح رکھنے مین بھی سب شریک ہو گئے۔ کذا فی تواریخ حبیب آلہ بتغییر الالفاظ۔

من الروض

وَفِی خَدِیجَۃِ الْکُبْرٰی وَقِصَّتِہَا اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے قصے مین	عَجَائِبٌ یَا اُولِی الْاَبْصَارِ فَاعْتَبِرُوْا عجائب امور ہین اے اہل بینش سوخیال کرو
اِخْبَارَتِ الْمُصْطَفٰی بُعْلًا وَقَدْ نَظَرَتْ اور انھون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے	فِی مُعْجِزَاتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ تَنْتَشِرُ معجزات مین جو کہ ظاہر تھے نظر کی تھی
یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	عَلٰی حَبِیْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِہِ الْعُصُرُ

گیارھوین فصل نزول وحی مین اور کفار کی مخالفت مین۔ جب آپ چالیس برس کے ہوئے آپ کو خلوت محبوب ہو گئی آپ غار حرا مین تشریف لیجاتے اور کئی کئی روز رہتے اور نبوت سے چھ مہینے پہلے سے آپ سچے اور واضح خواب دیکھنے لگے تھے کہ ایک دفعہ اچانک ربیع الاول کی آٹھوین دوشنبے کے دن جبرئیل علیہ السلام آئے اور سورۂ اقرأ کی شروع کی آیتین آپ پر لائے اور آپ مشرف بہ نبوت ہو گئے۔ اسکے ایک عرصہ کے بعد سورۂ مدثر کی آیتین اول کی نازل ہوئین تو آپنے حسب حکم فانذر دعوت اسلام شروع کی مگر پوشیدہ پھر یہ آیت آئی فاصدع بما تؤمر آپنے علی الاعلان دعوت شروع کی بس کفار نے عداوت اور ایذا شروع کی لیکن ابو طالب آپ کی حمایت کرتے تھے ایکبار کفار نے جمع ہو کر ابو طالب سے کہا کہ یا تو تم محمد کو ہمارے حوالے کر دو ورنہ ہم تم سے لڑین گے انھون نے حوالے کرنا قبول نہ کیا۔ کفار نے آپ کے قتل کا مصمم ارادہ کیا۔ ابو طالب آپکو لیکر مع تمام بنی ہاشم و بنی مطلب کے ایک شعب یعنی گھاٹی مین واسطے محافظت کے جا رہے اور کفار نے آپ سے اور بنی ہاشم و بنی مطلب سے برادری قطع کر دی اور سودا گر دن کو

منع کردیا کہ اِن لوگون کے پاس کوئی چیز نہ بھیجین اور ایک کاغذ اس قطع علاقہ کے عہد کا لکھکر خانہ کعبہ مین لٹکا دیا۔ تین سال تک آپ اور بنی ہاشم و بنی مطلب اس شعب مین نہایت تکلیف مین رہے آخرکار آپ کو بوحی الٰہی اس بات سے اطلاع ہوئی کہ کیڑے نے اُس عہدنامہ کے کاغذ کو بالکل کھالیا بجز اللہ کے نام کے کہ اُسمین کہین کہین تھا ایک حرف نہین چھوڑا آپنے یہ حال ابو طالب سے کہا۔ اُنھون نے شعب سے نکلکر یہ بات قریش سے بیان کی اور کہا کہ اُس کاغذ کو دیکھو اگر محمدؐ کا بیان غلط نکلے تو ہم اُنھین تمھارے حوالے کردینگے اور اگر صحیح نکلے تو اتنا تو ہو کہ تم اِس قطع رحم اور عہد بد سے باز آؤ۔ قریش نے کعبے پر سے اُتار کر اُس کاغذ کو دیکھا فی الواقع ایسا ہی تھا تب قریش اُس ظلم سے باز آئے اور عہدنامہ کو چاک کرڈالا ابو طالب آپ کو اور بنی ہاشم و بنی مطلبؐ کو لیکر شعب سے نکل آئے اور آپ بدستور دعوت الی اللہ مین مشغول ہوئے کذا فی تواریخ حبیب الٰہ وغیرہ اور یہ عہدنامہ بخط منصور بن عکرمہ بن ہشام لکھا گیا تھا اور غرۂ محرم ۷ سنہ سات نبوت کو لٹکایا گیا تھا اُسکا ہاتھ خشک ہوگیا اور نبوت سے سال دہم مین شعب سے باہر آئے تھے اور اسی سال مین حصار شعب سے نکلنے کے آٹھ ماہ بعد ابوطالب کا انتقال ہوگیا اور اُن کے تین دن بعد

ؐ عبدمناف کے چار بیٹے تھے۔ ہاشم۱۔ مطلب۲۔ عبدشمس۳۔ نوفل۴۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہاشم کی اولاد مین ہین اور مطلب کی اولاد مین بنی مطلب ہین۔ عبدشمس کی اولاد مین بنی اُمیہ ہین۔ حضرت عثمانؓ بنی امیہ مین ہین۔ اور نوفل کی اولاد مین حضرت جبیرؓ بن مطعم ہین۔ بنی مطلب حالت کفر مین بھی مثل بنی ہاشم کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ اسی سبب سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب حصّہ ذوی القربیٰ کا تقسیم فرمایا بنی مطلب کو بھی دیا حضرت عثمانؓ اور جبیر بن مطعمؓ نے اِس باب مین عرض کیا اور کہا کہ بنی ہاشم کی ترجیح ہمین انکار نہین اِس لیے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو اُن مین پیدا کیا ہے مگر بنی مطلب اور ہم آپسے ایک سی قرابت رکھتے ہین اُن کی ترجیح کی کیا وجہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بنی مطلب و بنی ہاشم مثل ذات واحد کے ہیں یعنی ہمیشہ باہم رہتے ہین۔ ترجیح کی یہ وجہ ہے ۱۲ منہ

حضرت خدیجہ رضہ کی وفات ہوگئی کذا فی الشمامۃ بعد وفات حضرت خدیجہ رضہ کے آپکے دو نکاح
قرار پائے ایک حضرت عائشہ رضہ سے کہ اُسوقت چھ سال کی تھین مکے مین اُنکا نکاح ہوا اور مدینے
آکر نو برس کی عمر مین رخصت ہوکر آئین اور دوسرا نکاح حضرت سودہ رضہ بنت زمعہ سے ہے کہ بیوہ
تھین مکے مین نکاح ہوا اور آپکے ساتھ مدینے مین آئین اور ہمیشہ ازواج مین رہین۔ کذا
فی تاریخ حبیب الٰہ۔ اس سال دہم مین آپ طائف بنی ثقیف کی طرف تشریف لے گئے اور
یہ جانا دعوتِ اسلام کے لیے اور نیز اسلیے تھا کہ اُنسے کچھ مدد لین (کیونکہ بعد وفات ابوطالب کے
کوئی با وجاہت آدمی آپ کا حامی نہ تھا) لیکن وہان کے سردارون نے آپ کی کچھ مدد نہ کی
بلکہ سفلے لوگون کو بہکا کر آپ کو بہت تکلیف پہونچائی آپ وہان سے ملول ہوکر مکے کو واپس ہوئے
جب آپ بطن نخلہ مین کہ ایک دن کی راہ پر مکے سے ہے پہونچے رات کو وہان رہ گئے آپ
قرآن مجید نماز مین پڑھ رہے تھے کہ سات یا نو جن نینوے کے کہ ایک قریہ ہے موصل مین
وہان پہونچے اور کلام اللہ سنکر ٹھہر گئے جب آپ نماز پڑھ چکے وہ ظاہر ہوئے اُنھین اسلام
کی طرف دعوت کی وہ سب بلے توقف مسلمان ہوگئے اور اُنھون نے اپنی قوم کو جاکر اسلام کی
دعوت دی سورۂ احقاف آیۃ واذ صرفنا الیک نفرا من الجن مین اسی قصے کی طرف
اشارہ ہے پھر آپ مکے تشریف لائے اور بدستور ہدایت خلق اللہ مین مشغول ہوئے اور
آپ عکاظ و مجنہ و ذی المجاز مین کہ اسواق عرب تھے جاتے اور دعوت کرتے مگر کوئی
قبیلہ متوجہ نہ ہوتا یہان تک کہ سن گیارہ نبوت مین آپ موسمِ حج مین اسلام کی طرف
دعوت فرما رہے تھے کہ کچھ لوگ انصار کے آپ کو ملے آپنے اُن کو دعوت اسلام کی کی
اُنھون نے یہود مدینہ سے سُنا تھا کہ ایک پیغمبر عنقریب پیدا ہون گے اور وہ انصار سے
مغلوب رہتے تھے اور کہتے تھے کہ جب وہ پیغمبر پیدا ہون گے ہم اُنکے ساتھ ہوکر تم کو

قتل کرین گے انصار نے آپ کی دعوت سُنکر کہا کہ یہ وہی پیغمبر معلوم ہوتے ہین جن کا ذکر یہود کرتے ہین لیکن ایسا نہ ہو کہ یہود ہم سے پہلے اُن سے آملین اور چھہ آدمی اُنمین سے مشرف باسلام ہوئے اور اقرار کیا کہ سال آئندہ مین ہم پھر آوینگے مدینے مین جاکر اُنھون نے آپکا ذکر کیا اور ہر گھر مین آپ کا ذکر پہونچا اگلے سال کہ نبوت سے بارھوان سال تھا بارہ آدمی نے آپ سے آکر ملاقات کی پانچ پہلون مین کے اور سات اور اور اُنھون نے احکام اسلام اور اطاعت پر بیعت کی اسکا نام بیعت عقبۂ اُولیٰ ہے آپنے حسب درخواست اُنکی مصعب ابن عمیر کو واسطے تعلیم قرآن مجید اور شرائع اسلام کے مدینے کو بھیجدیا مصعب نے تعلیم قرآن وشرائع اور دعوت اسلام کی اور اکثر آدمی انصار مین کے مسلمان ہو گئے تھوڑے اُنمین سے باقی رہے پھر اگلے سال کہ نبوت سے تیرھوان سال تھا تہتر آدمی شرفاے انصار مین سے آئے اور مشرف باسلام ہوئے اور عہد و پیمان آپکے ساتھ کیا کہ آپ جو مدینے کو تشریف لیجاوینگے ہم خدمت گذاری مین کوتاہی نہ کرینگے اور جو کوئی دشمن آپ کا مدینے پر چڑھ آویگا ہم اُس سے لڑینگے اور جان نثاری مین قصور نہ کرینگے اسکا نام بیعت عقبۂ ثانیہ ہے عقبہ کے معنی گھاٹی کے ہین ایک گھاٹی پر یہ دونون بیعتین ہوئی تھین کذا فی تاریخ حبیب الٰہ و سیرة ابن ہشام

من الروض

وَعِنْدَ مَا جَاءَ جِبْرِيلٌ وَقَالَ لَهُ
اور جب جبرئیل علیہ السلام آئے آپ سے فرمایا کہ

اِقْرَأْ وَأُنْزِلَتِ الْآيَاتُ وَالسُّوَرُ
پڑھیے اور آیات اور سورتین نازل ہونے لگین

دَعَى إِلَى دِينِ إِلٰهِ الْعَرْشِ فَابْتَدَرَتْ
آپنے رب العرش کے دین کی طرف دعوت فرمائی سو آپکی عداوت پر

لَمَّا دَعَى زُمَرٌ مِنْ بَعْدِهَا زُمَرٌ
بہت سی جماعتین دوڑین اور اُنکے بعد جماعتین دوڑین

وَقَامَ يُنْذِرُ قَوْمًا خَالَفُوا سَفَهًا
اور آپ مستعد ہوئے کہ ایسی قوم کو ڈرانے لگے جنھون نے حماقت سے مخالفت کی

وَكَذَّبُوا حَسَدًا وَالْحَقَّ هُمْ بَطِرُوا
اور حسد سے تکذیب کی اور حق سے تکبر کیا

فَبَرَّأَ اللهُ مِمَّا قَدْ رَمَوْهُ بِهِ
سو اللہ تعالےٰ نے آپ کو اُن تہمتون سے بری کیا

وَزَوَّرُوهُ فَأَقْوَالُ الْعِدَى هَذَرٌ
جو اُنھون نے آپ پر لگائی تھین اور اُن کو اختراع کیا تھا

وِقَايَةُ اللّٰهِ أَغْنَتْ عَنْ مُضَاعَفَةٍ	مِنَ الدُّرُوعِ وَمَا أَلْأَرْمَاحُ وَالدُّرَرُ
حمایت خداوندی نے زرہون کے اوپر تلے پہننے کی	ضرورت نہ رکھی سونیرے اور تلوارین کیا چیز ہیں
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا	عَلَى حَبِيبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

فصل بارھوین[1] واقعۂ معراج شریف مین

(اور اس فصل کو بوجہ مہتم بالشان ہونے کے ملقب بہ تنویر السراج فی لیلۃ المعراج کرتا ہون)[2]

منجملہ کمالات نبویہ عظیمۃ الشان کے ایک یہ واقعہ ہے جو مکے مین بقول زہری ۵ برس بعد نبوت کے بعد ہوا (کذا قالہ النووی) جسکے راوی اتنے صحابی ہین حضرت عمرؓ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت ابن مسعودؓ۔ حضرت ابن عباسؓ۔ حضرت ابن عمرؓ۔ حضرت ابن عمروؓ۔ حضرت ابی بن کعبؓ۔ حضرت ابوہریرہؓ۔ حضرت انسؓ۔ حضرت جابرؓ۔ حضرت بریدہؓ۔ حضرت سمرہ بن جندبؓ۔ حضرت حذیفہ بن الیمانؓ۔ حضرت شداد بن اوسؓ۔ حضرت صہیبؓ۔ حضرت مالک بن صعصعہؓ۔ حضرت ابی امامہؓ۔ حضرت ابو ایوبؓ۔ حضرت ابو حبہؓ۔ حضرت ابوذرؓ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ۔ حضرت ابوسفیان بن حربؓ۔ مردون مین سے اور حضرت عائشہؓ۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ۔ حضرت ام ہانیؓ۔ حضرت ام سلمہؓ۔ عورتون مین سے اور ان کے سوا اور بھی۔ اب بعض واقعات لکھتا ہون۔ واقعۂ اوّل آپ ارشاد فرماتے ہین کہ مین حطیم مین لیٹا تھا (رواہ البخاری) اور ایک روایت مین ہے کہ آپ شعب ابی طالب مین تھے (رواہ الواقدی)

[1] اس فصل کی روایتین مواہب سے ہین اور جو دوسری کتاب کی ہین وہان انکے نام کے ساتھ لفظ کذا بڑھا دیا ہے اور اگر اس فصل کو کبھی جداگانہ شائع کیا جاوے تو یہ حاشیہ اس لفظ فصل پر لکھا جاوے جو اسکی تمہید مین مذکور ہے جیسا حاشیۂ آئندہ مین معلوم ہوگا ۱۲ منہ [2] اس تلقیب مستقل مین یہ مصلحت بھی سوچی گئی کہ اگر اسکو جداگانہ چھاپا جاوے تو نام نہ سوچنا پڑے البتہ اس صورت مین اسکے اول مین بطور تمہید کے یہ عبارت بڑھا دینا مستحسن ہوگا۔ بعد حمد و صلوٰۃ یہ ایک فصل ہے نشر الطیب کی واقعۂ معراج شریف مین جسکا لقب خود مؤلف نے تنویر السراج فی لیلۃ المعراج رکھا تھا جسکو مستقلاً شائع کیا جاتا ہے وباللہ التوفیق منجملہ کمالات نبویہ الخ ۱۲ منہ [3] مگر چونکہ مشہور بارھوان سنہ تھا اسلیے یہ فصل ترتیب مین فصل سابق کے مضمون سے مؤخر کی گئی ۱۲ منہ

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ام ہانی رضؓ کے گھر تھے (رواہ الطبرانی) اور ایک روایت میں ہے کہ آپ اپنے گھر میں تھے اور چھت کھولی گئی (رواہ البخاری) ف جمع ان روایات میں یہ ہے کہ ام ہانیؓ کے گھر کو جو کہ شعب ابی طالب کے پاس تھا آپ نے بوجہ سکونت کے اپنا گھر فرما دیا وہان سے آپ کو مسجد مین حطیم مین لے گئے اور ہنوز نوم کا اثر باقی تھا کہ وہاں پہونچکر بھی لیٹ گئے ف اور چھت کھولنے مین حکمت یہ تھی کہ آپ کو ابتدائے امر ہی سے معلوم ہو جاے کہ میرے ساتھ کوئی معاملہ خارق عادت ہونے والا ہے۔ واقعۂ دوم کچھ سوتے تھے کچھ جاگتے تھے۔ اور ایک روایت مین ہے کہ آپ مسجد حرام مین سوتے تھے کہ آپ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور ایک روایت مین ہے کہ تین شخص آئے ایک نے کہا کہ وہ (یعنی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم) ان (حاضرین) مین سے کون سے ہین دوسرا بولا وہ جو سب سے اچھے ہین تیسرا بولا تو پھر جو سب سے اچھا ہے اُسی کو لے لو آئندہ شب کو پھر وہی تینون آئے اور کچھ بولے نہین اور آپ کو اُٹھا لے گئے (رواہ البخاری) ف یہ حالت کہ کچھ سوتے تھے کچھ جاگتے تھے ابتدا مین تھی اور اسی کو سونا کہدیا پھر آپ جاگ اُٹھے اور تمام واقعہ مین بیدار رہے۔ اور بعض روایت مین جو معراج کے اخیر مین آیا ہے کہ پھر مین جاگ اُٹھا مراد یہ ہے کہ اُس حالت سے افاقہ ہو گیا اور بعض نے اِس زیادت کو غیر محفوظ کہا ہے۔ اور یہ جو کہا گیا کہ ان حاضرین مین سے کون سے ہین وجہ اسکی یہ ہے کہ قریش خانۂ کعبہ کے آس پاس سویا کرتے تھے (رواہ الطبرانی) اور طبرانی ہی مین ہے کہ اوّل جبرئیلؑ و میکائیلؑ آئے اور یہ گفتگو کر کے چلے گئے پھر تین آئے اور مسلم مین ارشاد نبوی ہے کہ مین نے ایک کہنے والے کو سُنا کہ کہتا ہے کہ ان تین مین ایک شخص ہین جو دو شخص کے بیچ مین ہین اور مواہب مین ہے کہ مراد ان دو شخصون سے حضرت حمزہؓ و حضرت جعفرؓ ہین کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

اِن دونون کے درمیان سورہے تھے ۔ واقعہ سوم اوّل آپ کا سینہ اوپر سے اسفلِ بطن تک چاک کیا گیا اور آپ کا قلب نکالا گیا اور ایک زرّین طشت مین زمزم شریف کا پانی تھا اُس سے آپ کا قلب دھویا گیا پھر ایک اور طشت آیا جس مین ایمان اور حکمت تھا وہ قلب مین بھر دیا گیا اور اُسکے اصلی مقام پر اُسکو رکھکر درست کر دیا گیا (کذا رواہ مسلم عن روایتین عن ابی ذر و مالک بن صعصعۃ) ف ملائکہ کا زمزم شریف سے آپکے قلب کو دھونا حالانکہ کوثر سے بھی پانی آسکتا تھا بعض علما کے نزدیک اسکی دلیل ہے کہ آب زمزم اُس سے افضل ہے (قالہ شیخ الاسلام البلقینی) اور سونے کے طشت کا استعمال با وجود اُسکے ممنوع ہونے کے کئی توجیہ کو محتمل ہے اوّل یہ کہ تحریم ذہب مدینے مین ہوئی تو اُسوقت تحریم نہ تھی (فتح الباری) دوسرے یہ کہ معراج از قبیل امور آخرت تھی اور آخرت مین استعمال سونے کا جائز ہوگا۔ تیسرے یہ کہ آپنے استعمال نہین کیا اور ملائکہ اس حکم کے مکلّف نہین (عن ابی حمزۃ) اور ایمان وحکمت کا طشت مین ہونا اسکے معنی یہ ہین کہ کوئی ایسی چیز جواہر غیبیہ سے تھی جس سے ایمان اور حکمت مین ترقی ہو جیسے دنیا کے بعض جواہر تلبس و استعمال قلب اور دماغ مین قوت اور فرحت بڑھاتا ہے چونکہ وہ سبب تھا حکمت و ایمان کا اسلیے اُسکا یہی نام رکھدیا گیا (کذا قالہ النووی) واقعہ چہارم پھر آپکے پاس ایک دابہ سفید رنگ حاضر کیا گیا جو بُراق کہلاتا ہے جو دراز گوش سے ذرا اونچا اور خچر سے ذرا نیچا تھا جو اسقدر برق رفتار ہے کہ اپنی منتہاے نظر پر قدم رکھتا ہے (کذا رواہ مسلم) اور اُسپر زین و لگام رکھا ہوا تھا۔ جب آپ سوار ہونے لگے تو وہ شوخی کرنے لگا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ تجکو کیا ہوا آپ سے زیادہ مکرم عند اللہ کوئی شخص تجھپر سوار نہین ہوا بس وہ عرق عرق ہو گیا (رواہ الترمذی) اور آپ اُسپر سوار ہوئے اور جبرئیل علیہ السلام نے آپ کی رکاب پکڑی اور

اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے۔ پھر ایک قوم پر گذر ہوا جن کے سر پتھر سے پھوڑے جاتے ہین اور جب وہ کچلے جا چکتے ہین تو پھر حالت سابقہ پر ہو جاتے ہین اور اسکا سلسلہ ذرا بند نہین ہوتا آپنے پوچھا اے جبرئیل یہ کیا ہے اُنھون نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہین جو فرض نماز سے سر گرانی کرتے ہین۔ پھر ایک قوم پر آپ کا گذر ہوا کہ اُنکی شرم گاہ پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے اور وہ مواشی کی طرح چر رہے تھے اور زقوم اور جہنم کے پتھر کھا رہے تھے آپنے پوچھا یہ کون لوگ ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہین جو اپنے مال کی زکوٰۃ نہین ادا کرتے اور اِنپر اللہ تعالیٰ نے ظلم نہین کیا اور آپ کا رب اپنے بندونپر ظلم کرنے والا نہین۔ پھر آپ کا گذر ایک قوم پر ہوا جن کے سامنے ایک ہنڈیا مین پکا ہوا گوشت رکھا ہے اور ایک ہنڈیا مین کچا سڑا ہوا گوشت رکھا ہے وہ لوگ اُس سڑے ہوئے کچے گوشت کو کھا رہے ہین اور پکا ہوا گوشت نہین کھاتے آپنے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کی اُمت مین سے وہ مرد ہے جسکے پاس حلال طیب بی بی ہو اور پھر وہ ناپاک عورت کے پاس آوے اور شب باش ہو یہان تک کہ صبح ہو جاوے اسی طرح وہ عورت ہے جو اپنے حلال طیب شوہر کے پاس سے اُٹھکر کسی ناپاک مرد کے پاس آوے اور رات کو اُسکے پاس رہے یہان تک کہ صبح ہو جاوے۔ پھر ایک شخص پر گذر ہوا جس نے ایک بڑا گٹھا لکڑیون کا جمع کر رکھا ہے کہ وہ اُسکو اُٹھا نہین سکتا اور وہ اُسمین اور لا لا کر رکھتا ہے آپنے پوچھا یہ کیا ہے جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کی اُمت مین ایسا شخص ہے جسکے ذمے لوگون کے بہت سے حقوق و امانت ہین جنکے ادا پر قادر نہین اور وہ اور زیادہ لدتا چلا جاتا ہے۔ پھر آپ کا ایسی قوم پر گذر ہوا جنکی زبانین اور ہونٹ آہنی مقراضون سے کاٹے جا رہے ہین اور جب وہ کٹ چکتے ہین تو پھر حالتِ سابقہ پر

ہو جاتے ہین اور یہ سلسلہ بند نہین ہوتا آپ نے پوچھا یہ کیا ہے جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ گرہی
مین ڈالنے والے واعظ ہین۔ پھر آپ کا گذر ایک چھوٹے پتھر پر ہوا جسمین سے ایک بڑا بیل
پیدا ہوتا ہے پھر وہ بیل اُس پتھر کے اندر جانا چاہتا ہے لیکن نہین جا سکتا آپ نے پوچھا یہ کیا ہے
جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ اُس شخص کا حال ہے جو ایک بُری بات مُنہ سے نکالے پھر نادم
ہو مگر اُسکو واپس کرنے پر قادر نہین۔ پھر ایک وادی پر گذر ہوا اور وہان ایک پاکیزہ
خنک ہوا اور مشک کی خوشبو آئی اور ایک آواز سُنی آپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے جبرئیل علیہ السلام
نے کہا کہ یہ جنت کی آواز ہے کہ کہتی ہے کہ اے رب جو مجھسے وعدہ کیا ہے مجکو دیجیے کیونکہ
میرے بالاخانے اور استبرق اور حریر اور سندس اور عبقری اور موتی اور مونگے اور چاندی اور
سونا اور گلاس اور تشتریان اور دستے دار کوزے اور مرکب اور شہد اور پانی اور دودھ
اور شراب بہت کثرت کو پہونچ گئے تو اب میرے وعدے کی چیز (یعنی سکّان جنت) مجکو
دیجیے (کہ وہ اِن نعمتون کو استعمال کرین) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ تیرے لیے تجویز
کیا گیا ہے ہر مسلم اور مسلمہ اور مومن اور مومنہ اور جو مجھپر اور میرے رسولون پر ایمان لاوے
اور میرے ساتھ شرک نہ کرے اور میرے سوا کسی کو شریک ٹھیرا وے اور جو مجھسے ڈریگا
وہ مامون رہیگا اور جو مجھسے مانگے گا مین اُسکو دونگا اور جو مجکو قرض دیگا مین اُس کو
جزا دونگا اور جو مجھپر توکّل کریگا مین اُسکو کفایت کرونگا مین اللہ ہون میرے سوا
کوئی معبود نہین مین وعدہ خلافی نہین کرتا بیشک مومنون کو فلاح حاصل ہوئی اور
اللہ تعالیٰ جو احسن الخالقین ہے با برکت ہے جنت نے کہا کہ مین راضی ہو گئی۔ پھر ایک وادی پر
گذر ہوا اور ایک وحشتناک آواز سُنی اور بدبو محسوس ہوئی آپ نے پوچھا یہ کیا ہے جبرئیل
علیہ السلام نے کہا کہ یہ جہنم کی آواز ہے کہتی ہے کہ اے رب مجھسے جو وعدہ کیا ہے (یعنی

دوزخیون سے بھرنے کا مجکو عطا فرما کیونکہ میری زنجیرین اور طوق اور شعلے اور گرم پانی اور پیپ اور عذاب بہت کثرت کو پہونچ گئے اور میرا قعر بہت دراز اور گرمی بہت تیز ہو گئی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ تیرے لیے تجویز کیا گیا ہے ہر مشرک و مشرکہ اور کافر و کافرہ اور ہر متکبر معاند جو یوم حساب پر یقین نہین رکھتا۔ دوزخ نے کہا کہ مین راضی ہو گئی۔ اور ابو سعیدؓ کی روایت مین بیہقی سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا مجکو داہنی طرف سے ایک پکارنے والے نے پکارا کہ میری طرف نظر کیجیے مین آپ سے کچھ دریافت کرتا ہون مین نے اُسکی بات کا جواب نہین دیا پھر ایک اور نے مجھ کو بائین طرف سے اسی طرح پکارا مین نے اُس کو بھی جواب نہین دیا اور اُس مین یہ بھی ہے کہ ایک عورت نظر پڑی جو اپنے ہاتھون کو کھولے ہوے ہے اور اُس پر ہر قسم کی آرایش ہے جو خدای تعالیٰ نے بنائی ہے اُس نے بھی کہا اے محمدؐ میری طرف نظر کیجیے مین آپ سے کچھ دریافت کرونگی مین نے اُسکی طرف التفات نہین کیا۔ اور اُسی حدیث مین ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ پہلا پکارنے والا یہود کا داعی تھا اگر آپ اُس کو جواب دیتے تو آپ کی اُمت یہودی ہو جاتی اور دوسرا پکارنے والا نصاریٰ کا داعی تھا اگر آپ اُسکو جواب دیتے تو آپ کی امت نصرانی ہو جاتی اور وہ عورت دنیا تھی (یعنی اُسکے پکارنے پر جواب دینے کا اثر یہ ہوتا کہ اُمت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی جیسا اوپر عہ آچکا ہے) اور ظاہرا یہ واقعات قبل عروج الی السموات دیکھے گئے عہ اور بعضے واقعات مین

عہ یعنی سُرخی واقعہ ششم کے شروع پر ۱۲ منہ عہ چنانچہ دلائل بیہقی والی حدیث کے شروع مین یہ الفاظ وارد ہین فقال لما جبرئیل یا براق فو اللہ ما رکبک مثلہ فسار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاذا ھو بعجوزۃ الخ جن سے متبادر یہ معلوم ہوتا ہے کہ رکوب براق کے بعد متصل ہی ان واقعات کا انکشاف ہوا ۱۲ منہ

بعد عروج دیکھنے کی تصریح ہے چنانچہ) اُسی حدیث بالا مین ہے کہ آپ آسمان دنیا پر تشریف لے گئے اور وہان آدم علیہ السلام کو دیکھا اور وہان بہت سے خوان رکھے دیکھے کہ جن پر پاکیزہ گوشت رکھا ہے مگر اُس پر کوئی شخص نہین اور دوسرے خوانون پر سڑا ہوا گوشت رکھا ہے اور اُس پر بہت سے آدمی بیٹھے کھا رہے ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہین جو حلال کو چھوڑتے ہین اور حرام کو کھاتے ہین اور اُسی مین یہ بھی ہے کہ آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا جن کے پیٹ کوٹھریون جیسے ہین جب اُنمین سے کوئی اُٹھتا ہے فوراً گر پڑتا ہے جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ یہ سود کھانے والے ہین اور آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا کہ اُنکے لب اونٹ کے سے ہین وہ چنگاریان نگلتی ہین اور وہ اُنکے اسفل سے نکل رہی ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہین جو یتیمون کا مال ظلماً کھاتے تھے اور آپکا گذر ایسی عورتون پر ہوا کہ پستانون سے (بندھی ہوئی) لٹک رہی تھین اور وہ زنا کرنے والیان تھین۔ اور آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا جن کے پہلو کا گوشت کاٹا جاتا تھا اور اُن ہی کو کھلایا جاتا تھا اور وہ لوگ چغلخور عیب چین تھے **ف** عالم برزخ باعتبار مکان کے خواہ کہین ہو مگر انکشاف اُسکا مشروط نہین صاحب کشف کے اُسکا نمین ہونے کے ساتھ اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ احوال اُن صورتون کے نظر آئے ہون جو آدم علیہ السلام کے یسار مین تھین جن کا ذکر واقعۂ دہم مین آویگا۔ اور بعض مکشوفات کی نسبت تصریح نہین کہ قبل عروج مشاہدہ فرمایا یا بعد عروج جیسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ کو معراج کرائی گئی تو بعض ایسے انبیاء پر آپ کا گذر ہوا جن کے ساتھ بڑا مجمع تھا اور بعض ایسون پر گذر ہوا جن کے ساتھ چھوٹا مجمع تھا اور بعض کے

ف مقتضا ترتیب کا انکا ذکر کرنا بعد ذکر عروج کے تھا مگر واقعات کے تناسب سے یہ قران مستحسن معلوم ہوا ۱۲ منہ

ساتھ کوئی بھی نہ تھا یہان تک کہ آپ کا گذر ایک بہت بڑے مجمع پر ہوا مین نے
پوچھا یہ کون صاحب ہین کہا گیا کہ موسیٰؑ اور اُنکی قوم ہین لیکن اپنا سر اوپر اُٹھائیے
اور دیکھیے سو دیکھتا کیا ہون کہ اتنا عظیم الشان مجمع ہے کہ سب آفاق کو
گھیر رکھا ہے اور کہا گیا کہ یہ آپ کی اُمت ہے اور اِنکے علاوہ آپکی اُمت
مین سے ستر ہزار اور ہین جو جنت مین بے حساب داخل ہون گے۔ اور آپ نے
ارشاد فرمایا کہ یہ وہ ہین جو داغ نہین لگاتے اور جھاڑ پھونک نہین کرتے
اور شگون نہین لیتے اور اپنے رب پر توکّل کرتے ہین (کذا رواہ الترمذی)
واقعۂ ہفتم۔ جب آپ بیت المقدس پہونچے حضرت انسؓ سے مسلم کی روایت
ہے کہ آپ ارشاد فرماتے ہین کہ مین نے بُراق کو اُس حلقہ سے باندھ دیا جس سے
انبیا علیہم السلام (اپنے مراکب کو) باندھتے تھے۔ اور بزار نے بریدہؓ سے
روایت کیا کہ جبرئیل علیہ السلام نے پتھر مین جو کہ بیت المقدس مین ہے انگلی سے
سوراخ کرکے اُس سے بُراق کو باندھ دیا **ف** دونون روایتین اس طرح جمع
ہوسکتی ہین کہ وہ حلقہ تو قدیم الزمان سے ہو لیکن کسی وجہ سے بند ہو گیا ہو
جبرئیل علیہ السلام نے اُنگلی سے کھولدیا ہو اور دونون حضرات باندھنے مین
شریک ہون۔ اور اس پر یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ باندھنے کی ضرورت کیا تھی
کہ وہ تو مسخر کرکے بھیجا گیا تھا ممکن ہے کہ اس عالم مین آنے سے اُسمین کچھ آثار
یہان کے پیدا ہو گئے ہون اگر بھاگنے کا بھی اندیشہ نہ ہو تاہم اُسکی شوخی وغیرہ
سے آپکے قلب کے پریشان ہونے کا احتمال ہو اور حکمتون کا احاطہ کون کرسکتا
ہے۔ **واقعۂ ہشتم** تفسیر ابن ابی حاتم مین حضرت انسؓ سے روایت ہے

کہ جب آپ بیت المقدس پہونچے اور اُس مقام پر پہونچے جسکا نام باب محمدؐ ہے
تو بُراق کو باندھ کر دونون صاحب فنا مسجد مین پہونچے تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا
کہ اے محمدؐ کیا آپ نے اپنے رب سے درخواست کی تھی کہ آپ کو حورعین دکھلاوے آپ نے
فرمایا ہان جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ ان عورتون کے پاس جائیے اور اِن کو
سلام کیجیے آپ فرماتے ہین کہ مین نے اُن کو سلام کیا تو اُنھون نے میرے سلام کا
جواب دیا مین نے پوچھا تم کس کے لیے ہو اُنھون نے کہا کہ ہم نیک ہین حسین ہین
اور ایسے مردونکی بیبیان ہین جو پاک ہین صاف ہین اور میلے نہون گے اور ہمیشہ رہینگے
کبھی جنت سے جُدا نہ ہون گے اور ہمیشہ زندہ رہین گے اور کبھی نہ مرینگے سو وہان سے
ہٹ کر تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ بہت سے آدمی جمع ہوگئے پھر ایک مؤذن نے
اذان کہی اور تکبیر کہی گئی ہم سب صف باندھ کر منتظر کھڑے تھے کہ کون امام بنے
سو میرا ہاتھ جبرئیل علیہ السلام نے پکڑکر آگے کھڑا کردیا مین نے سب کو نماز پڑھائی
جب مین فارغ ہوا جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ آپ کو خبر ہے کن لوگون نے
آپ کے پیچھے نماز پڑھی مین نے کہا نہین اُنھون نے کہا کہ جتنے نبی مبعوث ہوے
سب نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ اور بیہقی نے ابو سعیدؓ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ مین اور جبرئیل بیت المقدس (کی مسجد) مین داخل ہوے
اور دونون نے دو دو رکعت نماز پڑھی۔ اور ابن مسعودؓ کی روایت مین اتنا اور زیادہ ہے
کہ مین مسجد مین گیا تو انبیا علیہم السلام کو مین نے پہچانا کوئی صاحب کھڑے ہین کوئی رکوع
مین ہین کوئی سجدہ مین پھر ایک اذان کہنے والے نے اذان کہی اور ہم صفوف درست
کرکے اِس انتظار مین کھڑے ہوگئے کہ کون امامت کرتے ہین سو جبرئیل علیہ السلام نے

میرا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھا دیا اور میں نے سب کو نماز پڑھائی اور ابن مسعودؓ سے مسلم نے روایت کیا ہے کہ نماز کا وقت آگیا اور میں اُنکا امام بنا اور ابن عباسؓ سے یہ ہے کہ جب آپ مسجد اقصیٰ میں پہونچے کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے تو تمام انبیاء آپکے ساتھ نماز پڑھنے لگے۔ اور بیہقی میں ابو سعیدؓ سے اسطرح روایت ہے کہ آپنے داخل ہوکر فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھی (یعنی اُس جماعت کے آپؐ امام ہوے) جب نماز پوری ہوگئی تو ملائکہ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ تمھارے ہمراہ کون ہیں اُنھوں نے کہا کہ یہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں ملائکہ نے کہا کہ کیا اِنکے پاس پیام الٰہی (نبوت کے لیے یا آسمانوں پر بلانے کے لیے) بھیجا گیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں فرشتوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ان پر تحیت نازل فرماوے کہ بہت اچھے بھائی اور بہت اچھے خلیفہ ہیں (یعنی ہمارے بھائی اور اللہ تعالیٰ کے خلیفہ) پھر ارواح انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہوئی اور اُن سبھوں نے اپنے رب پر ثنا کی سو ابراہیم علیہ السلام نے اسطرح تقریر کی کہ تمام محامد اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہیں جس نے مجھکو خلیل بنایا اور مجھکو ملک عظیم عطا فرمایا اور مجھکو مقتدا صاحب قنوت بنایا کہ میرا اقتدا کیا جاتا ہے اور مجھکو آتش (نمرودی) سے نجات دی اور اُسکو میرے حق میں خنک اور سلامتی کا ذریعہ بنا دیا پھر موسیٰ علیہ السلام نے رب پر ثنا کرکے یہ تقریر کی کہ تمام محامد اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہیں جس نے مجھ سے کلام (خاص) فرمایا اور مجھکو برگزیدہ فرمایا اور مجھ پر توریت نازل فرمائی اور فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات میرے ہاتھ ظاہر فرمائی اور میری اُمت کو ایسی قوم بنایا کہ حق کے موافق وہ ہدایت کرتے ہیں

ف کیونکہ جب آپ امام الانبیاء ہیں اور انبیاء ملائکہ سے افضل ہیں تو امام الملائکہ بدرجۂ اَولیٰ ہونگے ۱۲ منہ

اور اُسی کے موافق عدل کرتے ہین پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب کی ثنا کرکے یہ تقریر کی کہ جمیع محامد اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہین جس نے مجھکو ملک عظیم عطا فرمایا اور مجھکو زبور کا علم دیا اور میرے لیے لوہے کو نرم کیا اور میرے لیے پہاڑون کو مسخر کیا کہ وہ میرے ساتھ تسبیح کرتے ہین اور پرندون کو بھی (تسبیح کے لیے مسخر فرمایا) اور مجھکو حکمت اور صاف تقریر عنایت فرمائی پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب کی ثنا کے بعد یہ تقریر کی کہ جمیع محامد ثابت ہین اللہ تعالےٰ کے لیے جس نے میرے لیے ہوا کو مسخر فرمایا اور شیاطین کو بھی مسخر کیا کہ جو چیز مین چاہتا تھا وہ بناتے تھے جیسے عمارت عالی شان اور مجسم تصاویر (کہ اُسوقت درست تھین) اور مجھکو پرندونکی بولی کا علم دیا اور اپنے فضل سے مجھکو ہر قسم کی چیز دی اور میرے لیے شیاطین اور انسان اور جن اور طیر کے لشکرونکو مسخر کیا اور مجھکو ایسی سلطنت بخشی کہ میرے بعد کسی کے لیے شایان نہ ہوگی اور میرے لیے ایسی پاکیزہ سلطنت تجویز کی کہ اُسکے متعلق مجھسے کچھ حساب ہی نہ ہوگا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب پر ثنا کرکے یہ تقریر کی کہ تمام محامد اللہ تعالےٰ کے لیے ثابت ہین جس نے مجھکو اپنا کلمہ بنایا اور مجھکو مشابہ آدم (علیہ السلام) کے بنایا کہ اُن کو مٹی سے بنا کر کہدیا کہ تو (ذی روح) ہوجا اور وہ (ذی روح) ہوگیا اور مجھکو لکھنا اور حکمت اور توراۃ وانجیل کا علم دیا اور مجھکو ایسا بنایا کہ مین مٹی سے پرندے کی شکل کا قالب بنا کر اُسمین پھونک مار دیتا تھا تو وہ خدای تعالےٰ کے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا اور مجھکو ایسا بنایا کہ مین بحکم خدا مادرزاد اندھے اور جذامی کو اچھا کردیتا تھا اور مُردون کو زندہ کردیتا تھا اور مجھکو پاک کیا اور مجھکو

اور میری والدہ کو شیطان رجیم سے پناہ دی سو ہم پر شیطان کا کوئی قابو نہین چلتا تھا۔ راوی کہتے ہین کہ پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رب کی ثنا کی اور فرمایا کہ تمنے سب نے اپنے رب کی ثنا کی اور مین بھی اپنے رب کی ثنا کرتا ہون۔ جمیع محامد اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہین جس نے مجھکو رحمۃ للعالمین۔ اور تمام لوگون کے لیے بشیر و نذیر بناکر بھیجا اور مجھپر فرقان یعنی قرآن مجید نازل کیا جسمین ہر (دینی ضروری) امر کا بیان ہے (خواہ صراحۃً خواہ اشارۃً) اور میری اُمّت کو بہترین امت بنایا کہ لوگون کی نفع (دین) کے لیے پیدا کی گئی ہے اور میری امت کو امت عادلہ بنایا اور میری امت کو ایسا بنایا کہ وہ اول بھی ہین (یعنی رتبہ مین) اور آخر بھی ہین (یعنی زمانہ مین) اور میرے سینہ کو فراخ فرمایا اور میرا بار مجھ سے ہلکا کیا اور میرے ذکر کو بلند فرمایا اور مجھکو سب کا شروع کرنے والا اور سب کا ختم کرنے والا بنایا (یعنی نور مین اول اور ظہور مین آخر) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے (سب سے خطاب کرکے) فرمایا کہ بس ان کمالات کے سبب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سب سے فائق ہوگئے۔ پھر آپ کے عروج الی السمٰوات کا ذکر کیا اور ایک روایت مین آپ نے بالخصوص تین پیغمبرون کا ابراہیم علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام کا نماز پڑھنا اور ہر ایک کا حُلیہ بیان فرمایا اور اُسمین یہ بھی ہے کہ جب مین نماز سے فارغ ہوا تو مجھ سے ایک کہنے والے نے کہا کہ اے محمدؐ یہ مالک داروغہ دوزخ کے ہین ان کو سلام کیجیے مین نے اُنکی طرف دیکھا تو اُنھون ہی نے پہلے مجھکو سلام کیا (کذا رواہ مسلم) اور ابن عباسؓ نے آپ سے روایت کیا ہے لیلۃ الاسرا مین دجّال کو بھی دیکھا اور خازن نار کو بھی دیکھا (کذا رواہ مسلم) ظاہرا اس

اقتران ذکری سے معلوم ہوتا ہے کہ دجّال کو بھی بیت المقدس کے موقع پر دیکھا
یعنی اُسکی صورت مثالیہ کو کیونکہ وہان اُسکا نہ ہونا ظاہر ہے۔ **واقعۂ نہم**
اور ایک روایت مین ہے کہ جب آپ فارغ ہوکر مسجد سے باہر تشریف لائے
جبرئیل علیہ السلام آپکے سامنے ایک ظرف شراب کا اور ایک دودھ کا لائے
آپ فرماتے ہین مین نے دودھ کو اختیار کیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا آپ نے
فطرت (یعنی طریق دین) کو اختیار فرمایا پھر آسمان کی طرف عروج کیا (کذا رواہ
مسلم) اور احمد کی حدیث مین بروایت ابن عباسؓ ایک ظرف دودھ کا ایک
شہد کا آیا ہے۔ اور بزار کی روایت مین تین ظرف آئے ہین دودھ اور شراب
اور پانی اور شدّاد بنؔ اوس کی حدیث مین آپ کا ارشاد ہے کہ بعد نماز کے مجھکو
پیاس لگی اُسوقت یہ برتن حاضر کیے گئے اور جبکہ مین نے دودھ کو اختیار کیا تو
ایک بزرگ نے جو میرے سامنے تھے جبرئیل علیہ السلام سے کہا کہ تمھارے دوست
نے فطرت کو اختیار کیا **ف** براق کے باندھنے کے بعد جو واقعات
متعلق واقعۂ ہشتم و نہم ۱۲
مذکور ہین اُنمین ترتیب اسطرح مفہوم ہوتی ہے۔ **نمبر ۱**۔ فنا ر مسجد مین پہونچکر حورون سے
ملنا بات کرنا۔ **۲**۔ آپ کا اور جبرئیل علیہ السلام کا دو دو رکعت پڑھنا غالبًا
یہ تحیۃ المسجد ہے اسوقت غالبًا بعض دوسرے انبیا علیہم السلام پہلے سے جمع تھے
جن کو آپنے مختلف حالتون مین دیکھا کسی کو راکع کسی کو ساجد غالبًا یہ سب تحیۃ المسجد
پڑھتے تھے اور انمین سے بعض کو پہچانا بھی اور معلوم ہوتا ہے کہ یہی حضرات تمامہم
اپنی نمازون سے فارغ ہوکر اسی تحیۃ المسجد مین بھی آپکے مقتدی ہو گئے ہون گے
۳۔ پھر بقیہ انبیا علیہم السلام کا جمع ہوجانا **۴**۔ پھر اذان و تکبیر ہونا اور جماعت

ہونا جسمین آپ امام تھے اور تمام انبیا علیہم السلام اور بعض ملائکہ آپ کے مقتدی تھے اسمین سے بعض کو آپ نہ پہچانتے تھے اسکی واسطے جبرئیل علیہ السلام نے تبلایا کہ جمیع انبیاء مبعوثین نے آپکے پیچھے نماز پڑھی ہے اور اسکی تحقیق کہ یہ نماز کونسی تھی واقعۂ بست وسوم کے ذیل مین آوے گی اور اذان واقامت یا تو ایسی ہی ہو گو عام حکم اُسکا مدینہ مین پہونچنے کے بعد ہوا اور یا اور طرح کی ہو ۵ پھر ملائکہ سے تعارف ہونا شاید خازن نار سے ملاقات بھی اسی ضمن مین ہوئی ہو جسمین اُنھون نے پوچھا کہ یہ کون ہین اور نام سُنکر فرشتون کا پوچھنا کہ کیا انکے پاس پیام آلہی بھیجا گیا دلیل اسکی ہے کہ ان فرشتون کو آپکے متعلق یہ علم تھا کہ آپ کے لیے ایسا ہونیوالا ہے آگے اسمین دو احتمال ہین یا تو ہنوز اعطاء نبوت ہی کا علم نہ ہوا ہو کیونکہ ملائکہ کے مشاغل مختلف ہین دوسرے معاملات کا ہر وقت علم نہین ہوتا اور یا نبوت کا علم پہلے سے ہوا اور مقصود پوچھنے سے یہ ہو کہ معراج کے لیے اُنکے پاس حکم پہونچ چکا اور اسی طرح آگے جو سموات مین سوال ہوا ہے وہان بھی یہی تقریر ہے ۶ پھر حضرات انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہونا ۷ پھر سب حضرات کا خطبہ پڑھنا ۸ پھر پیالونکا پیش ہونا جن کی روایات مین غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ چار تھے دودھ اور شہد اور خمر اور پانی کسی نے دو کے ذکر پر اکتفا کیا کسی نے تین کے ذکر پر یا یہ کہ تین ہون ایک پیالے مین پانی ہو کہ شیرینی مین شہد جلیسا ہو کہ کبھی اُس کو شہد کہدیا ہو کبھی پانی اور ہر چند کہ شراب اُسوقت حرام نہ تھی کیونکہ یہ مدینہ مین حرام ہوئی ہے مگر سامان نشاط ضرور ہے اسلیے مشابہ دنیا کے ہے شہد بھی اکثر تلذذ کے لیے پیا جاتا ہے غذا کے لیے نہین تو یہ بھی امر زائد اشارہ لذات دنیا کی طرف

ہوا اور پانی بھی معین غذا ہے غذا نہیں جس طرح دنیا مُعین دین ہے مقصود نہیں اور دین خود غذائے روحانی مقصود ہے جیسا دودھ غذائے جسمانی مقصود ہے اور گو غذا ئین اور بھی ہین مگر دودھ کوا وروں پر ترجیح ہے کہ یہ کھانے اور پینے دونوں کا کام دیتا ہے اور ایسے ہی ظروف کا بعد سدرۃ المنتہیٰ کے پیش ہونا آیا ہے جیسا آگے آویگا تو یہ پیشی مکرر ہوئی ہے (صرح بہ الحافظ عماد الدین ابن کثیر) شاید اسمین مصلحت تقویت تنبیہ وتاکید تحذیر ہو ع۹ پھر آسمان کا سفر۔ اوراس تقریر سے جس طرح ترتیب واقعات کی معلوم ہوئی اسی طرح روایات مذکورہ کے اشکالات از قبیل تعارض بھی رفع ہوگئے اور روایات جمع ہوگئین ولعلّ عند غیری احسن من ہذا۔ اور شاید یہان پر انبیا اور ملائکہ کا جمع ہونا بطور استقبال نبوی کے ہو واللہ اعلم واقعۂ دہم اسکے بعد آپ کا آسمانون پر صعود ہوا بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بُراق پر تشریف لے گئے بخاری مین آپ کا ارشاد ہے کہ بعد قلب دھونے اور اُس مین ایمان وحکمت بھرنے کے مجھکو بُراق پر سوار کیا گیا جس کا ایک قدم اُسکے منتہائے نگاہ پر پڑتا ہے اور مجھکو جبرئیلؑ لے چلے یہان تک کہ آسمان دنیا تک پہونچے اِس سے ظاہراً یہی معلوم ہوتا ہے کہ آسمان پر بھی بُراق ہی کی سواری پر تشریف لے گئے گو درمیان مین بیت المقدس مین بھی اُترے۔ اور بیہقی مین ابو سعیدؓ کی روایت سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ پھر (یعنی بعد فراغ اعمال بیت المقدس کے میرے سامنے ایک زینہ لایا گیا جسپر بنی آدم کی ارواح (بعد موت کے) چڑھتی ہین سو اُس زینہ سے زیادہ خوبصورت خلائق کی نظر سے نہیں گذرا تم نے (بعض) میت کو آنکھین پھاڑ کر آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے دیکھا ہو گا سو وہ

اس زینہ کو دیکھکر خوش ہوتا ہے۔ اور شرف مصطفےٰ مین ہے کہ یہ زینہ جنت الفردوس سے لایا گیا اور اُسکے داہنے بائین ملائکہ اوپر تلے گھیرے ہوے تھے اور کعبؓ کی روایت مین ہے کہ آپ کے لیے ایک زینہ چاندی کا رکھا گیا اور ایک سونے کا یہان تک کہ آپؐ اور جبرئیلؑ اُسپر چڑھے۔ اور ابن اسحٰق کی روایت مین آپ کا ارشاد ہے کہ جب مین بیت المقدس کے قصہ سے فارغ ہوا تو یہ زینہ لایا گیا اور میرے رفیق راہ (جبرئیلؑ) نے مجھکو اُسپر چڑھایا یہان تک کہ دروازۂ آسمان تک پہونچے ف براق اور زینہ کی روایات مین اسطرح جمع ممکن ہے کہ کچھ ایک پر سفر کیا ہو کچھ دوسرے پر جسطرح مکرم مہمان کے روبرو کئی سواریان حاضر کیجاتی ہین اُسکو اختیار ہوتا ہے خواہ تھوڑی تھوڑی مسافت سب پر قطع کرے۔ اور بُراق ہرچند کہ نہایت تیز رفتار ہے مگر اُسکی سُرعت اور بطوء راکب کے قبضہ مین ہوگا کیونکہ براق پر سوار ہونیکے بعد مختلف مواقع ومقامات پر نزول اور مختلف مناظر پر مفصل اطلاع وعروظاہر اعتدال فی السیر کا قرینہ ہے۔ واقعۂ یازدہم حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ اوّل آسمان دنیا تک پہونچے جبرئیل علیہ السلام نے (آسمان کا) دروازہ کھلوایا (ملائکہ نوابین کی طرف سے) پوچھا گیا کون ہے کہا جبرئیل ہون پوچھا گیا تمھارے ساتھ کون ہین اُنھون نے کہا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہین پوچھا گیا کہ کیا اِنکے پاس پیام الٰہی (نبوت کے لیے یا آسمانون پر بلانے کے لیے) بھیجا گیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہان (رواہ البخاری) اور بیہقی کی حدیث مین ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ آسمانون کے دروازون مین سے ایک دروازے پر پہونچے اُسکا نام باب الحفظہ ہے اُسپر ایک فرشتہ مقرر ہے اُسکا نام اسماعیل ہے اُسکی ماتحتی مین بارہ ہزار فرشتے ہین اور ہر ایک کی

روایت مین حدیث بخاری مین یہ بھی ہے کہ اہل سموٰات کو خبر نہین ہوتی کہ زمین پر
اللہ تعالیٰ کا کیا کرنے کا ارادہ ہے جب تک کہ اُن کو کسی ذریعہ سے اطلاع نہ دے
اھ جیسے بیان جبرئیل علیہ السلام کی زبانی معلوم ہوا اس سے فرشتون کے اِس پوچھنے کی
وجہ معلوم ہوگئی کہ کیا انکے پاس پیام الٰہی پہونچا ہے اور اس پوچھنے مین جو دو
احتمال ذکر کیے گئے تفصیل اُسکی واقعہ ہشتم مین مذکور ہوئی ہے اور وہان
خود پوچھنے کی وجہ عقلی بھی لکھی گئی ہے اس دلیل نقلی سے اُس توجیہ عقلی کی تائید
ہوگئی - بخاری کی روایت مین ہے کہ فرشتون نے یہ سُنکر کہا مرحبا آپ بہت اچھا آنا
آئے اور دروازہ کھول دیا گیا آپ فرماتے ہین کہ مین وہان پہونچا تو حضرت آدم
علیہ السلام موجود ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپکے باپ آدم ہین ان کو
سلام کیجیے مینے اُن کو سلام کیا اُنھون نے سلام کا جواب دیا اور کہا مرحبا فرزند
صالح اور نبی صالح کو اور ایک روایت مین ہے کہ آسمان دنیا مین ایک شخص کو بیٹھا دیکھا
جن کے داہنی طرف کچھ صورتین نظر آتی ہین اور کچھ صورتین بائین طرف ہین جب وہ
داہنی طرف دیکھتے ہین ہنستے ہین اور جب بائین طرف دیکھتے ہین روتے ہین مینے
جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہین اُنھون نے کہا آدم علیہ السلام ہین اور
یہ صورتین داہنی اور بائین انکی اولاد کی روحین ہین سو داہنی طرف والے جنتی
ہین اور بائین طرف والے دوزخی ہین اسلیے داہنی طرف دیکھکر ہنستے ہین اور
بائین طرف دیکھکر روتے ہین (کذا فی المشکوٰۃ عن الشیخین) اور بزار کی حدیث مین
ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہی کہ اُنکی داہنی طرف ایک دروازہ ہے کہ اُسمین سے
خوشبودار ہوا آتی ہے اور بائین طرف ایک دروازہ ہے کہ اُسمین سے بدبودار

ہوا آتی ہے جب وے اپنی طرف دیکھتے ہین خوش ہوتے ہین - اور جب بائین طرف دیکھتے ہین مغموم ہوتے ہین - اور شریک کی روایت بالا مین یہ بھی ہے کہ آپ نے سماء دنیا مین نیل اور فرات کو دیکھا اور اسی روایت مین یہ بھی ہے کہ اسی سماء دنیا مین ایک اور نہر بھی دیکھی کہ اُسپر موتی اور زبرجد کے محل بنے ہین اور وہ کوثر ہے - ف حضرت آدم علیہ السلام جمیع انبیا مین اِسکے قبل بیت المقدس مین بھی مل چکے ہین اور اسطرح وہ اپنی قبر مین بھی موجود ہین اور اسی طرح بقیہ سموات مین جو انبیاء علیہم السلام کو دیکھا سب جگہ یہی سوال ہوتا ہے اسکی حقیقت یہ ہے کہ قبر مین تو اصلی جسد سے تشریف رکھتے ہین اور دوسرے مقامات پر اُنکی روح کا تمثل ہوا ہے یعنی غیر عنصری جسد سے جسکو صوفیہ جسم مثالی کہتے ہین روح کا تعلق ہو گیا اور اس جسد مین تعدد بھی اور ایک وقت مین روح کا سب کے ساتھ تعلق بھی ممکن ہے لیکن انکے اختیار سے نہین بلکہ محض بقدرت و مشیت حق - اور ظاہر یہ جسم مثالی جو دونون جگہ نظر آیا الگ الگ شکل رکھتا تھا اسی لیے باوجود لقاء بیت المقدس کے آسمان مین نہین پہچانا - البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ آسمان پر مع الجسد ہین اُنکو وہان دیکھنا مع الجسد ہو سکتا ہے لیکن اُن کو جو بیت المقدس مین دیکھا جیسا واقعہ ہشتم مین مذکور ہے وہ مع الجسد نہین تھا بلکہ بالمثال ہے کہ تعلق روح کا جسد مثالی کے ساتھ قبل الموت بھی بطور خرق عادت کے ممکن ہے اور اگرچہ یہ بھی ممکن ہے کہ بیت المقدس مین مع الجسد ہون اور آسمان سے وہ آگئے ہون یا دونون جگہ مع الجسد ہون کہ اوّل آسمان سے بیت المقدس آئے ہون پھر یہان سے وہان پہونچ گئے ہون مگر خلاف ظاہر ہے واللہ اعلم اور آدم علیہ السلام کے داہنے بائین جو صورتین نظر آئین وہ بھی ارواح کی صورتین مثالیہ تھین اور بزارؒ کی روایت مین غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے

کہ یہ ارواح اسوقت آسمان پر موجود اور مستقر نہ تھین بلکہ اپنے اپنے ٹھکانے پر تھین اور اُس ٹھکانے اور مقام آدم علیہ السلام کے درمیان دروازہ تھا اُس دروازہ سے اُن صورتون کا عکس اس مقام پر پڑتا ہوگا یا وہ ہوا جو آتی تھی آخر وہ بھی جسم ہی اُس مین خاصیت انطباع و انعکاس کی ہوگی جیسے ہوا شعاعون سے متکیف ہو کر قابل رویت کے ہو جاتی ہے کیونکہ اُس روایت مین دروازہ کا ہونا آیا ہے یہ ظاہر قرینہ ہے اس کا کہ وہ دروازہ واسطہ تھا یہان تک اُن صورتون کے اثر پہونچنے کا واللہ اعلم پس اسمین یہ اشکال نہ رہا کہ نص قرآنی ان الذین کذبوا بآیاتنا واستکبروا عنہا لا تفتح لھم ابواب السماء سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کی ارواح آسمان پر نہین جا سکتین پھر آسمان دنیا پر یہ روحین کافرون کی جو بائین طرف تھین کیسے پائی گئین۔ اور نیل و فرات کا دوسری روایات مین ساتوین آسمان کے اوپر سدرۃ المنتہی کی جڑ سے دیکھنا ثابت ہوتا ہے سو اس سوال کا جواب کہ یہ نہرین تو دنیا مین ہین وہان ہونے کے کیا معنی آگے سدرۃ المنتہی کے ذکر کے موقع پر دیا جاویگا یہان صرف روایات کو جمع کرنے کی توجیہ سمجھ لی جاوے وہ یہ ہے کہ اصل سرچشمہ انکا سدرۃ المنتہی کی جڑ ہو اور پھر نکلکر پانی آسمان دنیا پر جمع ہوتا ہو اور پھر وہان سے زمین مین آتا ہو جیسا آگے مذکور ہوگا۔ اور ایسی ہی تقریر سے یہ اشکال رفع کر لیا جاوے کہ دوسری احادیث سے حوض کوثر کا جنت مین ہونا منصوص ہے یعنی اصل وہان ہو اور یہان اُسکی ایک شاخ ہو جیسا ایک شاخ اُسکی میدان قیامت مین ہوگی۔ **واقعۂ دوازدہم**۔ بخاری کی حدیث مین ہے کہ پھر مجھکو جبرئیل آگے لیکر چڑھے یہان تک کہ دوسرے آسمان تک پہونچے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے کہا جبرئیل ہون پوچھا گیا تمھارے ساتھ کون ہین اُنھون نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین

پوچھا گیا کیا ان کے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں فرشتوں نے یہ سُنکر کہا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے اور دروازہ کھول دیا گیا جب میں (وہاں) پہونچا تو حضرت یحییٰ و عیسیٰ علیہما السلام موجود ہیں اور وہ دونوں باہم خلیرے ہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ یحییٰ و عیسیٰ ہیں ان کو سلام کیجیے میں نے سلام کیا اُن دونوں نے جواب دیا پھر کہا کہ مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو ف حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کی خالہ ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خالہ کے نواسے ہیں چونکہ نانی بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے اسلیے عیسیٰ علیہ السلام کی نانی کو بمنزلہ عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی قرار دیا گیا اور اگر وہ واقع میں عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہوتیں تو یحییٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام خلیرے ہوتے اسلیے مجازاً اُنکو خلیرا فرما دیا گیا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت یحییٰ علیہ السلام کی خالہ کی اولاد میں ہیں اگرچہ بیٹے نہیں مگر نواسے ہیں۔ اور ان دونوں نے بھائی اسلیے کہا کہ یہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں سے نہیں ہیں۔ واقعہ سیر و ہم[۱۳] بخاری میں ہے کہ پھر مجھکو جبرئیل علیہ السلام تیسرے آسمانکی طرف لیکر چڑھے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے کہا جبرئیل ہوں پوچھا گیا تمھارے ساتھ کون ہیں اُنھوں نے کہا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہیں پوچھا گیا ان کے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں فرشتوں نے یہ سُنکر کہا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے اور دروازہ کھول دیا گیا جب میں (وہاں) پہونچا تو حضرت یوسف علیہ السلام موجود ہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ یوسف ہیں انکو سلام کیجیے میں نے سلام کیا اُنھوں نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو اور ایک روایت میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دیکھتا کیا ہوں کہ یوسف علیہ السلام کو حُسن کا ایک (بڑا) حصہ

عطا کیا گیا ہے (کذا فی المشکوٰۃ عن مسلم) اور بیہقی کی حدیث مین بروایت ابو سعیدؓ ور طبرانی کی حدیث مین بروایت ابو ہریرہؓ یوسف علیہ السلام کی نسبت ارشاد ہے کہ ایک ایسے شخص کو دیکھا جو خلق اللہ سے زیادہ حسین ہے اور لوگون پر حسن مین ایسی فضیلت رکھتا ہے جیسے چودھوین شب کا چاند باقی کواکب پر فائق ہے اسمین دو احتمال ہین ایک کہ اس عموم سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مستثنیٰ ہون اور قرینہ اسکا ایک حدیث ہی جسکو ترمذی نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہین فرمایا کہ خوبصورت اور خوش آواز نہوا ور تمھارے نبی اُن سب سے زیادہ حسین اور سب مین زیادہ خوش آواز تھے دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ عموم اپنے ظاہر پر باقی رہے اور فضل جزئی فضل کلی مین قادح نہین۔ یا یون کہا جاوے کہ حسن کے انواع مختلف ہین ایک نوع مین حضرت یوسف علیہ السلام احسن ہون اور ایک نوع مین ہمارے آقاے کریم صلی اللہ علیہ وسلم احسن ہون اور خود ان دونون نوعون مین یون تفاضل ہو کہ نوع یوسفی ظاہر او بداہتہ ابہر واظہر۔ اور واقف عند حدہو اور نوع محمدی معنیً و اسعاتًا الطف وادق اور لاتقف الی حد ہو اول نوع کا لقب حسن صباحت مناسب ہے اور دوسری نوع کا نام حسن ملاحت گویا یہ شعر اسی کا مصداق ہے ؎ یزید ک وجہہ حسنا اذا ما زدتہ نظرا ۔ واللہ اعلم بحقائق الامور والمحل محل ادب واقعۂ چہاردہم بخاری مین ہے کہ پھر مجھکو جبرئیل علیہ السلام آگے لیکر چڑھے یہان تک کہ چوتھے آسمان تک پہونچے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے کہا جبرئیل ہون پوچھا گیا تمھارے ساتھ کون ہین انھون نے کہا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہین پوچھا گیا کیا ان کے پاس پیام الٰہی بھیجا گیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہان فرشتون نے یہ سنکر کہا مرحبا آپ

بہت اچھا آنا آئے اور دروازہ کھولدیا گیا جب مین وہان پہونچا تو حضرت ادریس علیہ السلام موجود ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ ادریس ہین انکو سلام کیجیے مین نے سلام کیا انھون نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو ف با وجودیکہ ادریس علیہ السلام آپکے اجداد مین ہین پھر انکا برادر کہنا اخوۃ نبوۃ کی بنا پر ہے اور ابن پر اسکو ترجیح دینا بوجہ ادب کے ہے برابر کے بیٹے کو یا اپنے سے بھی بڑے درجے کے بیٹے کو بھائی کے لقب سے پکارنے لگتے ہین اور ابن المنیر نے کہا ہے کہ ایک طریق شاذ مین مرحبا بالابن الصالح بھی آیا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ یہ ادریس حضرت الیاس علیہ السلام کا لقب ہے اور یہی ملے ہین اور یہ اجداد نبویہ مین سے نہین واللہ اعلم۔ **واقعہ یازدہم** بخاری مین ہے کہ پھر مجھکو جبرئیل آگے لیکر چڑھے یہان تک کہ پانچوین آسمان تک پہونچے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے کہا جبرئیل ہون پوچھا گیا اور تمھارے ساتھ کون ہین کہا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہین پوچھا گیا کیا ان کے پاس پیام آلہی بھیجا گیا کہا ہان جی ہان تب کہا گیا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے جب مین وہان پہونچا تو ہارون علیہ السلام موجود تھے جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ ہارون ہین انکو سلام کیجیے مین نے سلام کیا انھون نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو **واقعہ شانزدہم**[۱۲] بخاری مین ہے کہ پھر مجھکو جبرئیل آگے لیکر چڑھے یہان تک کہ چھٹے آسمان تک پہونچے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے کہا جبرئیل ہون پوچھا گیا اور تمھارے ساتھ کون ہین کہا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہین پوچھا گیا کیا انکے پاس پیام آلہی بھیجا گیا کہا ہان کہا گیا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے جب مین وہان پہونچا تو موسیٰ علیہ السلام موجود ہین جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ موسیٰ ہین انکو سلام کیجیے مین نے سلام کیا انھون نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر

صالح اور نبی صالح کو پھر جب مین آگے بڑھا تو وہ روئے اُن سے پوچھا گیا آپکے رونے کا
کیا سبب ہے اُنھون نے فرمایا کہ مین اسلیے روتا ہون کہ ایک نوجوان پیغمبر میرے بعد مبعوث
ہونگے جنکی اُمت کے جنت مین داخل ہونے والے میری اُمت کے جنت مین داخل ہونیوالون سے
بہت زیادہ ہون گے (تو مجکو اپنی امت پر حسرت ہے کہ اُنھون نے میرا اسطرح اتباع نہ کیا جسطرح
محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت آپکی اطاعت کرے گی اور اسلیے میری اُمت کے ایسے لوگ
جنت سے محروم رہے تو اُنکے حال پر رونا آتا ہے) ف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
نسبت نوجوان فرمانا اس اعتبار سے ہے کہ آپکے اتباع تھوڑی ہی مدت مین کہ اُسوقت
تک آپ سن شیخوخت تک بھی نہ پہونچین گے اتنی کثرت سے ہوجاوین گے کہ اوروں کے
سن شیخوخت تک بھی اتنے اتباع نہین ہوے و نیز آپ کی کُل عمر ترسٹھ سال کی ہوئی
اور موسیٰ علیہ السلام کی عمر ڈیڑھ سو سال کی ہوئی (کذا فی قصص الانبیا) **واقعہ**
ہفدہم بخاری مین ہے کہ پھر مجکو جبرئیل آگے لیکر ساتوین آسمان کی طرف چڑھے اور
دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہے کہا جبرئیل ہون پوچھا گیا اور تمھارے ساتھ کون ہے
کہا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہین پوچھا گیا کیا انکے پاس پیام آچکا ہے کہا ہان کہا گیا مرحبا
آپ بہت اچھا آنا آئے جب مین وہان پہونچا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام موجود ہین
جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپکے جد امجد ابراہیم ہین انکو سلام کیجیے مین نے سلام کیا
اُنھون نے جواب دیا اور فرمایا مرحبا فرزند صالح اور نبی صالح کو اور ایک روایت مین ہے
کہ ابراہیم علیہ السلام اپنی کمر بیت المعمور سے لگائے ہوئے بیٹھے ہین اور بیت المعمور مین
ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہین کہ جنکی باری پھر نہین آتی (یعنی اگلے روز
اور نئے ستر ہزار داخل ہوتے ہین (کذا فی المشکوٰۃ عن مسلم اور دلائل بیہقی مین ابوسعید سے

روایت ہے کہ جب مجھکو آسمان ہفتم پر چڑھایا گیا تو ابراہیم علیہ السلام موجود ہیں بہت حسین ہیں اور اُنکے ساتھ اُنکی قوم کے کچھ لوگ ہین اور میری امت بھی موجود ہے دو قسم کے ایک وہ جنپر سفید کپڑے ہین اور ایک وہ جنپر میلے کپڑے ہین مین بیت المعمور مین داخل ہوا اور سفید کپڑے ولے بھی میرے ساتھ داخل ہوے اور دوسرے روک دیے گئے سو مین نے اور میرے ساتھ والون نے وہان نماز پڑھی **ف** بعض روایات مین ترتیب منازل انبیاء علیہم السلام کی اور طرح بھی آئی ہے مگر اصح یہی ہے جو مذکور ہوا واللہ اعلم اور بیت المعمور کے متعلق بعد ذکر سدرہ کے کچھ اور بھی آویگا **واقعہ ہشتم** بخاری مین ہے کہ پھر مجھکو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند کیا گیا سو اُسکے بیر اتنے بڑے بڑے تھے جیسے مقام ہجر کے مٹکے اور اُسکے پتے ایسے تھے جیسے ہاتھی کے کان جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے اور وہان چار نہرین ہین دو اندر کو جاری ہین اور دو باہر کو آرہی ہین مین نے پوچھا اے جبرئیل یہ کیا ہے اُنھون نے کہا کہ یہ جو اندر کو جاتی ہین یہ جنت مین دو نہرین ہین اور باہر جو آرہی ہین یہ نیل اور فرات ہے۔ پھر میرے پاس ایک برتن شراب کا اور دوسرا دودھ کا اور تیسرا شہد کا لایا گیا مین نے دودھ کو اختیار کیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ فطرت (یعنی دین) ہے جس پر آپ اور آپ کی امت قائم رہے گی اور بخاری کی ایک روایت مین ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ مین یہ چار نہرین ہین اور مسلم مین یہ ہے کہ اُسکی جڑ سے یہ چار نہرین نکلتی ہین اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضؓ سے روایت کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے دیکھنے کے بعد مجھکو ساتوین آسمان کے بالا ے سطح پر لے گئے یہان تک کہ آپ ایک نہر پر پہونچے جسپر یاقوت اور موتی اور زبرجد کے پیالے

رکھے تھے اور اُس پر سبز لطیف پرندے بھی تھے جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ کوثر ہے جو آپکے رب نے آپ کو دی ہے اُسکے اندر برتن سونے اور چاندی کے پڑے ہین اور وہ یاقوت اور زمرد کے سنگریزون پر چلتی ہے اُسکا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے مین نے ایک برتن لے کر اسمین سے کچھ پیا تو وہ شہد سے زیادہ شیرین اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا اور بیہقی کی حدیث مین ابوسعیدؓ کی روایت سے ہے کہ وہان ایک چشمہ تھا جسکا نام سلسبیل تھا اور اُس سے دو نہرین نکلتی تھین ایک کوثر اور دوسری نہر رحمت - اور مسلم کی ایک روایت مین ہے کہ مجھکو سدرۃ المنتہیٰ تک پہونچایا گیا اور وہ چھٹے آسمان مین ہے اور زمین سے جو اعمال صعود کرتے ہین وہ اُس تک پہونچتے ہین اور وہان سے اوپر اُٹھا لیے جاتے ہین اور جو احکام اوپر سے آتے ہین وہ (اول) اُسی پر نزول کرتے ہین اور وہان سے نیچے (عالم دنیا مین) لائے جاتے ہین (اور اسی واسطے اُسکا نام سدرۃ المنتہیٰ ہے) اور بخاری مین ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کو ایسی رنگتون نے چھالیا کہ معلوم نہین وہ کیا تھین اور مسلم مین ہے کہ وہ پروانے تھے سونے کے اور ایک حدیث مین ہے کہ ٹڈیان تھین سونے کی اور ایک حدیث مین ہے کہ اُسکو فرشتون نے چھالیا اور مسلم کی ایک روایت مین ہے کہ جب خدا کے حکم سے اُسکو ایک عجیب چیز نے چھا لیا تو اُسکی ہیئت بدل گئی سو کوئی شخص خلائق مین سے اُسکا صفت بیان نہین کرسکتا - اور ایک روایت مین سدرۃ المنتہیٰ کے دیکھنے اور برتنون کے پیش کیے جانے کے درمیان مین یہ ہے کہ پھر میرے روبرو بیت المعمور بلند کیا گیا (کذا رواہ مسلم) اور ایک روایت مین بعد سدرۃ المنتہیٰ دیکھنے کے یہ ہے کہ پھر مین جنت مین داخل کیا گیا تو اُسمین موتیون کے گنبد ہین اور مٹی اُسکی مشک ہے (کذا فی المشکوٰۃ عن الشیخین

ف ظاہرا احادیث سے سدرۃ المنتہیٰ کا ساتویں آسمان پر ہونا معلوم ہوتا ہے اور چھٹے مین ہونے کی یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ اُسکی جڑ ممکن ہے چھٹے مین ہو اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ یہ چار نہرین چھٹے مین ہون جیسا کہ روایات مین ہے کہ یہ نہرین اُسکی جڑ سے نکلتی ہین اصل یہ ہے کہ جب چھٹے آسمان سے گذر کر ساتوین کے اندر کو نفوذ کرتا ہوا آگے پہونچا تو یہ موقع نفوذ کا اُسکے لیے بمنزلہ جڑ کے ہے جو ساتوین مین ہے تو وہ نہرین اس دوسری جڑ سے نکلین اور یہ جو اندر کو جاری تھین یہ کوثر اور نہر رحمت معلوم ہوتی ہے کہ وہ دونون سلسبیل کی شاخین ہین ممکن ہے کہ یہ سلسبیل اور اُسکا وہ موقع جہان سے کوثر و نہر رحمت کا اس سے انشعاب ہوا ہے یہ سب سدرہ کی دوسری جڑ مین ہون اور ابن ابی حاتم کی حدیث بالا سے ظاہرا کوثر کا خارج جنت ہونا معلوم ہوتا ہے سو ممکن ہے وہ خارج وہ حصہ ہے جو سدرہ کی جڑ مین ہے باقی زیادہ حصہ اُسکا جنت کے اندر ہے جیسا اور حدیثون مین اُسکا جنت کے اندر ہونا وارد ہے۔ اور نیل و فرات کا آسمان پر ہونا اسطرح ممکن ہے کہ دنیا مین جو نیل و فرات ہین ظاہر ہے کہ بارش کا پانی جذب ہو کر زمین سے جاری ہوتا ہے اور بارش آسمان سے ہے سو جو حصہ بارش کا نیل و فرات کا مادہ ہے ممکن ہے کہ وہ حصہ آسمان سے آتا ہو پس اس طور پر نیل و فرات کی اصل آسمان پر ہوئی اور سدرۃ المنتہیٰ کے الوان کی نسبت فراش وغیرہ کہنا تشبیہا ہے ورنہ وہ فرشتے تھے۔ اور یہ فرمانا کہ معلوم نہین وہ کیا تھے اسکے معنی یا تو یہ ہین کہ اولاً معلوم نہ ہوا ہو یا یہ فرمانا تعجبا ہے کہ اُسکے حسن کی تعبیر کا طریقہ نہین معلوم کس طرح بیان کیا جاوے اور مسلم کی روایت سے جو کہ بیت المعمور کے متعلق ہے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ وہ سدرۃ المنتہیٰ سے بھی اوپر ہے جیسا اس لفظ سے

معلوم ہوتا ہے بلند کیا گیا جو ترجمہ ہے ثم رفع الی البیت المعمور کا اور یہ رفع مؤخر ہے
سدرۃ المنتہیٰ کے دیکھنے سے جیسے کلمہ ثم سے معلوم ہوتا ہے اور خود سدرۃ المنتہیٰ کا مقام
ابراہیم علیہ السلام سے بالاتر ہونا بھی معلوم ہوتا ہے جیسا اس لفظ کا مدلول ہے
کہ پھر مجھکو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند کیا گیا جو ترجمہ ہے ثم رفعت الی سدرۃ المنتہیٰ کا
اور یہ مؤخر ہے ابراہیم علیہ السلام کے ملنے سے جیسا کلمہ ثم سے معلوم ہوتا ہے پھر
اسکے کیا معنی کہ ابراہیم علیہ السلام اپنی کمر بیت المعمور سے لگائے ہوئے تھے جیسا
واقعہ ہفدہم مین ہے سو اسکی توجیہ قریب یہ ہے کہ بنیاد اُسکی ساتوین آسمان مین ہو
اور ابراہیم علیہ السلام اسفل دیوار سے کمر لگائے ہون مگر ارتفاع اُسکا رفیع سے
بھی رفیع ہو کہ سدرۃ المنتہیٰ ہے جو کہ ساتوین آسمان سے بلند ہے نیز بلند تر ہوا اور
واقعہ ہفدہم مین جو آپ کا نماز پڑھنا ہمراہی ابراہیم علیہ السلام کے پاس والون کے
مذکور ہے اسمین بھی اشکال نہین کیونکہ نماز نیچے کے درجہ مین ہوگی جیسا اکثر مساجد مین ایسا ہی
ہوتا ہے۔ اور طبری نے قتادہ رض سے روایت کیا ہے کہ ہم سے ذکر کیا گیا کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیت المعمور ایک مسجد ہے آسمان مین مقابل خانہ کعبہ کے
اسطرح پر کہ اگر بالفرض وہ گرے تو عین کعبہ کے اوپر گرے اُسمین ستر ہزار فرشتے روزانہ
داخل ہوتے ہین اور جب وہ نکل آتے ہین تو اُنکی باری دوبارہ نہین آتی اور جنت مین
داخل ہونا جو اوپر مذکور ہوا ہے ممکن ہے کہ بیت المعمور دیکھنے سے پہلے ہوا اور ممکن ہے
کہ بعد مین ہو لیکن اتنا قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت سدرۃ المنتہیٰ کے قریب ہے
اور اسمین دونون احتمال ہین کہ جنت کا ارتفاع بیت المعمور سے ارفع ہو یا نہ ہو
اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ گو یہ جنت قریب سدرۃ المنتہیٰ کے ہے

مگر اُس سے ارفع بھی ہے چنانچہ بیہقی نے ابو سعید خدری رضی سے بعد سدرۃ المنتہیٰ کی سیر کے یہ روایت کیا ہے کہ ثم رفعت الی الجنۃ یعنی پھر مجھکو جنت کی طرف بلند کیا گیا واللہ اعلم اور بیہقی کی حدیث مذکور مین یہ بھی ہے کہ بعد سیر جنت کے پھر دوزخ میرے روبرو کیا گیا اُس مین اللہ کا غضب اور عذاب اور انتقام تھا اگر اُسمین پتھر اور لوہا بھی ڈالدیا جاوے تو اُسکو بھی کھالے پھر وہ بند کردیا گیا اھ اسکے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ اپنی جگہ پر رہا اور آپ اپنی جگہ رہے درمیان سے حجاب اُٹھا کر آپ کو دکھلا دیا گیا **واقعۂ نوزدہم** بخاری مین بعد ذکر بیت المعمور اور دودھ وغیرہ کے برتنون کے پیش کیے جانے کے روایت ہے کہ پھر مجھپر پچاس نمازین ہر یوم مین فرض کی گئین اور ایک روایت مین بعد لقاء ابراہیم علیہ السلام کے ہے کہ پھر مجھکو عروج کرایا گیا یہان تک کہ مین ایک ہموار میدان مین پہونچا جہان مین نے قلمون کی آواز (جو لکھنے کے وقت پیدا ہوتی ہے) سُنی سو مجھپر اللہ تعالےٰ نے پچاس نمازین فرض کین (کذا فی المشکوٰۃ عن الشیخین) **ف** پہلی روایت سے فرضیت صلوٰۃ کا سیر بیت المعمور سے متراخی بمہلت ہونا جیسا لفظ پھر کا مقتضا ہے جو مدلول ہے کلمہ ثم کا اور دوسری روایت سے فرضیت صلوٰۃ کا اُس میدان مین پہونچنے سے متصل یعنی غیر متراخی بمہلت ہونا جیسا لفظ سو کا مقتضا ہے جو ترجمہ ہے فاء کا ثابت ہوتا ہے جس سے دونون مین غور کرنے سے یہ ترتیب سمجھ مین آتی ہے کہ بعد عرض بیت المعمور کے اُس میدان مین پہونچنا ہوا اور اُس میدان مین پہونچنے کے بعد نمازین فرض ہوگئین واللہ اعلم نیز ایک اور قرینہ سے بھی اس محل صریف اقلام کا سدرہ اور بیت المعمور سے ارفع ہونا معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ یہ اقلام تقدیر کے ہین جو احکام

تکوینیہ جزئیہ یومیہ کو لوح محفوظ سے نقل کرتے ہین اور سدرہ کی نسبت واقعۂ مسلم
مین آیا ہے کہ اوپر سے جو احکام نازل ہوتے ہین وہ اوّل وہان آتے ہین تو سدرہ
اُسکے تحت مین ہوا اسیطرح بیت المعمور کی اصل ساتوین آسمان مین ہے اور وہان فرشتے
عبادت مین مشغول ہین اور سمٰوات اس عموم مین داخل ہین تتنزل الامر بینہن تو بیت المعمور
بھی اُسکے تحت مین ہوا واقعہ البستم بزار نے حضرت علیؓ سے معراج کے باب مین ایک
حدیث ذکر کی ہے اور اُسمین جبرئیل علیہ السلام کا براق پر چلنا ذکر کیا ہے یہان تک
کہ حجاب تک پہونچے اور یہ بھی فرمایا کہ ایک فرشتہ حجاب کے اندر سے نکلا تو جبرئیل
علیہ السلام نے کہا کہ قسم اُس ذات کی جسنے آپ کو دین حق دیکر مبعوث فرمایا کہ جب سے
مین پیدا ہوا ہون مین نے اس فرشتہ کو نہین دیکھا اور حالانکہ مین خلائق مین رتبہ کے
اعتبار سے بہت مقرب ہون اور دوسری حدیث مین ہے کہ مجھسے جبرئیل علیہ السلام
نے مفارقت اختیار کی اور تمام آوازین مجھسے منقطع ہوگئین (کذا فی شرح النووی للمسلم)
اور ابو الحسن بن غالب نے ابو الربیع بن سبع کی طرف شفاء الصدور مین حدیث ابن عباسؓ
سے منسوب کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیلؑ آئے اور
میرے رب کی طرف چلنے مین میرے ہم سفر رہے یہان تک کہ ایک مقام تک پہونچے
پھر ٹھہر گئے مین نے کہا اے جبرئیل کیا ایسے مقام مین کوئی دوست اپنے دوست کو
چھوڑتا ہے اُنھون نے کہا کہ اگر مین اس مقام سے بڑھون تو نور سے جل جاؤن اھ
شیخ سعدیؒ نے اسی کا ترجمہ کیا ہے ؎ بدو گفت سالار بیت الحرام * کہ اے حامل
وحی برتر خرام * چو در دوستی مخلصم یافتی * عنانم ز صحبت چرا تافتی * بگفتا فراتر مجالم
نماند * بماندم کہ نیروی بالم نماند * اگر یکسر موی برتر پرم * فروغ تجلی بسوزد پرم * اور اُسی

حدیث مذکور مین یہ بھی ہے کہ پھر مجھکو نور مین بیوست کر دیا گیا اور ستر ہزار حجاب مجھکو طے کرائے گئے کہ اُن مین ایک حجاب دوسرے حجاب کے مشابہ نہ تھا اور مجھسے تمام انسانون اور فرشتون کی آہٹ منقطع ہوگئی اُسوقت مجھکو وحشت ہوئی تو اُسوقت مجھکو ایک پکارنے والے نے ابوبکرؓ کے لہجے مین پکارا کہ ٹھہر جائیے آپ کا رب صلوٰۃ مین مشغول ہے اور اُسمین یہ بھی ہے کہ مین نے عرض کیا کہ مجھکو ان دو امر سے تعجب ہوا ایک تو یہ کہ کیا ابوبکر مجھسے آگے بڑھ آئے اور دوسرے یہ کہ میرا رب صلوٰۃ سے بے نیاز ہے ارشاد ہوا کہ اے محمدؐ یہ آیت پڑھو ھو الذی یصلی علیکم و ملٰئکتہ لیخرجکم من الظلمات الی النور وکان بالمؤمنین رحیما سو میری صلوٰۃ سے مُراد رحمت ہے آپکے لیے اور آپ کی اُمت کے لیے۔ اور ابوبکرؓ کی آواز کا قصہ یہ ہے کہ ہم نے ایک فرشتہ ابوبکر کی صورت کا پیدا کیا جو آپ کو اُنکے لہجے مین پکارے تاکہ آپ کی وحشت دور ہو اور آپ کو ایسی ہیبت لاحق نہ ہو جو آپ کو فہم مقصود سے مانع ہو۔ اور شفاء الصدور کی ایک روایت مین ہے کہ بعد قطع حجابات کے ایک رفرف یعنی مسند سبز میرے لیے آتا ہی گئی اور مین اُسپر رکھا گیا پھر مجھکو اوپر اُٹھایا گیا یہان تک کہ مین عرش تک پہونچا تو مین نے ایسا امر عظیم دیکھا کہ زبان اُس کو بیان نہین کرسکتی مواہب مین ابن غالب کے حوالہ سے ان روایات کو شفاء الصدور سے نقل کر کے کہا ہے والعھدۃ علیہ فی ذلک اھ ف بزار کی روایت سے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ عروج سموات بھی براق ہی پر ہوا ہے واللہ اعلم اور رحمت الٰہیہ کی توجہ کے لیے جو آپ کو حکم ہوا ٹھہرنے کا اِسکا یہ مطلب نہین کہ آپ کا آگے بڑھنا نعوذ باللہ اللہ تعالےٰ کو شغل مانع ہو جاوے گا توجہ رحمت سے جس طرح

مخلوق کے لیے ایک شغل دوسرے شغل سے مانع ہو جاتا ہے بلکہ معنی یہ ہین کہ چونکہ اللہ تعالیٰ
اِس وقت خاص رحمت فرما رہے ہین آپ سیر کو منقطع کیجیے اور اُسمین مشغول ہو جیے کیونکہ
شغل سیر مانع ہوگا یکسوئی تام سے اُس رحمت کے اخذ کرنے مین واللہ اعلم واقعۂ
بست ویکم حق تعالیٰ کی رویت اور کلام۔ ترمذی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا
کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اور عبدالرزاق نے بواسطۂ معمر کے حسن سے
روایت کیا کہ اُنھون نے حلف کیا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا
اور ابن خزیمہ نے عروہ بن الزبیر سے اس روایت کو ثابت کیا اور ابن عباسؓ کے تمام
اصحاب اِسکے قائل ہین اور کعب احبار اور زہری اور معمر سب اِسکا جزم کرتے ہین اور نسائی نے
باسناد صحیح بطریق عکرمہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے اور حاکم نے بھی اسکی تصحیح کی ہے
اُنھون نے فرمایا کیا تم تعجب کرتے ہو کہ خلت حضرت ابراہیمؑ کے لیے ہوا اور کلام حضرت موسیٰ
علیہ السلام کے لیے اور رویت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور طبرانی نے اوسط مین
بسند ثقات ابن عباسؓ سے ذکر کیا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
رب کو دو مرتبہ دیکھا ہے ایک مرتبہ بصر سے اور ایک مرتبہ قلب سے۔ اور خلال نے کتاب السنہ
مین مروزی سے نقل کیا ہے کہ مین نے امام احمدؒ سے کہا کہ لوگ کہتے ہین کہ حضرت عائشہؓ
فرماتی ہین کہ جو شخص زعم کرے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا
تو اُس نے اللہ تعالیٰ پر بڑا افترا کیا سو کون سی دلیل سے حضرت عائشہؓ
کے قول کا جواب دیا جاوے اُنھون نے فرمایا کہ خود نبی صلے اللہ علیہ وسلم
کے قول سے رأیت ربی یعنی مین نے اپنے رب کو دیکھا ہے (تو امام احمد کی روایت
سے یہ حدیث مرفوع بھی ثابت ہو گئی) اور کلام کرنا صحاح مین ان امور کے ساتھ وارد ہے

پانچ نمازین فرض کی گئین اور خواتیم سورۂ بقرہ عنایت ہوئین اور جو شخص آپ کی امت مین سے
اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیراوے اُسکے گناہ معاف کیے گئے (کذا
رواہ مسلم) اور یہ بھی وعدہ ہوا کہ جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرے اور اُسکو کرنے نہ پاوے
تو ایک نیکی لکھی جاوے گی اور اگر اُسکو کرلیا تو (کم از کم) دس حصے کرکے لکھی جاوے گی
اور جو شخص بدی کا ارادہ کرے پھر اُس کو نکرے تو وہ بالکل نہ لکھی جاوے گی اور
اگر اُس کو کرلے تو ایک ہی بدی لکھی جاوے گی (کذا رواہ مسلم) اور بیہقی نے ابو سعید خدری رضؓ
سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے اُسکا اختصار یہ ہے کہ آپ نے جناب باری تعالیٰ
مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت اور ملک عظیم اور موسیٰ علیہ السلام سے
ہم کلامی اور داؤد علیہ السلام کا ملک عظیم اور لوہے کا نرم ہونا اور پہاڑون کا
مسخر ہونا اور سلیمان علیہ السلام کا ملک عظیم اور انس وجن وشیاطین وہوا کا مسخر ہونا
اور بے نظیر ملک دینا اور عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل و توراۃ اور ابراء اکمہ وابرص واحیاء
موتی کا عطا ہونا اور اُنکا اور اُنکی والدہ کا شیطان سے پناہ دینا عرض کیا حق تعالیٰ
نے ارشاد فرمایا کہ مین نے تم کو حبیب بنایا اور سب لوگون کی طرف مبعوث کیا اور شرح صدر
و وضع وزر و رفع ذکر مرحمت فرمایا سو میرا جب ذکر ہوتا ہے تمھارا بھی ہوتا ہے اور تمھاری
امت کو خیر امت اور امت عادلہ بنایا اور اوّل بھی اور آخر بھی بنایا اور اُنکا کوئی خطبہ
درست نہین جب تک کہ وہ آپ کے عبد اور رسول ہونے کی شہادت نہ دین اور
تمھاری امت مین ایسے لوگ پیدا کیے جن کے سینے مین اُنکی کتاب رکھی اور تمکو پیدائش
(عالم نور) مین سب سے اوّل اور بعثت مین سب سے آخر اور قیامت کے روز فیصلہ مین
سب سے مقدم بنایا اور مین نے تمکو سبع مثانی اور خواتیم سورۂ بقرہ بلا شرکت دوسرے

انبیا کے اور کوثر اور اسلام اور ہجرت اور جہاد اور نماز اور صدقہ اور صوم رمضان اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر عطا فرمائے اور تمکو فاتح اور خاتم بنایا اسکی اسناد مین ابو جعفر ہین جنکو ابن کثیر نے ضعیف الحفظ کہا ہے **ف** بعض صحابہؓ کا نفی رویت کی کرنا اپنی رائے سے ہے جو مستنبط ہے بعض عمومات سے جیسے لاتدرکہ الابصار لیکن بعد اثبات بالنصوص کے ان عمومات کو محمول کیا جاوے گا نفی ادراک بمعنی معرفت کنہ واحاطہ پر[1] اور آپ کا یہ فرمانا کہ نور انی اراہ محمول اسپر ہے کہ نور جس درجہ مین مانع رویت ہوتا ہے وہ درجہ مرئی نہین ہوا اور آخرت مین یہ عادت مبدل ہوجاوے گی اور ایسا انکشاف ہوگا کہ اُس سے فوق استعداد بشری کے لیے متصور نہین اور مطلق رویت کی نفی کو مستلزم نہین - اور خواتیم سورۂ بقرہ وغیرہ کا نزول مدینہ مین ہونا اِس روایت کے منافی نہین کہ اسوقت اجمالاً وعدہ ہوا ہوگا پھر مدینہ مین نزول تفصیلاً عطا ہوگیا اور پانچ نمازون کے ملنے سے مراد یہ ہے کہ آخر مین پانچ رہ گئین اور ظاہرا یہ سب کلام مقام رویت مین ہوے ہین قرینہ اسکا یہ ہے کہ واقعۂ نوز دہم مین مقام صریف الاقلام کے بعد نمازونکا فرض ہونا ثابت ہوتا ہے اور مقام صریف الاقلام کے بعد ظاہرا یہی مقام کلام معلوم ہوتا ہے گو ممکن ہے کہ نماز کی فرضیت قبل از انتقال مقام صریف اقلام کے ہوئی ہو اور خود یہ امور جن کے ساتھ کلام واقع ہوا ظاہرا متحد الوقت ہین جب فرضیت صلوٰۃ کا یہ وقت ہے تو سب

---

[1] کذا قال النووی وما اورد علیہ فی فتح الباری بقول عائشۃؓ فی قول اللہ تعالیٰ ولقد رآہ نزلۃ اُخریٰ انہا سألت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن ذلک فقال انما ہو جبریل وفی روایۃ ابن مردویہ فقلت یارسول اللہ ہل رأیت ربک فقال لا انما رأیت جبرئیل منہبطا حیث حکت النفی عنہ صلے اللہ علیہ وسلم وقال وہو ای جزم النووی بان عائشۃ لم تنف الرؤیۃ بحدیث مرفوع ، عجیب فاقول ہذا الایراد عجیب لان النفی فی ہذا الحدیث المرفوع انما یتعلق بالرؤیۃ التی صنۃ المذکورۃ فی ہذہ الآیۃ لامطلق الرؤیۃ والکلام فی مطلقہا فافہم ۱۲ منہ

مکالمات کا یہی ہو گا واللہ اعلم اور یہ جو حدیثوں مین کعبؓ کا قول ہے ان اللہ قسم رؤیتہ وکلامہ بین محمد و موسیٰ (کذا رواہ الترمذی) اِس سے نفی کلام کی لازم نہین آتی کیونکہ مراد اِس سے عادت کلام کی ہے جو مرۃً بعد اُخریٰ ہو اور حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسا کلام خاص ایک ہی بار واقع ہوا چنانچہ اُسی حدیث مین کعبؓ کا قول ہے فکلّم موسیٰ مرتین ورآہ محمد مرتین اور یہ رؤیت مرتین جو فرمایا وظاہر یہی ہے جو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ایک بار دل سے دیکھا ایک بار بصر سے اور یہ جو حدیث مین حضرت جابرؓ کی نسبت آیا ہے کہ انکے قبل کسی سے مشافہۃً کلام نہین ہوا مراد اِس سے یہ ہے کہ ایسے درجہ کے آدمیون مین پس اس سے مکالمت نبویہ کی نفی نہین ہوئی اور یہ جو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ خلّت ابراہیم علیہ السلام کے لیے اور رویت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مراد اس سے بعض آثار خاصّہ خلت کے ہین تو اُنکے اختصاص با براہیم علیہ السلام سے انتفاء نفس خلّت کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لازم نہین آتا اور یہ جو ارشاد ہوا کہ نیکی کا ارادہ لکھا جاتا ہے اور بدی کا نہین لکھا جاتا مراد اس سے مرتبہ عزم کا نہین وہ تو خود ایک عمل ہے کہ بدی مین بھی لکھا جاویگا بلکہ مراد اس سے مرتبۂ تمنّیٰ ہے جبکہ ارادہ پختہ نہوا ہو لیکن نیکی کی تمنّیٰ کو زائل کرنے کا قصد نہ ہوا اور بدی کی تمنّیٰ کے ازالہ کا قصد ہو تو اس حالت مین نیکی لکھی جاوے گی اور بدی نہ لکھی جاوے گی۔ واقعہ بست و دوم واپسی فوق سمٰوات سے سمٰوات کی طرف۔ بخاری مین بعد سیر بیت المعمور اور پیش ہونے ظروف خمر و لبن و عسل کے (جس کا ذکر واقعہ ہشتدہم مین ہوا ہے) یہ ہے کہ پھر مجھپر ہر رات دن پچاس نمازین فرض ہوئین پھر مین واپس ہوا آپ فرماتے ہین کہ مین واپس ہوا اور موسیٰ علیہ السلام پر گذرا تو اُنھون نے پوچھا کہ آپ کو کیا حکم ہوا مین نے کہا کہ پچاس نمازونکا

رات دنمین حکم ہوا اُنھون نے فرمایا کہ آپ کی امت سے پچاس نمازین ہرگز رات دنمین نہ پڑھی جاوینگی واللہ مین آپ سے پہلے لوگون کا تجربہ کرچکا ہون اور بنی اسرائیل کو خوب بھگت چکا ہون اپنے رب کے پاس (یعنی اُس مقام کو جہان یہ حکم ہوا تھا) واپس جائیے اور اپنی امّت کے لیے تخفیف کی درخواست کیجیے مین واپس گیا سو اللہ تعالی نے دس نمازین کم کردین مین پھر موسیٰ علیہ السّلام کے پاس آیا اُنھون نے پھر اسی طرح کہا مین پھر لوٹا سو دس اور کم کردین مین پھر موسیٰ علیہ السّلام کے پاس آیا اُنھون نے پھر اسی طرح کہا مین پھر لوٹا سو دس اور کم کردین مین پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اُنھون نے پھر اُسی طرح کہا مین پھر لوٹا تو مجھکو ہر روز مین دس نمازونکا حکم ہوا مین پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اُنھون نے پھر اُسی طرح کہا مین پھر لوٹا سو ہر روز مین پانچ نمازونکا حکم رہ گیا موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ کی اُمت (یعنی سب اُمت) ہر دن مین پانچ نمازین بھی نہ پڑھ سکیگی اور مین آپکے قبل لوگونکا تجربہ کرچکا ہون اور بنی اسرائیل کو بھگت چکا ہون پھر اپنے رب کے پاس جائیے اور اپنے لیے اور تخفیف مانگیے آپ نے فرمایا مین نے اپنے رب سے بہت درخواست کی یہانتک کہ مین شرما گیا گو پھر بھی عرض کرنا ممکن تھا) لیکن اب راضی ہوتا ہون اور تسلیم کرتا ہون آپ فرماتے ہین جب وہان سے آگے بڑھا ایک پکارنیوالے نے (حق تعالی کی جانب سے) پکارا مین نے اپنا فرض جاری کردیا اور اپنے بندون سے تخفیف کردی۔ اور مسلم کی روایت مین پانچ پانچ کا کم ہوتا آیا ہے اور اُسکے اخیر مین یہ ہے کہ اے محمدؐ یہ پانچ نمازین ہین دن اور رات مین اور ہر نماز دس کی برابر ہے تو پچاس ہی ہوگئین۔ اور نسائی مین ہے کہ حق تعالے نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ مین نے جس روز آسمان وزمین پیدا کیا تھا آپ پر اور آپ کی امت پر پچاس نمازین فرض کی تھین سو آپ اور آپ کی امت اُسکی پابندی کیجیے۔ الخ

اُس حدیث مین موسیٰ علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے کہ بنی اسرائیل پر دو نمازین فرض ہوئی تھین مگر اُنسے نہو سکین اور اُسکے آخر مین یہ ہے کہ یہ پانچ ہین برابر پچاس کے سو آپ اور آپ کی امت اسکی پابندی کرین آپ فرماتے ہین کہ مین پہچان گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پختہ بات ہے جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اُنھون نے کہا پھر جایئے (اور تخفیف کرایئے) مگر مین پھر نہین گیا۔ اور شیخین کی روایت مین ہے کہ جب کم ہوتے ہوتے پانچ رہ گئین تو ارشاد ہوا کہ یہ پانچ ہین اور (ثواب مین) پچاس ہین میرے یہان بات نہین بدلی جاتی (یعنی پچاس کا اجر مقدر تھا اُسمین تبدیل اور کمی نہین ہوئی اور پچاس نمازونکا بدلنا ہی مقدر تھا اِسلیے اُسمین بھی تبدیل نہین ہوئی) کذا فی المشکوٰۃ **ف** فرضیت صلوٰۃ کے بعد واپس ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ فوراً واپسی ہوئی یعنی درمیان مین رویت و مکالمت وغیرہ ہو کر پھر واپسی ہوئی اور دس دس کم ہونیکے معنی یہ ہین کہ دو دو بار مین یہ دس کی کمی ہوئی پس پانچ پانچ کے کم ہونے کی روایت سے اسکو تعارض نہین۔ اور نسائی کی روایت سے اور مشکوٰۃ سے جو شیخین کی روایت نقل کی ہے اُس سے آپکے شرما جانے اور پھر درخواست نہ کرنے کی وجہ بھی معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا تھا کہ یہ پانچ ہین برابر پچاس کے اور میرے یہان بات نہین بدلتی اس سے آپ اشارہ اس عدد کے مطلوب و مرضی حق ہونیکا سمجھے گو اسمین تصریح نہین ہے کہ اس سے کمی ممکن نہین کیونکہ اُسکے معنی یہ تھے کہ موجودہ عدد جو پانچ کا ہے یہ بھی پچاس کے برابر ہے ثواب مین کمی نہین ہوئی اسمین اور کم ہونے کی نہ نفی ہے نہ کم کرانے کی نہی ہے اگر اور بھی کم ہوتی تو ثواب نہ گھٹتا اور وہ عدد پچاس کی برابر ہوجاتا اور پانچ کو جو برابر پچاس کے فرمایا تھا اُس سے یہ لازم نہین آیا تھا

کہ اِس سے کم عدد اُس فضیلت کو نہین پہونچ سکتا بلکہ اُسکے معنی صرف یہ تھے کہ یہ عدد
اُس سے کم فضیلت نہین رکھتا۔ **واقعہ بست وسوم** واپسی سموات سے زمین کی
طرف محمد بن اسحاق کہتے ہین کہ مجھکو اُم ہانی بنت ابی طالب سے جنکا نام ہند ہی معراج
نبوی کے متعلق یہ خبر پہونچی ہے کہ وہ کہتی تھین کہ آپ کو جب معراج ہوئی آپ میرے
گھر مین سوتے تھے آپ نے عشا کی نماز پڑھی پھر سو گئے اور ہم بھی سو گئے جب فجر کے قبل کا وقت ہوا ہمکو
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیدار کیا جب آپ صبح کی نماز پڑھ چکے اور ہم نے بھی
آپ کے ساتھ نماز پڑھی فرمایا اے اُم ہانی مین نے تم لوگون کے ساتھ عشا کی نماز پڑھی
جیسا تم نے دیکھا تھا پھر مین بیت المقدس پہونچا اور اُسمین نماز پڑھی پھر مین نے
اب صبح کی نماز تمھارے ساتھ پڑھی جیسا تم دیکھ رہی ہو پھر آپ باہر جانے کے لیے اُٹھے
مین نے آپ کی چادر کا گوشہ پکڑ لیا اور عرض کیا یا نبی اللہ لوگون سے یہ قصہ نہ کہیے
آپ کی تکذیب کرین گے اور آپ کو ایذا دین گے آپ نے فرمایا واللہ مین ضرور
اُنسے اسکو بیان کرونگا مین نے اپنی ایک حبشی لونڈی سے کہا کہ آپ کے پیچھے پیچھے جا
تاکہ جو آپ لوگون سے کہین اور لوگ آپ سے کہین اُسکو سُنے جب آپ باہر تشریف
لے گئے اُن کو خبر دی اُنھون نے تعجب کیا اور کہا اے محمدؐ اسکی کوئی نشانی ہے
(جس سے ہمکو یقین آوے) کیونکہ ہمنے ایسی بات کبھی نہین سُنی آپ نے فرمایا نشانی اِسکی
یہ ہے کہ مین فلان وادی مین فلان قبیلہ کے قافلہ پر گذرا تھا اور اُن کا ایک اونٹ
بھاگ گیا تھا اور مین نے اُنکو بتلا دیا تھا اُسوقت تو مین شام کو جا رہا تھا یعنی سفر
اسرا آغاز تھا پھر مین واپس آیا یہان تک کہ جب ضجنان مین فلان قبیلہ کے قافلہ پر
پہونچا مین نے لوگون کو سوتا ہوا پایا اور اُنکا ایک برتن تھا جسمین پانی تھا اور اُس کو

ڈھانک رکھا تھا مین نے ڈھکنا اُتار کر اُس مین کا پانی پیا پھر اُسی طرح بدستور ڈھانک دیا اور اُسکی یہ بھی نشانی ہے کہ اُنکا وہ قافلہ اب بیضاء سے ثنیۃ التنعیم کو آرہا ہے سب سے آگے ایک خاکستری رنگ کا اونٹ ہے اُس پر دو بوری لدے مین ایک کالا دوسرا دھاری دا لوگ ثنیۃ التنعیم کی طرف دوڑے سو اُس اونٹ سے پہلے کوئی اور اونٹ نہین ملا جیسا آپنے فرمایا تھا اور اُنسے برتن کا قصہ پوچھا اُنھون نے خبر دی کہ ہم نے پانی بھر کر ڈھانک دیا تھا سو ڈھکا ہوا تو ملا مگر اُسمین پانی نہ تھا اور اُن دوسرون سے بھی پوچھا (جنکا اونٹ بھاگتا بیان فرمایا تھا) اور یہ لوگ مکہ آچکے تھے اُنھون نے کہا واقعی صحیح فرمایا اُس وادی مین ہمارا اونٹ بھاگ گیا تھا ہم نے ایک شخص کی آواز سُنی جو اونٹ کی طرف ہمکو پکار رہا ہے یہان تک کہ ہم نے اونٹ کو پکڑ لیا (کذا فی سیرۃ ابن ہشام) اور بیہقی کی روایت مین ہے کہ آپسے نشانی کی درخواست کی تو آپنے اُن کو بدھ کے دن قافلہ کے آنے کی خبر دی جب وہ دن آیا تو وہ لوگ نہ آئے یہان تک کہ آفتاب غروب کے قریب پہونچ گیا آپنے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو آفتاب چھپنے سے رُک گیا یہان تک کہ وہ لوگ جیسا آپنے بیان فرمایا تھا آگئے **ف** اِن روایات سے چند امور ثابت ہوے اول عشا اور فجر کے درمیان درمیان سفر ذہاباً و ایاباً ختم ہو گیا اور عشا کی نماز گو اُسوقت فرض نہ تھی مگر آپ پڑھا کرتے ہونگے اور دوسرے مومنین بھی آپکے ساتھ پڑھ لیتے ہونگے اور فجر کی یہ نماز گو بعد معراج کے تھی مگر احادیث سے اول امامت جبرئیل علیہ السلام کی ظہر کے وقت ثابت ہوتی ہے تو غالباً اس فرضیت کی ابتدا اسوقت بہ ظہر ہو گی۔ اور بیت المقدس مین جو نماز پڑھی اُسکی نسبت بعض روایات مین

آیا ہے حانت الصلوٰۃ سو عشا کی نماز مراد لینا مشکل ہے کیونکہ عشا آپ پڑھ چکے تھے تو غالباً یہ تہجد کی نماز ہو گی کہ آپ پر وہ ایک زمانہ تک مثل فرائض کے مؤکد رہی اور اذان اسی تہجد کے لیے ہوئی ہو گی جیسا رمضان المبارک مین حضرت بلالؓ کی اذان اُسوقت مین وارد ہے۔ دوسرا امر یہ ثابت ہوا کہ معراج جسمانی تھی ورنہ لوگونکی تکذیب کی کیا وجہ اور اُس تکذیب مین آپکے اس جواب نہ دینے کی کیا وجہ کہ وہ جسمانی نہین ہے بلکہ روحانی ومنامی ہے جسمین مستبعد سے مستبعد امر کا دعویٰ بھی مقبولیت کی گنجایش رکھتا ہے، تیسرا امر سیرۃ ابن ہشام مین جن قافلون کا ذکر ہے ظاہرا وہ دونون الگ الگ ہین اور بیہقی کی روایت مین جنکا ذکر ہے کہ وہ آئے نہ تھے یہ الگ معلوم ہوتا ہے کیونکہ اُن دونون مین سے ایک تو مکہ آپہونچا تھا اور دوسرا تنعیم کو آتا ہوا ملا اور اس تیسری کی نسبت شام تک نہ آنا اور حبس شمس ہونا مذکور ہے جس سے ظاہراً اسکا متغائر ہونا معلوم ہوتا ہے اور مواہب مین بلا سند دونون قصے یعنی اونٹ کے بھاگنے اور خاکستری اونٹ کے پیشرو ہونے کے ایک ہی قافلہ کی طرف منسوب کیے ہین تو غالباً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تینون قافلے ایک ہی قافلہ کے ٹکڑے ہین یہ دو قصے دو جماعتون مین ہوے اور تیسرا قصہ وقت پر نہ آنے کا اور حبس شمس کا تیسری جماعت سے ہوا اور چونکہ یہ سب ایک ہی مجمع کے آحاد ہین اسلیے دو قصونکو ایک ہی قافلہ کی طرف منسوب کرنا بھی صحیح ہو سکتا ہے اور حبس شمس مین کوئی اشکال عقلی نہین ہے۔ اس لیے یہ وجہ انکار کی نہین ہو سکتی ہے اور عام چرچا اسکا اِسلیے نہ ہوا ہو کہ تھوڑی دیر کے لیے ایسا ہوا ہو اور کسی نے التفات نہ کیا ہو اور یہ امر باوجود تلاش کے مجھکو نہ ملا کہ واپسی آپ کی بُراق پر ہوئی تھی یا کس طرح اگر کسی کو پتہ لگ جاوے اس مقام پر حاشیہ کا نشان بنا کر اُس مین ملحق کر دے

واقعہ بست و چہارم معاملۂ مخاطبین بعد استماع قصہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو شباشب مسجد اقصیٰ کی طرف لیجایا گیا (اسمین آگے کی نفی نہین) تو صبح کو لوگون سے تذکرہ فرمایا بعضے لوگ جو مسلمان ہوے تھے مرتد ہوگئے اور بعضے مشرکین حضرت ابوبکرؓ کے پاس دوڑے گئے اور کہا کہ اپنے دوست کی بھی کچھ خبر ہے یون کہتے ہین کہ مجھکو رات ہی رات بیت المقدس مین لے جایا گیا حضرت ابوبکرؓ نے کہا کیا وہ ایسا کہتے ہین لوگون نے کہا ہان اُنھون نے فرمایا کہ اگر وہ کہتے ہین تو ٹھیک کہتے ہین لوگ کہنے لگے کیا تم اس امر مین اُنکی تصدیق کرتے ہو کہ بیت المقدس گئے اور صبح سے پہلے چلے آئے (حالانکہ وہ کسقدر دور ہے۔) اُنھون نے فرمایا ہان مین تو اس سے زیادہ بعید امر مین اُنکی تصدیق کرتا ہون یعنی آسمان کی خبر کے بارہ مین جو اُنکے پاس صبح یا شام کو آتی ہے (جو کہ شب سے مقدار مین کم ہے) اُنکی تصدیق کرلیتا ہون اسی لیے اُنکا نام صدیق رکھا گیا۔ روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور ابن اسحٰق نے **ف** اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ معراج بیداری مین جسم کے ساتھ ہوئی ورنہ اگر آپ منام کا دعویٰ فرماتے تو وہ ایسا امر مستبعد نہ تھا کہ بعضے لوگ مرتد ہوجاتے۔ **واقعہ بست و پنجم**[۲۵] مطالبۂ حجت از کفار و اقامتش از سید الابرار علیہ صلوٰۃ اللہ العزیز الغفار حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے اپنے کو حطیم مین دیکھا کہ قریش مجھ سے میرے سفر معراج کے متعلق پوچھتے تھے سو اُنھون نے مجھ سے بیت المقدس کی کئی باتین پوچھین کہ جن کو مین نے (بوجہ ضرورت نہ سمجھنے کے) ضبط نہ کیا تھا سو مجھکو اسقدر گھٹن ہوئی کہ ایسا کبھی نہ ہوا تھا پس اللہ تعالےٰ نے

اُسکو میرے لیے ظاہر کردیا کہ میں اُسکو دیکھتا تھا اور وہ جو جو مجھ سے پوچھتے تھے
میں اُنکو بتلاتا جاتا تھا روایت کیا اسکو مسلم نے (کذا فی المشکوٰۃ) اور احمد اور
بزار نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ مسجد لائی گئی اور میں اُسکو دیکھ رہا
تھا یہاں تک کہ عقیل کے گھر کے پاس لاکر رکھی گئی اور آپنے سب بیان فرمایا اور
میں اُسکو دیکھ رہا تھا اور ابن سعدؒ نے اُم ہانی سے روایت کیا ہے کہ بیت المقدس
میرے لیے متخیل (و متمثل) کیا گیا اور میں اُن لوگوں کو اُسکے نشان تبلا رہا تھا۔ اور اُم ہانی
کی اسی حدیث میں ہے کہ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ مسجد کے کے دروازے ہیں آپ
فرماتے ہیں کہ میں نے اُنکو (بوجہ غیر ضروری ہونے کے) گنا نہ تھا آپ فرماتے ہیں کہ
بس میں اُسکو دیکھتا جاتا تھا اور ایک ایک دروازہ شمار کرتا جاتا تھا اور ابو یعلی کی
روایت میں ہے کہ یہ پوچھنے والا مطعم بن عدی والد جبیر بن مطعم کا تھا ف اِس سے
بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سفر بیداری میں مع الجسم ہوا ہے ورنہ یہ اعتراض متوجہ ہی نہوتا
اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے آپ سے بیت المقدس کے متعلق سوال
کیا کہ آپ بیان فرمایے کیونکہ میں نے اُسکو دیکھا ہے آپ بیان فرماتے تھے اور ابو بکرؓ
تصدیق کرتے جاتے تھے آپ نے فرمایا اے ابو بکر تم صدیق ہو (کذا فی سیرۃ ابن ہشام)
تو اسمیں کچھ تعارض نہیں کیونکہ آپ کا پوچھنا شک و امتحان کے لیے نہ تھا بلکہ اس لیے
تھا کہ کفار سُن لیں اور کفار کو حضرت ابو بکرؓ پر اس امر میں اعتماد تھا کہ بیت المقدس کو
دیکھے ہوے ہیں اور یہ بھی اطمینان تھا کہ یہ محسوسات میں خلاف واقع کی تصدیق
نہ کرینگے اور کفار کا دریافت کرنا تو اُسی مجلس میں ہو پھر یا دی خواہ وہ ہوں حضرت
ابو بکرؓ ہوں اور دوسرا ہو یہ سوال کا ہو گو قصہ ہر ایک کا مختلف ہوا اور یا دو مجلس میں ہو

اور بیت المقدس کا اپنی جگہ پر رہکر ظاہر ہونا یا دار عقیل کے پاس آکر رکھا جانا یا اُسکی مثال کا منکشف ہونا انمین جمع کی صورت سہل یہ معلوم ہوتی ہے کہ اُسکی مثال منکشف ہوئی اور وہ دار عقیل کے پاس نمایان ہوئی جیسا نسائی کی حدیث مین آپکے سامنے دوزخ جنت کا متمثل ہونا آیا ہے اور بغایۃ تشابہ کی وجہ سے اُسکو بیت المقدس کا منکشف ہونا فرمایا گیا اب یہ اشکال بھی نہ رہا کہ اگر بیت المقدس یہان آتا تو اپنی جگہ سے اُتنی دیر غائب رہتا اور ایسا امر عجیب تاریخ مین منقول ہوتا۔ وہذا آخر ما اردت ایرادہ فی ہذا الخبر ومضی اللیل وبدا السحر وصلے اللہ تعالیٰ علےٰ ہذا النبی خیر الخلائق والبشر وعلےٰ آلہ واصحابہ مصابیح الغرر۔

فوائد متعلقہ واقعہ معراج

چونکہ یہ واقعہ[1] نہایت مہتم بالشان ہے اسلیے برخلاف دوسرے فصول کے اُکے اُنکے فوائد متعلقہ کو حواشی مین لکھا گیا جیسا کہ مقدمۂ رسالہ مین مذکور ہے[2] اسکے بعض فوائد

---

[1] اور تین قصے روایات معراج مین اور آئے ہین ایک یہ کہ آپ نے ایک قوم کو دیکھا کہ تانبے کے ناخنون سے اپنا مُنھ نوچتے ہین پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ غیبت کرنے والے ہین۔ اور دوسرے یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی معرفت آپ کی امت کو سلام فرما کر بھیجا۔ تیسرے یہ کہ ملائکہ نے عرض کیا کہ اپنی امت کو پچھنے لگانے کا معالجہ کے لیے مشورہ دیجیے اسوقت مجکو یہ حدیثین نہین ملین جب کو ملجا وین حاشیہ مین ملحق کردین ۱۲ منہ

[2] اگر یہ فصل کبھی الگ چھپے تو بعد سُرخی فوائد متعلقہ واقعہ معراج یہ عبارت کافی ہے چونکہ یہ واقعہ نہایت مہتم بالشان ہے اس لیے اس کے بعض فوائد متعلقہ کو بھی اس کے بعد لکھنا مناسب معلوم ہوا مگر اختصار کے ساتھ اور یہ فوائد دو قسم کے ہین ایک فوائد حکمیہ بضم الحاء جس کا حاصل احکام علمیہ ہین اور دوسرے فوائد حکمیہ بکسر الحاء جس کا حاصل تحقیقات علمیہ ہین اسکے بعد سُرخی قسم اول الخ سے لکھا جاوے ۱۲ منہ

کو بھی اسکے بعد متن ہی مین لکھنا مستحسن معلوم ہوا مگر اختصار کے ساتھ اور یہ دو قسم کے ہین ایک فوائد حکمیہ بفتح الحا جس کا لقب مقدمہ مین باب الانوار تجویز کیا گیا تھا۔ دوسرے فوائد حکمیہ بکسر الحا جس کا لقب مقدمہ مین باب الاسرار تجویز ہوا تھا۔ قسم اول علمیات ہین قسم ثانی عملیات ہین۔

قسم اوّل فوائد حکمیہ بالفتح

نمبر۱۔ احادیث اسرا مین مذکور ہے کہ آپ کا سینہ مبارک شق کیا گیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرد کو مرد کے سینہ کی طرف دیکھنا درست ہے اور گو فرشتے ذکورۃ و انوثۃ سے منزہ ہین مگر اطلاقات شرعیہ مین انکا ذکر بصیغ ذکور آیا ہی اسلیے یہ استنباط صحیح ہوگیا نمبر۲۔ اور اسمین یہ ہے کہ بیت المقدس پہونچکر براق کو حلقہ سے باندھ دیا گیا اس سے احتیاط فی الامور و مباشرت اسباب کا منافی توکل نہونا ثابت ہوتا ہے جبکہ اعتماد حق تعالیٰ پر ہو۔ نمبر۳۔ اور اُس مین یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام سے جب آسمان کے دروازہ پر پوچھا گیا کہ کون ہے تو جبرئیل علیہ السلام نے جواب مین اپنا نام بتلایا کہ جبرئیل یون نہین کہا کہ مین اس سے معلوم ہوا کہ ایسے پوچھنے والے کے جواب مین ادب یہی ہے کہ نام لے کیونکہ صرف مین کہنا اکثر اوقات معرفت کے لیے کافی نہین ہوتا ایک حدیث مین اسپر انکار بھی آیا ہے۔ نمبر۴۔ اور اسی سے استیذان کا مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ کسی کے گھر مین گو وہ مردانہ ہی ہو بلا اذن داخل ہونا نہ چاہیے۔ نمبر۵۔ اُس مین یہ بھی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت المعمور سے کمر لگائے بیٹھے تھے اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ قبلہ سے کمر لگانا اور

قبلہ کی طرف پشت پھیر کر بیٹھنا جائز ہے اگرچہ ہمارے لیے ادب یہی ہے کہ بلا ضرورت ایسا نہ کریں۔ نمبر ۶۔ اور انہیں میں سے یہ بھی ہے کہ آدم علیہ السلام داہنی طرف دیکھکر ہنستے تھے اور بائیں طرف دیکھکر روتے تھے اس سے شفقت والد کی اولاد پر ثابت ہوتی ہے کہ اُس کی خوش حالی پر مسرور ہو اور بدحالی پر مغموم ہو۔ نمبر ۷۔ اور انہیں یہ بھی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ کہکر روئے کہ انکی امت کے لوگ جنت میں میری امت کے لوگوں سے زیادہ جاویں گے چونکہ یہ رونا اپنی امت پر حزن و حسرت اور ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی کثرت تابعین پر غبطہ کے طور پر تھا اِس سے یہ ثابت ہوا کہ امر خیر میں غبطہ محمود ہے اور غبطہ اُس کو کہتے ہیں کہ دوسرے کی نعمت دیکھکر یہ تمنا کرے کہ میرے پاس بھی یہ نعمت ہوتی اور دوسرے کے پاس سے زوال نعمت کی تمنا نہ کرے ورنہ یہ حسد ہے اور حرام ہے۔ یہ فوائد نووی شارح مسلم نے لکھے ہیں اور اِنکے علاوہ کچھ اور فوائد بھی جو خیال میں آئے لکھے جاتے ہیں۔ نمبر ۸۔ اُن میں یہ بھی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے آپ کی رکاب پکڑی اور میکائیل علیہ السلام نے لگام تھامی اِس سے یہ ثابت ہوا کہ راکب اگر کسی مصلحت سے اپنے خدم سے ایسا کام لے یا کوئی محب محض اکرام و محبت سے ایسا کرے تو اُسکو گوارا کر لینا جائز ہے البتہ براے کبر نہ ہو۔ نمبر ۹۔ اُنہیں یہ بھی ہے کہ آپ نے راہ میں بعض مقامات متبرکہ میں نماز پڑھی اس سے معلوم ہوا کہ مقامات شریفہ میں نماز پڑھنا موجب برکت ہے بشرطیکہ اُس مقام سے کسی مخلوق کی تعظیم مقصود نہو خوب سمجھ لو نازک بات ہے۔ نمبر ۱۰۔ اور اُنہیں یہ بھی ہے کہ راہ میں آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام نے سلام کیا

جیسا کہ واقعۂ ششم مین مذکور ہوا اس سے معلوم ہوا کہ اگر راکب و راجل کسی جالس و راجل کو نہ دیکھنے کی وجہ سے سلام نہ کر سکے تو اُسکے لیے افضل ہے کہ راکب دعا بر کو سلام کرے۔ نمبر ۱۱۔ اور اُن مین یہ بھی ہے کہ آپ نے بعض اعمال پر لوگونکو جزا ملتی ہوے اور بعض کو سزا ملتے ہوے دیکھا اس سے اُن اعمال خیر و شر کا قابل ارتکاب یا اجتناب ہونا ثابت ہوا جیسا کہ ظاہر ہے نمبر ۱۲۔ اُن مین یہ بھی ہے کہ آپ نے بیت المقدس مین داخل ہو کر نماز پڑھی اس سے تحیۃ المسجد کا مسنون ہونا ثابت ہوا۔ نمبر ۱۳۔ اُن مین یہ بھی ہے کہ بیت المقدس مین آپ امام بنائے گئے اس سے ثابت ہوا کہ امامت افضل القوم کی افضل ہے۔ نمبر ۱۴۔ اور اُن مین یہ بھی ہے کہ تمام انبیا علیہم السلام نے بیت المقدس مین اپنے فضائل کا خطبہ پڑھا اس سے ثابت ہوا کہ اگر حق تعالی کی نعمتون کو بطور شکر و تحدث بالنعمۃ کے ظاہر کرے تو محمود ہے۔ نمبر ۱۵۔ اور اُنمین یہ بھی ہے کہ آپ کو پیاس لگی تو کئی قسم کے مشروبات آپ کے سامنے حاضر کیے گئے اس سے ثابت ہوا کہ توسع مآکل و مشارب مین خصوص ضیف کے لیے جائز ہے۔ نمبر ۱۶۔ اور اگر اس پیشی کی غرض پر نظر کی جاوے کہ امتحان تھا تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ دین مین امتحان لینا جائز ہے۔ نمبر ۱۷۔ اور اُن مین یہ بھی ہے کہ فرشتے آپ کو دونون طرف گھیرے ہوے تھے جیسا واقعۂ دہم مین ہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر اکرام کے لیے خادم دونون طرف گھیرے ہون تو مذموم نہین۔ نمبر ۱۸۔ اور اُنمین یہ بھی ہے کہ آپ جب آسمانون پر پہونچے تو فرشتون نے اور انبیاء علیہم السلام نے آپ کو مرحبا کہا اس سے معلوم ہوا کہ ضیف کا اکرام اور اظہار فرحت اُسکے آنے پر مطلوب ہے۔ نمبر ۱۹۔ اور اُن مین یہ بھی ہے کہ آپ نے آسمانون مین خود انبیاء

علیہم السلام کو سلام کیا اس سے معلوم ہوا کہ آنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے اگرچہ آنے والا افضل ہو۔ نمبر ۲۰- اور انمین یہ بھی ہے کہ آپ نے دوسرے انبیاء علیہم السلام کے فضائل ذکر کر کے اپنے لیے دعا فرمائی اس سے مقام قرب مین پہونچکر بھی دعا کی فضیلت معلوم ہوئی۔ نمبر ۲۱- اُن مین یہ بھی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ کو مشورہ دیا کہ تخفیف عدد صلوٰۃ کی درخواست کیجیے اس سے معلوم ہوا کہ نیک مشورہ دینا اور خیر خواہی کرنا امر مطلوب ہے گو جسکو مشورہ دیا جاوے وہ اپنے سے رتبہ مین بڑا ہی ہو۔ نمبر ۲۲- اُن مین یہ بھی ہے کہ آپ نے تخفیف صلوٰۃ کی درخواست کی اس سے معلوم ہوا کہ مفید مشورہ کو قبول کر لینا محمود ہے نمبر ۲۳- اُن مین یہ بھی ہے کہ حضرت اُم ہانی نے آپ سے عرض کیا کہ اس قصہ کو لوگون سے نہ فرمائیے جیسا کہ واقعہ ۲۳ مین مذکور ہے اس سے معلوم ہوا کہ جس بات کے اظہار سے فتنہ ہوتا ہو اُسکو ظاہر نہ کیا جاوے کیونکہ مبنی ان کے مشورہ کا یہی اصل ہے۔ نمبر ۲۴- پھر آپ کے جواب سے معلوم ہوا کہ اُس اصل مین تفصیل ہے یعنی جو امر دین مین ضروری نہ ہو اُس کو ظاہر نہ کیا جاوے اور ضروری مین فتنہ کی کچھ پروا نہ کی جاوے نمبر ۲۵ اُن مین یہ بھی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے حالات پوچھے جس سے غرض یہ تھی کہ میری تصدیق کرنے سے کفار وثوق کرینگے جیسا کہ واقعہ ۲۰ مین مذکور ہوا اس سے معلوم ہوا کہ مکالمت اہل حق و اہل باطل کے وقت تائید حق کے لیے گفتگو مین ظاہراً مخالف کا طرفدار بن جانا بھی جائز ہے یہ کل پچیس ہوے مطابق عدد واقعات کے واللہ اعلم۔ قسیم ثانی فوائد حکمیہ بالکسر اور یہ بھی پچیس ہین پندرہ تنبیہ کے عنوان سے پانچ تحقیق کے عنوان سے اور

باب پنجم دفع اشکال کے عنوان سے چنانچہ آتا ہے اور قسم ثانی بصورت تفسیر آیت اسراء لکھی جاتی ہے جس کو اپنی تفسیر بیان القرآن سے نقل کردیا ہے وہو ہذا۔

تفسیر آیۃ الاسراء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من اٰیاتنا انہ ھو السمیع البصیر ۝ وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندہ (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کو شب کے وقت مسجد حرام (یعنی مسجد کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گرداگرد (کہ ملک شام ہے) ہم نے (دینی و دنیوی) برکتیں کر رکھی ہیں) دینی برکت یہ ہے کہ وہاں بکثرت انبیاء مدفون ہیں دنیوی برکت یہ کہ وہاں اشجار و انہار و پیداوار کی کثرت ہے غرض اُس مسجد اقصیٰ تک عجیب طور پر اسواسطے) لے گیا تاکہ ہم اُن (بندہ) کو اپنی کچھ عجائبات قدرت دکھلاویں (جنمیں بعض تو خود وہاں کے متعلق ہیں مثلاً اتنی بڑی مسافت مدت قصیرہ میں طے کرنا سب انبیاء علیہم السلام کو دیکھنا اُنکی باتیں سُننا وغیر ذلک اور بعض آگے کے متعلق ہیں مثلاً آسمانوں پر جانا اور عجائبات کثیرہ دیکھنا) بیشک اللہ تعالیٰ بڑے سُننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں (چونکہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو سُنتے احوال کو دیکھتے تھے اسلیے اُن کو اسطرح مکرم و مقرب بنایا) ف اِس مقام پر چند تنبیہات اور چند تحقیقات اور چند دفع اشکالات ہیں تنبیہ اول سبحان تنزیہ و تعجیب کے لیے

مستعمل ہے چونکہ یہ لے جانا عجیب تھا اور عجیب ہونے کی وجہ سے قدرت عظیمہ پر
دال ہے اسلیے اِس سے شروع کرنا مناسب ہوا اور اسی لیے احقر نے ترجمہ مین
لفظ عجیب طور پر کو ظاہر کر دیا اور یہ جانا بُراق پر تھا جیسا صحاح مین ہے جسکی
برق رفتاری بھی عجیب تھی۔ تنبیہ دُوم اِس مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لیجانے کو
اسراء کہتے ہین اور آگے آسمانون پر جانے کو معراج کہتے ہین اور گاہے دونون
لفظ مجموعہ پر اطلاق کیے جاتے ہین۔ تنبیہ سوم یہان بعبدہٖ کہنے سے دو فائدے
ہین ایک تو اظہار آپکے قرب وقبول کا دوسرے اِس عجیب معجزہ کی وجہ سے کوئی
آپ پر الوہیت کا شبہہ نکر سکے تنبیہ چہارم ہرچند کہ اسرار رات ہی کے چلنے
کو کہتے ہین لیکن لیلاً کی تصریح اِسلیے ہے تاکہ باعتبار عرف ومحاورات کے تبعیض پر
دال ہو اور زیادہ دلالت کرے قدرت پر کہ تھوڑی ہی رات مین اتنا دراز کام
کر لیا گیا اور دلالت علی التبعیض کی تصریح عبدالقاہر سے اور اُسکی توجیہ سیبویہ اور
ابن مالک سے صاحب روح نے اس طرح نقل کی ہے اللیل والنہار اذا عرفا کانا معیارًا
للتعمیم وظرفًا ممدودًا بخلاف المنکر فلما عدل عن تعریفہ علم انہ لم یقصد استغراق السری
تنبیہ پنجم مسجد حرام کا اطلاق گاہے مطلق حرم پر بھی آتا ہے اور یہان دونون
معنی صحیح ہو سکتے ہین کیونکہ بعض حدیثون مین آیا ہے کہ آپ اُسوقت حطیم مین
تشریف رکھتے تھے اور بعض مین آیا ہے کہ اُم ہانی کے گھر مین تھے پس آیت کو
دونون پر محمول کر سکتے ہین اور وجہ تطبیق دونون حدیثون مین بہت سہل ہے کیونکہ
اُم ہانی کے گھر سے حطیم مین آجانا اور وہان سے آگے جانا کوئی امر مستبعد نہین ۔
تنبیہ ششم مسجد اقصیٰ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اقصیٰ کے معنی عربی مین بہت دور

چونکہ وہ مسجد مکہ سے بہت دور ہے اِسلیے اقصیٰ کہا گیا تنبیہ مفتم ہر چند کہ عجائبات کا
مشاہدہ بدون آپکے لیجائے ہوئے بھی ممکن تھا لیکن اسمین اور اسی طرح رکوب مین اور
زیادہ اکرام واظہار شان ہے اِسلیے آپ کو اسطرح لے گئے تنبیہ ہشتم رات کی تخصیص
مین یہ حکمت لکھی ہے کہ عادۃً وہ وقت خلوت کا ہے اُس مین بلانا دلیل ہے زیادت
اختصاص کی تنبیہ نہم یہان مسجد اقصیٰ سے مراد صرف اُس مسجد کی زمین ہے کہ حقیقت
مین مسجد اصالۃً زمین ہی ہوتی ہے اور عمارت تو تبعاً مسجد ہوتی ہے وجہ اس مراد لینے کی
یہ ہے کہ یہ امر تاریخ سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ کے درمیان مین اُسکی عمارت منہدم کردی گئی تھی چنانچہ عنقریب تفسیر آیات
وقضینا الی بنی اسرائیل مین مذکور ہوگا اِسلیے ظاہراً اسپر شبہہ ہوتا ہے کہ مسجد اقصیٰ کا
جب اُسوقت وجود ہی نہ تھا پھر وہان تک لیجانے کے کیا معنی پس اس مراد کے
تعیین سے وہ شبہہ جاتا رہا اور اگر اُس حدیث پر شبہہ ہو کہ کفار معترضین نے آپسے
بیت المقدس کی ہیئت وکیفیت دریافت کی تھی اِس کے کیا معنی تو اِس کا
جواب یہ ہے کہ اوّل تو منہدم عمارت کی ہیئت وکیفیت دریافت کرنا بھی ممکن ہے
علاوہ اِس کے اُس زمین کے قرب مین لوگون نے کچھ عمارتین بنام نہاد
بیت المقدس کے بنائی تھین اُس سے بھی سوال ممکن ہے تنبیہ دہم
الذی بارکنا بطور مدح کے بڑھایا ہے اور اِس سے خود
اُس مسجد کا مبارک ہونا بدرجہ اَولےٰ مفہوم ہوگیا کیونکہ جب اُسکے آس پاس
باوجود مسجد نہ ہونے کے برکت ہے تو خود اُس مین تو ضرور برکت ہوگی کیونکہ
آس پاس دو قسم کی برکتین ہین ایک دنیوی سو اُس سے تو دینی برکت

ضرور زیادہ ہے اور دوسری دینی کہ مدفن انبیاؑ ہے سو دفن ہونا صرف تلبس جسم کا ہے
اور قبلہ ہونا جیسا کہ اکثر انبیا علیہم السّلام کا وہ قبلہ رہا ہے تلبس روح کا ہے اور یہ
زیادہ موجب برکت ہوگا خصوص جبکہ وہاں ہی رہکر عبادت کریں کہ جسم کا تلبس
بھی ہوجاوے گا کیونکہ وہ قبلہ ہونے کے ساتھ اکثر انبیاؑ کا مسجد اور محل عبادت بھی
رہا ہے پس اس طرح خود اُس مسجد کے مبارک تر ہونے پر دلالت ہوگئی پس بعض کتب
مین جو لکھا ہے کہ موضع جسد شریف رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم عرش سے بھی افضل ہے
اسکا فضیلت جزئی پر محمول کرنا مناسب ہے واللہ اعلم تنبیہ یازدھم لنریہ من آیاتنا
مین آیات کا اطلاق جو کہ عرفاً اعظم اور کمال پر دال ہوتا ہے اور آیات سماویہ
خصوصاً جبکہ آسمانون پر انبیاؑ بھی تھے جیسا احادیث معراج مین ہے آیات ارضیہ سے
اعظم اور اکمل ہین اِس طرح یہ اطلاق مشیر ہے کہ مسجد اقصیٰ سے آگے بھی آپ کو لے گئے
اسی لیے روح المعانی مین یون تفسیر کی ہے لنریہ من آیاتنا ای لنرفعہ الی السماء
حتی یری ما یری من العجائب مگر تصریح نہ کرنے مین شاید یہ نکتہ ہو کہ وہ اور
زیادہ عجیب ہے اور انکار اُسکا قریب ہے اور نص قطعی کا اُنکار کفر ہے پس تصریح نہ کرنا
رحمت ہے ضعفا کے ساتھ تنبیہ دوازدھم مِن کا تبعیضیہ لینا اس وجہ سے
ہے کہ واقع مین ایسا ہی ہوا تھا چنانچہ صحاح مین ہے کہ اسمع صریف الاقلام
کہ قلم کے چلنے کی آواز آتی تھی اور ظاہراً اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ قلم نہین
دیکھے وعلی ہذا۔ تنبیہ سیزدھم اسرا مین ضمیر غائب کی ہے اس سے شروع کیا گیا
اور انہ ھو السمیع یہ کہ اُسمین بھی ضمیر غائب کی ہے ختم کیا گیا اور درمیان مین ضمیر
متکلم کہ دال تعظیم پر بھی ہے لائی گئی اسمین یہ نکات ہین اوّل تجدید کلام

و تنشیط سامع دوم برکات اور آیات و رارادت کا عظیم ہونا سوم اسریٰ کے بعد قرب کے زیادہ ہونے کی طرف اشارہ اور قرب کے وقت اصل تکلم ہے تنبیہ چہارم انہ ھو السمیع البصیر کو بڑھانے کا فائدہ علاوہ فائدہ مذکورہ فی المتن کے ایک یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مکذبین کو وعید ہے کہ ہم تمہاری تکذیب و مخالفت کو دیکھتے سنتے ہیں خوب سزا دینگے تنبیہ پانزدہم لنریہ من ایاتنا کے بعد اس کا بڑھانا مشیر اس طرف ہے کہ گو رویت عجائبات کی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو ہوئی مگر علم میں ہمارے برابر نہیں ہو گئے کیونکہ اُن کو تو ہم نے دکھلایا اور ہم بالذات سمیع بصیر ہیں دوسرے اُنھوں نے بعض آیات کو دیکھا اور ہم علی الاطلاق سمیع بصیر ہیں۔ تحقیقات تحقیق اول یہاں مسجد اقصیٰ تک جانا مذکور ہے اندر جانا احادیث میں مصرح ہے کہ آپ اندر تشریف لے گئے اور انبیا علیہم السلام سے ملے اور آپ نماز میں اُنکے امام بنے تحقیق دوم آگے آسمانوں کی طرف جانا اس آیت میں مصرح نہیں ہے گو اُسکی طرف اشارہ ہے اور اس سے زیادہ صراحت کے قریب اشارہ سورۂ والنجم میں ہے ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ عند سدرۃ المنتہیٰ یعنی آپ نے جبرئیل علیہ السلام کو دوسری بار سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا ہے اور پہلی بار کا دیکھنا اسکے قبل وھو بالافق الاعلیٰ میں مذکور ہوا ہے سو اس سے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ آپ سدرۃ المنتہیٰ تک پہونچے تھے کیونکہ عند متعلق راٰی کے ہے پس رویت عند السدرہ سے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ رائی اور مرئی دونوں سدرہ کے پاس ہوں گے پھر حدیثوں میں تو اسکی اسقدر تصریح ہے کہ مجال انکار ہی نہیں تحقیق سوم جمہور اہل سنت وجماعت کا

مذہب یہ ہے کہ معراج بیداری مین جسد کے ساتھ ہوئی اور دلیل اسکی اجماع ہے اور مستند اس اجماع کا یہ امور ہوسکتے ہین **اول** حق تعالیٰ نے جس اہتمام سے قصّۂ اسراء کو بیان فرمایا ہے اُس سے اس کا غایت عجیب ہونا معلوم ہوتا ہے اگر یہ نوم مین یا روحانی طور پر ہوتی تو یہ کوئی عجیب بات نہین ہے۔ **دُوسری** بِعَبْدِہٖ سے ظاہراً یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ حقیقی اور متبادر معنی جاءنی عبد فلان کے یہی ہین کہ وہ بیداری مین دھڑ اور جان سمیت آیا پس عبد کا مصداق مجموعہ روح وجسد اور اُس محل کا صدور مقید بالیقظہ ہوتا ہے الا ان یصح علی خلاف ذلک **تیسری** اگر یہ خواب کی حالت مین یا روحانی طور پر ہوتی تو جسوقت کُفّار نے تکذیب کی تھی یا بیت المقدس اور اپنے قافلہ کے حالات پوچھے تھے جیسا کہ حدیثون مین آیا ہے بعضہا فی الصحاح وبعضہا رواہ البیہقی وغیرہ کما فی الدر المنثور تو آپ اُسوقت بہت سہولت سے جواب دیتے کہ مین بیداری مین اسکے ہونے کا کب مدعی ہون جو تم ایسی باتین کرتے ہو اور بیت المقدس کی ہیئت وکیفیت بیان کرنے کے متعلق فکر مین نہ پڑتے جیسا حدیثون مین ہے کہ آپ کو فکر ہوئی حق تعالیٰ نے منکشف کردیا اور آپ نے بتلادیا رواہ مسلم اور بعض کو آیت وما جعلنا الرؤیا الخ سے شبہہ ہوا ہے سو اول تو وہان احتمال ہے کہ واقعۂ بدر یا عمرۂ مکہ کا خواب مراد ہو جیسا بعض مفسرین اس طرف گئے ہین جنکا ذکر اجمالاً اِذْ یُرِیْکَھُمُ اللہُ فِیْ مَنَامِكَ اور لَقَدْ صَدَقَ اللہُ رَسُوْلَہُ الرُّءْیَا مین آیا ہے اور اگر واقعہ معراج ہی مراد ہو تو رؤیا بمعنی رویت ہے کیونکہ رأی کے دونون مصدر ہین مثل قربیٰ اور قرابت کے یا بقول بعض شب سے رویت کو رؤیا کہتے ہین گو بیداری مین ہو یا تشبیہاً رؤیا کہدیا ہوا اور وجہ تشبیہ کی یا عجائب کا دیکھنا ہے

اور یا شب کے وقت واقع ہونا کذا فی روح المعانی اور بعض کو شریک کی حدیث سے جسکے آخر مین ثم استیقظت ہے شبہہ پڑگیا ہے سو چونکہ شریک محدثین کے نزدیک حافظ حدیث نہین اور دوسرے حفّاظ کے خلاف کیا اسلیے وہ زیادت غیر مقبول ہے کذا فی روح المعانی یا محمول ہے تعدد واقعہ پر کیونکہ علما نے لکھا ہے کہ عروج روحانی آپ کو کئی بار ہوا ہے یعنی اس معراج سے پہلی خواب مین عروج ہوا ہے جسکی حکمت یہ لکھی ہے کہ تدریجاً اس معراج اعظم کی استعداد اور برداشت ہو سکے اور بعض کو حضرت معاویہؓ وحضرت عائشہؓ کے اقوال سے شبہہ ہوگیا ہے سو حضرت عائشہؓ تو اسوقت تک آپ کے نکاح مین بھی نہ آئی تھین اور حضرت معاویہؓ اسوقت تک اسلام بھی نہ لائے تھے خدا جانے کسی سے سنکر کہا ہے یا اجتہاداً کہا ہے یا کسی دوسرے واقعہ کی نسبت کہا ہے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال تحقیق چہارم بیت المقدس تک جانے کا منکر کافر ہے اور ماوّل مبتدع ہے اور آگے جانے کا منکر اور ماوّل مبتدع ہے اور ہر چند کہ سورۂ نجم مین قریبًا تصریح ہے لیکن عندہا مین احتمال ہے کہ وہ رأہ کے مفعول کا حال ہو اس لیے آپ کے سدرۃ المنتہی تک پہونچنے مین نص نہین ہے تحقیق پنجم اسمین اختلاف ہے کہ حق تعالیٰ کو اُس شب مین آپ نے دیکھا یا نہین اس مین سلف اور خلف سب کا اختلاف ہے اور روایات محتمل تاویل کو ہین کیونکہ روایت مثبتہ رویت مین احتمال ہے کہ رویت بالقلب مراد ہو اور نفی رویت سے کسی خاص رویت کی نفی مراد ہو مثلاً قیامت کے روز جنت مین جو انکشاف ہوگا یہ انکشاف اُس سے کم ہو گو رویت صادق آوے جیسے بے عینک دیکھنا بھی دیکھنا ہے اور عینک سے اور زیادہ انکشاف ہوتا ہے غرض اس

مسئلہ میں توقف بہتر ہے **دفع اشکالات - دفع اشکال اوّل** بعض کو وسوسہ ہوا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے باب میں فرمایا ہے نُرِی ابراهیم ملکوت السمٰوٰت والارض اور آپ کے لیے من تبعیضیہ کیوں فرمایا جواب یہ ہے کہ ملکوت السمٰوٰت والارض کل آیات تو نہیں ہیں اور ممکن ہے کہ یہ بعض جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دکھلایا گیا اُس بعض سے اعظم ہو **دفع اشکال دوم** بعض ظاہر پرست شبہہ کرتے ہیں کہ خرق والتیام افلاک پر محال ہے۔ جواب یہ ہے کہ اُس دلیل کے سب مقدمات باطل ہیں جیسا اپنے محل میں مذکور ہے **دفع اشکال سوم** بعض کہتے ہیں کہ اسقدر سیر سریع کیونکر ممکن ہے جواب یہ ہے کہ بعض کواکب باوجود اس قدر عظیم ہونے کے نہایت سریع ہیں اور سرعت کی عقلاً کوئی حد نہیں ہے **دفع اشکال چہارم** بعض کہتے ہیں کہ آسمان کے نیچے ہوا نہیں اور حرارت شدید ہے جسم عنصری سلامت نہیں رہ سکتا جواب یہ ہے کہ محال ممکن نہیں ہوتا لیکن مستبعد واقع ہو سکتا ہے **دفع اشکال پنجم** بعض کہتے ہیں کہ آسمان ہی موجود نہیں جواب یہ ہے کہ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

من القصیدة

سَرَیْتَ مِنْ حَرَمٍ لَیْلًا اِلَی حَرَمٍ کَمَا سَرَی الْبَدْرُ فِیْ دَاجٍ مِّنَ الظُّلَمِ وَبِتَّ تَرْقٰی اِلٰی اَنْ نِّلْتَ مَنْزِلَةً مِنْ قَابِ قَوْسَیْنِ لَمْ تُدْرَکْ وَلَمْ تُرَمِ	ترجمہ: آپ ایک شب میں حرم شریف مکہ سے حرم محترم مسجد اقصیٰ تک رہا باوجودیکہ ان میں فاصلہ چالیس دن کے سفر کا ہے، ایسے ظاہر و باہر و تیز و کمال نورانیت و ارتفاع کدورت کے ساتھ تشریف لے گئے جیسا کہ بدر تاریکی کے پردہ میں نہایت درخشانی کے ساتھ جاتا ہے ۱۲ اور آپ بحالت ترقی رات گذاری و رہا فلک فی فوائی اور ایسا قرب الٰہی حاصل کیا جس پر مقربان درگاہ خداوندی سے کوئی ص

عہ الملقبۃ بالبردۃ ۱۲ عہ لم تقصد تفسیر القرآن او قصدہ علی البعض لا قوال ۱۲ منہ

۵۳ وَقَدَّمَتْكَ جَمِيعُ الْاَنْبِيَاءِ بِهَا
وَالرُّسْلِ تَقْدِيمَ مَخْدُومٍ عَلَى خَدَمِ

۵۴ وَاَنْتَ تَخْتَرِقُ السَّبْعَ الطِّبَاقَ بِهِمْ
فِي مَوْكِبٍ كُنْتَ فِيهِ صَاحِبَ الْعَلَمِ

۵۵ حَتّٰى اِذَا لَمْ تَدَعْ شَأْوًا لِّمُسْتَبِقٍ
مِنَ الدُّنُوِّ وَلَا مَرْقًى لِّمُسْتَنِمِ

۵۶ خَفَضْتَ كُلَّ مَكَانٍ بِالْاِضَافَةِ اِذْ
نُودِيتَ بِالرَّفْعِ مِثْلَ الْمُفْرَدِ الْعَلَمِ

۵۷ كَيْمَا تَفُوزُ بِوَصْلٍ اَيِّ مُسْتَتِرٍ
عَنِ الْعُيُونِ وَسِرٍّ اَيِّ مُكْتَتَمِ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

نہین پہونچا یا گیا تھا بلکہ اُس مرتبہ کا بسبب علو رفعت کسی نے قصد بھی نہین کیا تھا ۱۲ ف۵۳ اور آپ کو مسجد بیت المقدس مین تمام انبیا و رسل نے اپنا امام و پیشوا بنایا جیسا مخدوم خادمون کا امام و پیشوا ہوتا ہے ۱۲

ف۵۴ اور (منجملہ آپ کی ترقیات کے یہ امر ہے کہ) آپ ساتون آسمانون کو طے کرتے جاتے تھے جو ایک ایسے لشکر ملائکہ مین (جو بلحاظ آپ کی عظمت و شان و تالیف قلب مبارک آپکے ہمراہ تھا اور) جسکے سردار اور صاحب علم آپ ہی تھے ۱۲ ف۵۵ (آپ رتبۂ عالی کی طرف برابر ترقی کرتے رہے اور آسمانون کو برابر طے کرتے رہے) یہان تک کہ جب آگے بڑھنے والے کی قرب و منزلت کی نہایت نہ رہی اور کسی طالب رفعت کے واسطے کوئی موقع ترقی کا نہ رہا تو ۱۲ ف۵۶ جسوقت آپ کی ترقیات نہایت درجہ پہونچ گئین تو اپنے ہر مقام انبیا کو یا ہر صاحب مقام کو) بہ نسبت اپنے مرتبہ کے جو خداوند تعالی سے عنایت ہوا پست کر دیا جب کہ آپ اُون کیطرح واسطے ترقی مرتبہ کے مثل یکتا اور نامور شخص کے پکارے گئے ۱۲ ف۵۷ (یہ ندا یا محمدؐ کی اسلیے تھی) تا کہ آپکو وہ وصل حاصل ہو جو نہایت درجہ آنکھون سے پوشیدہ تھا (اور کوئی مخلوق اُسکو دیکھ نہین سکتی) اور تا کہ آپ کامیاب ہون اُس اچھے بھید سے جو غایت مرتبہ پوشیدہ ہے ۱۲ عطر الوردہ

ولنختم الکلام علی وقعة الاسراء
والصلوة علی سید اهل الاصطفاء
واٰله واصحابه اهل الاجتباء
ما دامت الارض والسماء

تیرھوین فصل ہجرت حبشہ مین یہ نبوت کے پانچوین سال مین ہوئی جس کا سبب یہ ہوا کہ کفّار مسلمانون کو بہت تکلیف دیتے تھے اُسوقت آپ کی اجازت سے چند مسلمانون نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حبشہ کا بادشاہ نجاشی نصرانی تھا اُس نے مسلمانون کو اچھی طرح جگہ دی۔ کفّار قریش کو اس سے بہت غیظ ہوا اُنھون نے کئی شخصون کو تحف و ہدایا دیکر نجاشی کے پاس بھیجا کہ مسلمانون کو اپنے پاس جگہ نہ دے

جب اُنھون نے جاکر اپنا مطلب عرض کیا نجاشی نے دربار مین مسلمانون کو بمواجہ اُن لوگون کے بُلاکر گفتگو کی حضرت جعفرؓ نے کہا کہ ہم لوگ گمراہ تھے اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغمبر بھیجا اور اپنا کلام اُن پر نازل فرمایا تو ہم راہ راست پر آئے وہ بھلے کامون کا حکم کرتے ہین اور بُرے کامون سے منع کرتے ہین۔ نجاشی نے کہا جو کلام اُنپر اُترا ہے اُس مین سے کچھ پڑھو اُنھون نے سورۂ مریم شروع کی وہ بہت متاثر ہوا اور مسلمانون کو تسلّی دی اور فرستادگان قریش کو خائب وخاسر رد کردیا۔ کذا فی تواریخ حبیب الٰہ۔

حدیثون مین تصریح ہے کہ یہ بادشاہ مسلمان ہوگئے تھے اور زاد المعاد مین ہے کہ پھر جب آپ کے مدینہ کو ہجرت فرمانے کی خبر اُن لوگون کو پہونچی تو ۳۳۔ آدمی حبشہ سے لوٹ آئے سات تو مکہ مین روک لیے گئے اور باقی مدینہ پہونچ گئے اور بقیہ نے کشتی کے رستہ سال غزوۂ خیبر مین مدینہ کو ہجرت کی ان صاحبون کو دو ہجرتون کی وجہ سے اصحاب الہجرتین کہتے ہین۔

من القصیدۃ

وَلَنْ تَرٰی مِنْ وَّلِیٍّ غَیْرِ مُنْتَصِرٍ ۱
بِہٖ وَلَا مِنْ عَدُوٍّ غَیْرِ مُنْقَصِمٖ
اَحَلَّ اُمَّتَہٗ فِیْ حِرْزِ مِلَّتِہٖ ۲
کَاللَّیْثِ حَلَّ مَعَ الْاَشْبَالِ فِیْ اَجَمٖ
کَمْ جَدَّلَتْ کَلِمَاتُ اللّٰہِ مِنْ جَدِلٍ ۳

۱ اور تو ہرگز نہ دیکھے گا کسی آپ کے دوست کو کہ اُسکو آپکی برکت سے مدد نہ پہونچی ہو اور نہ تو اُنکا کوئی ایسا دشمن دیکھے گا کہ اُسکو شکست فاش نہ پہونچی ہو ۱۲ ۲ آپنے اپنی امت اجابت کو اپنے دین کے مضبوط ومستحکم قلعہ مین اُتار کر اُنکو کوئی مغلوب ومقہور نہین کرسکتا، جیسا کہ شیر اپنے بچون کو لیکر اپنے بیشہ مین فروکش ہوتا ہے اور کسی کا مقدور نہین کہ اُنکو وہان ستا سکے ۳ اور بہت دفعہ کلام اللہ نے خاک مذلت پر ڈال دیا

عہ یعنی مکہ کو تا کہ وہان سے پھر مدینہ چلے جاوینگے ۱۲ منہ

فِیهِ وَلَوْ خَصَمَ الْبُرْهَانُ مِنْ خَصِمِ
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

اُس شخص کو جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جھگڑا کیا اور اُن کی نبوت کا انکار کیا اور بہت دفعہ غالب ہوئیں دلائل آپ کی اثبات رسالت کی منکر شدید الخصومۃ پر۔ عطر الوردہ چنانچہ اس موقع پر صحابہ کا غلبہ ہوا اور کلام اللہ نے نجاشی پر اثر کیا ۱۲ منہ

چودھوین فصل زمانۂ اقامت مکہ بعد النبوۃ کے بعض متفرق مہم واقعات مین مختصرًا[عہ]

واقعہ پہلا جب آپ پر وحی اوّل نازل ہوئی اور آپ نے حضرت خدیجہ سے بیان فرمایا وہ آپ کو ورقہ[عہ] کے پاس لے گئین اُنھون نے آپ کے صاحب وحی ہونے کی تصدیق کی اور حضرت خدیجہؓ دولت ایمان سے مشرف ہوئین۔ اور عورتون مین سب سے اوّل حضرت خدیجہؓ اور جوانان احرار مین سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور لڑکون مین حضرت علیؓ اور غلامون مین حضرت بلالؓ اور آزاد شدہ غلامون مین حضرت زید بن حارثہؓ اور بعد ازین حضرت عثمانؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ ایمان لائے اور روز بروز لوگ اسلام مین داخل ہونے لگے۔ **دوسرا واقعہ** جب آپ پر آیت وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی آپ نے کوہ صفا پر چڑھکر پکارا اور سب کو جمع کرکے شرک پر رہنے کی حالت مین عذاب سے ڈرایا ابولہب نے آپ کی شان مین سخت الفاظ کہے سورۂ تبت تب ہی نازل ہوئی جسمین اُسکی اور اُسکی جورو کی مذمت ہے وہ بھی آپ کے ساتھ بہت دشمنی رکھتی تھی اُس ابولہب کے دو بیٹے تھے عتبہ اور عتیبہ آپ کی دو صاحبزادیان حضرت رقیہؓ اور ام کلثومؓ ان دونون کے نکاح مین تھین اُسوقت

عہ اس پوری فصل کے مضامین تواریخ حبیب آلہ سے لیے ہین گو الفاظ و ترتیب مین تبدیل ہو ۱۲ منہ
عہ یہ وہ ہین جن کا ذکر دسوین فصل کی دوسری روایت مین آیا ہے ۱۲ منہ

اختلاف دین سے نکاح درست تھا) ابو لہب نے بیٹون کو کہا کہ اگر تم انکی بیٹیون کو طلاق نہ دو گے تو تم سے علاقہ نہ رکھون گا اُن دونون نے اُسکے کہنے پر عمل کیا اور عُتبہ نے تو ایسی بیحیائی کی کہ آپ کے سامنے جاکر یہ کلمات کہدیے اس گستاخی پر آپ نے بد دعا کی اللھم سلط علیہ کلبا من کلابك یا اللہ اپنے کُتّون مین سے ایک کُتّا اسپر مسلّط کردے۔ ایک بار تجارت کے لیے شام جاتا تھا رستہ مین ایک منزل پر جہان شیر لگتا تھا ٹھہرنا ہوا ابو لہب نے بیٹے کی حفاظت کے واسطے تمام اسباب کا ایک ٹیلہ بناکر عُتبہ کو اُسپر سُلایا اور سب کو اُسکے گرداگرد سُلایا رات کو شیر آیا اور عُتبہ کو مار کر چلا گیا مگر یہ شقاوت تھی کہ اس پر بھی ایمان نہین لاتے تھے یہ سب قصے قریب زمانۂ نبوت کے ہین۔ تیسرا واقعہ جب ہجرت حبشہ کی ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی ارادہ ہجرت حبشہ کا کیا مکہ سے نکل کر برک الغماد تک چار منزل مکہ سے ہے پہونچے تھے کہ مالک بن دغنہ کہ سردار قوم قارہ کا تھا ملا اور انکو اپنی پناہ مین مکہ لے آیا اور سب کُفّار قریش سے کہدیا کُفّار نے کہا باین شرط ہمکو منظور ہے کہ یہ قرآن گھر سے باہر اور بآواز بلند نہ پڑھا کرین حضرت صدیقؓ نے چندے ایسا ہی کیا پھر ضبط نہو سکا اور بآواز بلند پڑھنا شروع کیا محلہ کی عورتین جمع ہو کر سُننے لگین کُفّار نے اُس رئیس پناہ دہندہ سے کہا اُسنے حضرت صدیقؓ سے کہا کہ خلاف عہد کرتے ہو تو میری پناہ نہ رہے گی اُنھون نے فرمایا مجکو سوائے خدا کے کسی کی پناہ مین رہنا منظور نہین وہ اپنی پناہ توڑ کر چلا گیا اور آپ بامان الٰہی محفوظ رہے۔ چوتھا واقعہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانان ہمراہی آپکے اکثر چھپے رہنے

مسئلہ جس کا ذکر چھوین فصل مین ہے ۱۲ منہ

اور اُنتالیس تک شمار اہل اسلام پہونچی تھی آپ ارقم کے گھر مین تھے اُس زمانہ مین عمر بن الخطابؓ اور ابوجہل بن ہشام دو بڑے سردار تھے آپنے دعا فرمائی یا اللہ دین اسلام کو عزت دے اسلام عمر بن الخطابؓ یا ابوجہل بن ہشام سے سو حضرت عمرؓ کے حق مین وہ دعا قبول ہوئی اور دوسرے دن حضرت عمرؓ مشرف باسلام ہوئے یہ سنہ ۶ نبوت مین ہوا کذا فی تواریخ حبیب الٰہ۔ **پانچوان واقعہ** آپ طائف سے واپس تشریف لائے کسی کو مطعم بن عدی کے پاس بھیجا اور امن طلب کیا مطعم نے امن دیا اور ہمراہ آپ کے مسجد مین آیا آپ اسپر مطعم کا شکریہ فرمایا کرتے تھے کذا فی الشمامۃ عن اسد الغابۃ۔

من القصیدۃ

۱۷ لا تعجبن لحسود راح ینکرھا
تجاھلا وھو عین الحاذق الفھم (ای النبوۃ)
۱۸ قد تنکر العین ضوء الشمس من رمد
وینکر الفم طعم الماء من سقم
یا رب صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

۱۷ اگر کوئی حاسد ان آیات (نبوت) کا براہ تجاہل انکار کرے حالانکہ وہ امور مین پورا ہوشیار اور فہیم ہے تو اسکا تو ہر گز تعجب مت کر ۱۲ ۱۸ اسلیے کہ کبھی آنکھ بسبب درد کے آفتاب کی روشنی کو برا سمجھتی ہے اور کبھی دہن بسبب بیماری کے ذائقہ آب شیرین کو ناپسند کرتا ہے ۱۲ عطر الوردہ

پندرھوین فصل ہجرت مدینہ طیبہ مین۔ جب تیرھوین سال نبوت بعثت

ف قصہ انکے اسلام کا تواریخ حبیب الٰہ مین مبسوط مذکور ہے ۱۲ منہ ف بخاری مین حدیث ہے کہ جب آپکی خدمت مین بدر کے کفار قیدی لائے گئے تو آپنے فرمایا کہ اگر مطعم بن عدی اسوقت زندہ ہوتا اور مجھ سے ان مرداروں کے باب مین سفارش کی گفتگو کرتا تو اسکی خاطر سے انکو ویسے ہی چھوڑ دیتا۔ اس ارشاد کی وجہ یہی

عقبہ ثانیہ واقع ہو چکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو اجازت ہجرت مدینہ طیبہ کی فرمائی اور اصحاب نے خفیہ روانہ ہونا شروع کیا ایک دن سرداران کفار قریش مثل ابوجہل وغیرہ دارالندوہ میں کہ قریب خانہ کعبہ کے ایک مکان مشورت کا تھا جمع ہوئے اور بعد گفتگوے بسیار کے سب کی راے آپ کے باب میں یہ قرار پائی کہ ہر قبیلہ قریش میں سے ایک ایک آدمی منتخب ہو اور سب مجتمع ہو کر رات کو محمدؐ کے مکان پر جا کر محمدؐ کو قتل کر دیں بنی ہاشم (کہ حامی آپ کے ہیں) سارے قبائل قریش سے طاقت مقاومت کی نہیں رکھ سکتے بالضرور خونبہا پر راضی ہو جاویں گے اور ہم لوگ بے تکلف دیت ادا کر دیں گے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس راز پر مطلع فرمایا اور حکم ہوا کہ آپ مدینہ کو ہجرت کر جاویں آپ شب کو گھر میں تھے کہ کفار نے دروازہ مبارک گھیر لیا آپ امانتیں حضرت علیؓ کو سپرد کر کے گھر سے نکل گئے اور بقدرت خداوندی کسی کو نظر نہ آئے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر تشریف لیجا کر انکو ہمراہ لیکر نہایت احتیاط سے غار ثور میں جا چھپے یہاں کفار نے گھر میں جا کر آپکو نہ دیکھا تو تلاش میں مشغول ہوئے اور تلاش کرتے ہوئے غار تک پہونچے بعد آپ کے غار میں داخل ہونے کے مکڑی نے جالا غار کے منھ پر پور دیا اور ایک کبوتر کے جوڑے نے آ کے غار میں انڈے دے کر سینے شروع کیے کفار نے جب یہ دیکھا کہنے لگے کہ اگر اس میں کوئی آدمی جاتا یہ مکڑی کا جالا ٹوٹ گیا ہوتا اور کبوتر جنگلی وحشی جانور ہے اس غار میں نہ ٹھہرتا یہ کہکر کفار پھر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی محافظت کے لیے تار عنکبوت اور بیضہ کبوتر سے ایسا کام لیا کہ صدہا

زرہ آہنی اور جوانان جنگی اور قلعۂ محکم سے نہ نکلتا۔ قصیدۂ بردہ کے ان اشعار مین اسی طرف اشارہ ہے۔

وَمَا حَوَى الْغَارُ مِنْ خَيْرٍ وَّمِنْ كَرَمٍ
وَكُلُّ طَرْفٍ مِّنَ الْكُفَّارِ عَنْهُ عَمِيْ

فَالصِّدْقُ فِي الْغَارِ وَالصِّدِّيْقُ لَمْ يَرِمَا
وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا بِالْغَارِ مِنْ أَرِمِ

ظَنُّوا الْحَمَامَ وَظَنُّوا الْعَنْكَبُوْتَ عَلٰى
خَيْرِ الْبَرِيَّةِ لَمْ تَنْسُجْ وَلَمْ تَحُمِ

وِقَايَةُ اللّٰهِ أَغْنَتْ عَنْ مُّضَاعَفَةٍ
مِّنَ الدُّرُوْعِ وَعَنْ عَالٍ مِّنَ الْأُطُمِ

لہ اور مین قسم کھاتا ہون اُس خیر و کرم کی جس کو غار ثور نے جمع کر رکھا تھا (یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم و حضرت ابوبکر صدیق رضؓ) ایسے حال مین کہ ہر چشم کفار کی آپ کے دیکھنے سے اندھی تھی ۱۲ ؎ ۲ لیس آپ کہ سراپا صدق تھے اور حضرت صدیق رضؓ غار سے ہٹے نہین اور کفار کہتے تھے کہ غار مین کوئی بھی نہین ۱۲ ؎ ۳ اُنھون نے گمان کیا کہ کبوتر اشرف المخلوقات کے گرد نہین پھرے (اور اُنھون نے انڈے نہین دیے) اور مکڑی نے آپ پر جالا نہین تنا ۱۲ ؎ ۴ خداوند تعالیٰ کی حمایت و حفاظت نے آپکو دوہری بنی ہوئی زرہ یا اوپر تلے دو زرہون کے پہننے سے اور بلند قلعون مین پناہ گیر ہونے سے بے پروا کر دیا تھا ۱۲ عطر الوردہ

تین دن تک آپ غار مین رہے عامر بن فہیرہ کہ حضرت ابوبکر رضؓ کے آزاد کیے ہوئے غلام تھے متصل غار کے بکریان چراتے تھے وہ دودھ بکریون کا آپ کو اور حضرت ابوبکر رضؓ کو پلا جاتے اور عبداللہ بیٹے ابوبکر صدیق رضؓ کے کہ جوان تھے مکہ مین قریش کی مجالس مین جا کر خبرین دریافت کر کے رات کو آپ کے حضور مین آ کر بیان کر دیتے تھے۔ پہلے سے عبداللہ بن اُریقط دئلی کو کہ مشرک تھا رہبری کے لیے نوکر رکھ لیا تھا اور اونٹنیان اُسی کو سپرد کر دی تھین بعد تین دن کے حسب الحکم وہ اونٹنیان درِ غار پر حاضر لایا اور آپ اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور عامر بن فہیرہ سوار ہو کر براہ ساحل مدینہ کو روانہ ہوئے راہ مین عجائب غرائب معاملات واقع ہوئے

؎۵ اور حفظ رانہ کا اسپر اطمینان تھا ۱۲ منہ

کہ بیان مین انکے طول ہے تو اریخ حبیب آلہ وغیرہ مین دیکھ لیا جاوے۔ مدینہ کے لوگ بخیال آپ کی تشریف آوری کے ہر روز استقبال کے لیے مکہ کی راہ پر آکے اور دوپہر کے قریب لوٹ جاتے جس روز آپ پہونچے اُس روز بھی انتظار کرکے لوٹ چلے تھے کہ ایکبارگی ایک یہودی نے ایک ٹیلہ پر سے آپ کی سواری دیکھی اور چلاکر اُن پھرنے والون سے کہا یا معاشر العرب ھذا جدکم یعنی اے گروہ عرب یہ تمھارا حظ یعنی خوش نصیبی کا سامان آپہونچا وہ لوگ پھرے اور آپکے ساتھ ہوکے مدینہ طیبہ مین داخل ہوئے اہل مدینہ کی اُس روز کی خوشی کا اندازہ نہین ہوسکتا تھا چھوٹی چھوٹی لڑکیان شوق مین یہ نظم پڑھتی تھین۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا
مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا
مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ
اَيُّهَا الْمَبْعُوثُ فِيْنَا
جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ

یعنی ہم پر بدر نے طلوع کیا ثنیات الوداع سے ہم پر شکر کرنا فرض ہے جب تک اللہ تعالی سے کوئی دعا کرنیوالا رہے اے نبی جو ہم مین مبعوث ہوئے ہین آپ ایسا حکم لیکر آئے ہین کہ اسکی اطاعت ضروری ہے ۱۲ منہ

ع۳ اسکے معنی ہین گھاٹیان رخصت کی اہل مدینہ رخصت کرنے کے لیے مسافر کو جو بجانب مکہ جاتا تھا ان گھاٹیون تک جایا کرتے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ ثنیات الوداع مدینہ سے شام کیجانب ہے اور شعر مذکور بوقت معاودت آپکے غزوہ تبوک سے پڑھا گیا تھا مین کہتا ہون کہ اگر دونون جانب ایسا موقع ہو اور یہی نام ہوا ور دونون وقت یہ اشعار پڑھے گئے ہون تو کیا استبعاد ہے ۱۲ منہ

آپ مکہ سے دوشنبہ کے روز ربیع الاول کے مہینہ مین اور بقول بعض صفر کے

ع۴ عجیب تر انمین دو قصے ہین ایک قصہ ام معبد کی بکری کے دودھ دینے کا یہ ایک عورت تھی شرفاے عرب مین خیمہ اُسکا راہ مدینہ مین واقع تھا اور اسکے بعد ام معبد اور اُن کا شوہر ابو معبد مشرف باسلام ہوے دوسرا قصہ سراقہ کا جو بائیسوین فصل کے ع۱۳ مین آوے گا۔ ع۵ ممکن ہے کہ مکہ سے تو آخر صفر مین چلے ہون اور غار سے چلنے کے وقت ربیع الاول شروع ہوگیا ہو ۱۲ منہ

ترپن سال کی عمر مین چلے تھے اور دوشنبہ ہی کے دن بارھوین ربیع الاول کو مدینہ مین پہونچے اور پہونچکر محلۂ قبا مین کہ کنارہ شہر پر ذرا فاصلہ سے ہے منازل بنی عمرو بن عوف مین چودہ دن ٹھیرے اور تیسرے دن حضرت علیؓ بھی امانتین ادا کرکے آپ سے آملے پھر آپ نے شہر مدینہ کے اندر تشریف رکھنے کا ارادہ کیا ہر ایک کی آرزو تھی کہ ہمارے محلہ مین ٹھیرین جب آپ سوار ہوئے ہر قبیلہ کے لوگ ساتھ تھے اور وہی آرزو برزبان تھی آپ نے فرمایا میری اونٹنی مامور ہے جہان بیٹھ جاویگی وہان ہی مقیم ہونگا اونٹنی چلتے چلتے وہان آبیٹھی جہان اب منبر مسجد شریف ہے متصل اس جگہ کے حضرت ابو ایوب انصاریؓ کا گھر تھا وہان اسباب آپ کا اُتار لیا اور آپ اُنکے گھر ٹھیرے پھر آپ نے وہ زمین جہان اونٹنی بیٹھی تھی خریدی اور مسجد نبوی کی تعمیر شروع کی۔ کذا فی تواریخ حبیب اِلٰہ وزاد المعاد وغیرہما من الروض

۵۱ وَلَهُمَا اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ مَنْقَبَةٌ شَرِيْفَةٌ مَا حَوَاهَا قَبْلَهٗ بَشَرٌ ۵۲ وَحَاجَرَا مِنْهُ لَمَّا حَاوَلَا سَفَرًا لِطَيْبَةٍ فَتَنَاهٰى عِنْدَهَا السَّفَرُ ۵۳ فَسَلْ سُرَاقَةَ مِنْهُ اِنْ تُرِدْ خَبَرًا وَاُمَّ مَعْبَدَ يَجْلُوْ مِنْهُمَا الْخَبَرُ ۵۴ طَابَتْ بِهٖ طَيْبَةٌ لَمَّا اَقَامَ بِهَا وَفَاحَ حِيْنَ اَتَاهَا نَشْرُهَا الْعَطِرُ	۵۱ اور آپ کو غار مین دونون صاحبون کے ہونیکے وقت کی ایسی منقبت شریفہ مبارک ہوئی کہ آپکے قبل کسی بشر نے اُس کو حاصل نہین کیا ۱۲ منہ ۵۲ اور دونون صاحبون نے اُس غار سے نکل کر ہجرت کی جبکہ مدینے کے سفر کا عزم کیا اور مدینہ پہونچکر سفر ختم ہو گیا ۱۲ منہ ۵۳ اور اگر کچھ خبر معلوم کرنا ہو تو سراقہ اور اُم معبد سے آپکا حال پوچھو اُن دونون سے خبر ظاہر ہو گی ۱۲ منہ ۵۴ آپ سے مدینہ پاکیزہ ہو گیا جب آپ وہان مقیم ہوئے اور آپ جس وقت اُسمین پہونچے تو اُسکی خوشبوے معطر پھیل گئی ۱۲ منہ

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

سولھوین فصل قدوم مدینۂ طیبہ کے بعض اہم متفرق واقعات مین - پہلا واقعہ بعد تشریف آوری آپ کے مدینہ مین عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن سلام کہ ایک بڑے عالم یہود مین تھے آپ کی ملاقات کے لیے آئے اور آپ سے تین[1] سوال کیے اور جواب صحیح پا کر ایمان لے آئے - کذا فی تواریخ حبیب الٰہ - دوسرا واقعہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہ اصل مین مجوسیان فارس سے تھے اور انکی عمر بہت ہوئی اور دین مجوسی کو چھوڑ کر دین نصاریٰ انھون نے اختیار کیا تھا اور زبانی علماے یہود اور نصاریٰ کے خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور یہ بات کہ آپ مدینہ مین ہجرت کر کے آوینگے سُنکر مدینہ مین آ رہے تھے کہی جگہ بکے تھے اِن دنون ایک یہودی کے غلام تھے حضور مین حاضر ہوے اور علامات نبوّت دیکھکر مسلمان ہو گئے آپ نے فرمایا کہ اپنی آزادی کی فکر کرو اُنھون نے اپنے مالک سے کہا اُسنے چالیس اوقیہ[2] سونے پر (کہ یہان کی تول سے سوا سیر سے زیادہ ہوتا ہے) مکاتب کر دیا اور یہ بھی شرط کی کہ تین سو درخت چھوارے کے لگا وین اور جب وہ بارآور ہون تب آزاد ہون آپ نے دست مبارک سے چھوارے کے درخت لگا دیے وہ سب اُسی سال مین بارآور ہوے اور بقدر ایک بیضہ کے سونا غنیمت مین آیا تھا آپ نے سلمان کو دیا کہ اسکو دیکر آزاد ہو جاؤ اُنھون نے عرض کیا کہ چالیس اوقیہ سونا چاہیے یہ کیا کفایت کریگا آپ نے زبان مبارک اُس پر پھیر دی اور دعاے برکت کی سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین نے جو تولا

---

[1] جہلا عوام الناس مین ایک کتاب ہزار مسئلہ کے نام سے مشہور ہے جسمین عبد اللہ بن سلام کا آپ سے ہزار مسائل پوچھنا لکھا ہے اس روایت سے اُسکا دروغ محض ہونا ثابت ہوا ۱۲

[2] ایک اوقیہ وزن مین سات مثقال کا ہوتا ہے ۱۲ منہ

چالیس اوقیہ تھا نہ کم نہ زیادہ اور ادا کرکے آزاد ہو گئے اور حضور اقدس کی خدمت مین رہے کذا فی تواریخ حبیب آلہ تیسرا واقعہ مدینہ طیبہ مین بیر رومہ کا ذکر (ایک کنواں ہے) پانی شہر مین تھا اور دوسرے کنوؤن کا پانی کھاری تھا اور اسکا مالک ایک یہودی تھا وہ پانی بیچا کرتا تھا۔ اس سبب سے مسلمانون کو پانی کی تکلیف تھی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیر رومہ کو خرید کر مسلمانون کے ڈول اسمین جاری کر دے اُسکے لیے جنت ہے حضرت عثمانؓ نے اُس کنوین کو خالص اپنے مال سے خرید لیا اور وقف کر دیا کذا فی تواریخ حبیب آلہ

من القصیدۃ

کَفَاکَ بِالْعِلْمِ فِی الْاُمِّیِّ مُعْجِزَۃً
فِی الْجَاهِلِیَّةِ وَالتَّادِیْبِ فِی الْیُتُمِ
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

اے مخاطب تجھکو درباب معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کا علم ایسے زمانہ مین کہ بے علم لوگ تھے اور باوجود آپ اُمّی تھے اور نیز یہ کہ آپ بحالت یتیمی نہایت باادب تھے کافی ہے ۱۲ عطر الوردہ مع تغییر جیسا عبد اللہ بن سلام نے اسی سال استدلال کیا ۱۲ منہ

ستر ھوین[1] فصل آپکے غزوات مین اور اُسکے ضمن مین بعض دوسرے مشہور واقعات مین بترتیب سنین۔

آپ کی مدت اقامت مدینہ طیبہ مین وفات تک دس سال دو ماہ ہین جب جہاد فرض ہوا آپ نے کفار سے قتال شروع کیا اور سپاہ بھیجنے لگے جس جہاد مین آپ بہ نفس نفیس تشریف لے گئے اُسکو اہل سیر غزوہ کہتے ہین اور جو لشکر آپنے بھیج دیا اور خود تشریف فرما نہین ہوئے اُسکو سریہ کہتے ہین بتفصیل ہر غزوہ و سریہ کا حال لکھنا دشوار ہے اسلیے بعض بعض کا

[1] اس فصل کے مضامین ان کتب سے لیے گئے صحیحین۔ شمامہ۔ تواریخ حبیب آلہ۔ زاد المعاد و سیرۃ ابن ہشام ۱۲ مع زوائد من عطیہ ۱۲

بہت مختصر حال لکھا جاتا ہے اور مقارنت مانی کی مناسبت سے بعض دوسرے واقعات لکھے جاتے ہین سنہ اول ہجرت جہاد فرض ہوا حضرت حمزہ رضؓ کو تیس مہاجرین کے ساتھ بھیجا کہ قافلۂ قریش سے تعرض کرین یہ ماجرا رمضان مین ہوا اور حضرت عبیدہ رضؓ ابن الحارث کو ساٹھ مہاجرین کے ساتھ بطن رابغ کی طرف شوال مین روانہ کیا اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو بیس مہاجرین کے ساتھ خرار کی طرف کہ ایک موضع ہے قریب جحفہ کے ذیقعدہ مین روانہ کیا کہ قافلۂ قریش سے تعرض کرین یہ سب سریے تھے پھر صفر مین غزوۂ ابواء واقع ہوا اسمین خود تشریف فرما ہوئے ابواء ایک گانون تھا درمیان مکہ اور مدینہ کے اسکو غزوۂ ودان بھی کہتے ہین اور اسی سال آغاز اذان کا ہوا اور اسی سال حضرت عائشہؓ رخصت ہوکر آئین اور اسی سال مہاجرین وانصار کے درمیان عقد اخوت مقرر ہوا سنہ ۲ ہجرت ربیع الاول مین غزوۂ بواط واقع ہوا کہ ایک مقام ہے ناحیۂ رضوی مین قافلۂ قریش سے تعرض مقصود تھا مگر مقابل نہین ملا پھر غزوۂ عشیرہ (بضم عین) واقع ہوا کہ ایک زمین ہے بنی مدلج کی ناحیۂ ینبع مین جمادی الاولیٰ والاخریٰ مین اور اسمین قافلۂ قریش سے تعرض کا ارادہ تھا جو مکہ سے شام کو جاتا تھا مگر ملا نہین اور یہ وہی قافلہ تھا جسکی واپسی کے وقت آپ پھر تشریف لے گئے تھے اور وہ نہین ملا اور غزوۂ بدر کا سبب ہو گیا اسی لیے اس غزوۂ عشیرہ کو غزوۂ بدر اولیٰ بھی کہتے ہین پھر رجب مین عبداللہ بن جحش اسدی کو

ف۱ ان تمام واقعات مین جو اس فصل مین مذکور ہین سال ربیع الاول سے شروع اور صفر پر ختم ہوا کیونکہ ہجرت ربیع الاول کے شروع مین واقع ہوئی ہے زاد المعاد مین بعض علماء کی یہ اصطلاح بھی لکھی ہے اور بعض واقعات کی تقدیم و تاخیر مین اہل سیر کے اقوال مختلف بھی ہین نقل کے وقت احقر کے خیال مین جس کو کسی وجہ سے ترجیح معلوم ہوئی اُسکو اختیار کرلیا اور ان ہی کتابون مین اور دوسری کتب مین اور بھی سرایا و بعوث ذکر کیے ہین مینے اختصار کے لیے ترک کردیا ۱۲ منہ ف۲ کذا فی القاموس ۱۲

ف۱ غزوۂ ابواء و ودان
ف۲ ابتداء اذان
ف۳ رخصتی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
ف۴ مواخاۃ مہاجرین و انصار
ف۵ غزوۂ بواط
ف۶ غزوۂ عشیرہ
ف۷ سریۂ عبداللہ بن جحش بطن نخلہ

بطن نخلہ کی طرف بھیجا اور اسی واقعہ مین یہ آیتین نازل ہوئین یسئلونک
عن الشھر الحرام قتال فیہ اور سب سے عظیم الشان غزوۂ بدر ہوا جس کا (غزوۂ بدر)
لقب بدر کبریٰ ہے رمضان مین آپ نے خبر سُنی کہ قافلہ قریش شام سے مکہ کو جارہا ہے
آپ صحابہؓ کو لیکر کہ تین سو تیرہ تھے اُسکے تعرض کے لیے چلے یہ خبر مکہ پہونچی کفار قریش
ایک ہزار مسلح آدمی لیکر روانہ ہوئے اور گو قافلہ دوسری راہ سے نکلکر مکہ جا پہونچا
مگر یہ قریش کے لوگ پھر بھی اس غرض سے چلے کہ مقام بدر مین جاکر ڈیرہ ڈالینگے
اور خوب جشن کرینگے تاکہ تمام عرب مین ہماری ہیبت چھا جاوے اور یہ احتمال بھی
نہ تھا کہ تین سو آدمی اور وہ بھی بے سر و سامان ہم سے مقابل ہون گے مفت مین
نیک نامی ہاتھ آوے گی۔ اللہ تعالیٰ کو اسلام کا اعزاز اور کفر کا اذلال مقصود
تھا باہم مقابلہ ہوا اور اہل اسلام مظفر و منصور اور کفار مقتول و اسیر و مخذول ہوئے
سورۂ انفال مین یہی قصہ ہے اور اس تمام قصہ سے شوال مین فراغ ہو گیا۔ پھر
سات روز بعد بنی سلیم کے غزوہ کے لیے تشریف لے چلے مگر لڑائی نہین ہوئی پھر (غزوۂ سویق)
بدر کے دو مہینے بعد غزوۂ سُویق ہوا وہ اس طرح ہوا کہ جب کفار بدر مین شکست
کھا کر مکہ پہونچے پھر ابوسفیان دو سو سوار لے کر بارادۂ جنگ مدینہ کو چلے مدینہ کے
قریب پہونچے تھے کہ مسلمانون کو خبر ہو گئی آپ خود مسلمانون کو لے کر چلے کفار
بھاگ گئے اور بوجھ ہلکا کرنے کے لیے ستّو جو کہ زاد راہ تھا پھینک گئے اسی لیے
اسکا لقب غزوۂ سویق ہوا یہ واقعہ ذی حجہ مین ہوا پھر بقیہ ذی حجہ مدینہ مین قیام
فرمایا اسکے بعد نجد کو غطفان سے غزوہ کرنے کے لیے چلے اور تخمیناً صفر تک
وہان قیام کیا مگر لڑائی نہین ہوئی اور اسی سال نصف شعبان مین تحویل قبلہ ہوئی (غزوۂ غطفان)

اور زکوٰۃ فرض ہوئی قبل فرض ہونے روزہ کے اور آخر شعبان میں روزہ فرض ہوا اور آخر رمضان میں صدقۂ فطر واجب ہوا اور عیدین کی نماز اور قربانی اسی سال مقرر ہوئیں اور جمعہ اس سے پہلے سال میں فرض ہو گیا تھا اور اسی سال مراجعت بدر کے ایک روز قبل آپ کی صاحبزادی حضرت بی بی رقیہ کی وفات ہوئی اور آپ نے اسکے بعد حضرت ام کلثومؓ دوسری صاحبزادی کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کر دیا حضرت عثمانؓ اسی سبب سے ذی النورین کہلاتے ہیں اور بدر ہی کے بعد حضرت فاطمہؓ کا نکاح ہوا ۳ھ ہجرت بعد ربیع الاول کے پھر قریش کے تعاقب میں تشریف لے چلے اور نجران تک پہونچے اور ربیع الآخر اور جمادی الاولی وہاں رہے مگر لڑائی نہیں ہوئی پھر مدینہ منورہ واپس آ گئے پھر بنی قینقاع کا کہ یہود مدینہ سے تھے بوجہ نقض عہد کے پندرہ روز محاصرہ فرمایا پھر عبد اللہ بن اُبی کی سفارش پر چھوڑ دیا یہ عبد اللہ بن سلام کی برادری ہے اور اسی نقض عہد کے سبب کعب بن الاشرف کے قتل کا حکم دیا چنانچہ قتل کیا گیا اور اسی سال شوال کی ابتدا میں غزوۂ اُحد واقع ہوا جس کا قصہ چوتھے پارہ کے پاؤ سے شروع ہو کر نصف کے کچھ بعد تک پہونچا ہے۔ پھر غزوۂ حمراء الاسد کہ ایک منزل ہے واقع ہوا اسکا قصہ یہ ہوا کہ جب اُحد سے کفار چلے گئے تو پھر راہ سے مدینہ لوٹنے کا ارادہ کیا آپ یہ خبر سنکر خود صحابہ کو لے کر روانہ ہوئے جب کفار نے یہ سنا ڈر کر پھر لوٹ گئے چونکہ آپ حمراء الاسد تک پہونچے تھے اسکے نام پر اس کا نام مقرر ہوا پھر بقیہ شوال و ذیقعدہ و ذی الحجہ کوئی واقعہ نہیں ہوا جب محرم کا چاند نظر آیا تو طلحہ بن خویلد و سلمہ بن خویلد کے بغرض مقابلہ کرنے کی خبر سنکر حضرت

ف ۱ فرضیت زکوٰۃ
ف ۲ فرضیت صوم
ف ۳ فرضیت صدقہ فطر و عیدین و قربانی
وفات حضرت رقیہ و نکاح حضرت ام کلثوم
ف ۵ نکاح حضرت فاطمہ
ف ۶ غزوۂ بنی قینقاع
ف ۷ قتل کعب بن الاشرف
ف ۸ غزوۂ احد
ف ۹ غزوۂ حمراء الاسد

ابوسلمہ کو ڈیڑھ سو مہاجرین و انصار کی ہمراہی مین مقابلہ کے لیے بھیجا لڑائی نہین
ہوئی اور غنیم کے مواشی ہاتھ آئے وہ لے کر مدینہ آ پہونچے پھر پانچوین محرم کو
خالد بن سفیان کے لشکر جمع کرنے کی خبر سنکر حضرت عبداللہ بن انیس کو مقابلہ
ف۱ سریۂ عبداللہ بن انیس
کے لیے بھیجا وہ اسکو قتل کرکے اسکا سر لائے اور واپسی انکی بعد اٹھارہ روز کے
تیئیس محرم کو ہوئی تھی پھر صفر کے مہینہ مین سریۂ رجیع واقع ہوا کفار مکہ کے
ف۲ سریۂ رجیع و عضل و قارہ و قصۂ عاصمؓ و خبیبؓ
بہکانے پر کچھ لوگ قبیلۂ عضل و قارہ کے براہ فریب آپ کی خدمت مین آکر بظاہر
مسلمان ہوئے اور درخواست کی کہ ہمارے ساتھ کچھ لوگ کر دیجیے کہ ہمکو احکام
سکھلاوین آپنے دس آدمی ساتھ کر دیے جب یہ لوگ رجیع پر کہ ایک تالاب ہے
قبیلۂ ہذیل کا پہونچے تو ہذیل کو مدد کے لیے بلا لیا اور بدعہدی کی بعضے اسوقت
شہید ہوئے جیسے عاصمؓ اور بعضے پکڑ لیے گئے جیسے خبیبؓ اور بعد مین
شہید کر دیے گئے اور اسی صفر کے مہینہ مین واقعہ بیر معونہ کا ہوا یہ ایک جگہ ہے
ف۳ بیر معونہ و ہذیل و رعل و ذکوان و عصیہ
بلاد ہذیل مین درمیان مکہ اور عسفان کے وہ اسطرح ہوا کہ ایک شخص عامر بن مالک
رہنے والا نجد کا قوم بنی عامر سے حضور اقدس مین حاضر ہوا اور کہا مین مسلمان
ہوجاتا مگر مجھکو قوم کا خیال ہے آپ کچھ لوگ میرے ساتھ کر دین کہ وہ میری
قوم کو دعوت اسلام کرین پھر مجھکو بھی کچھ تامل نہو گا آپنے فرمایا مجھکو اہل نجد کا
ڈر ہے اسنے کہا کچھ ڈر نہین مین اپنی پناہ مین لے لونگا آپ نے ستر آدمی
اصحاب مین سے کہ قرار کہلاتے تھے ساتھ کر دیے جب یہ حضرات بیر معونہ مین
پہونچے کفار نے کہ انمین رعل و ذکوان و عصیہ بھی حسب روایت بخاری سے تھے
تقریبًا سب کو شہید کر ڈالا ان مین حسب روایت بخاری حرام بن ملحان بھی تھے

اور بانی اس غدر کا عامر بن طفیل تھا جو بھتیجا تھا عامر بن مالک مذکور کا عامر بن مالک کو اسکا بڑا رنج ہوا کہ اُسکی امان مین اُسکے بھتیجے نے فتور ڈالا اور ان ہی دنون مین وہ مر گیا۔ اسی عامر بن طفیل نے آپکے پاس کہلا بھیجا کہ یا تو مجکو ملک بانٹ دیجیے یا اپنے بعد مجھکو اپنا خلیفہ بنا دیجیے ورنہ بڑا لشکر لا کر آپسے لڑونگا۔ آپنے بد دعا کی اللھم اکفنی عامرًا وہ طاعون سے مر گیا آپنے ایک مہینہ تک اُن قراء کے قاتلون پر قنوت مین بد دعا فرمائی پھر وہ مسلمان ہو کر آ گئے تو بد دعا ترک فرما دی اور اسی واقعۂ بیر معونہ کے ایام مین غزوۂ بنی نضیر ہوا یہ لوگ یہود مدینہ سے تھے قصہ اسکا یون ہوا کہ واقعۂ بیر معونہ مین عمرو بن امیہ ضمری بھی اسیر ہوے تھے مگر عامر بن طفیل مذکور نے انکی پیشانی کے بال کاٹ کر چھوڑ دیا اسکی ماں کے ذمہ ایک غلام کا آزاد کرنا تھا اُسمین چھوڑنا عمرو بن امیہ کا محسوب کیا یہ وہان سے پھرے راہ مین دو شخص مشرک بنی عامر کے انھین ملے اُنھون نے اُن دونون کو قتل کیا دلمین سمجھے کہ یہ بھی ایک طرح کا انتقام ہے عامر بن طفیل سے جسنے سب اصحاب بیر معونہ کو قتل کرایا تھا اور وہ دونون مشرک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امان مین تھے اس بات کی عمرو بن امیہ کو خبر نہ تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قتل کی نسبت کہ بخطا واقع ہوا تھا دیت تجویز کی اور بنی عامر اور یہود بنی نضیر ہم عہد تھے لہذا آپ کو منظور ہوا کہ اُنکے مشورہ سے اس معاملۂ دیت کو طے کرین اور یہ امر سبب غزوۂ بنی نضیر کا ہوا اُسکا قصہ یہ ہے کہ جب آپ مدینۂ طیبہ مین ہجرت فرما کر تشریف فرما ہوے تو یہود بنی قریظہ اور یہود بنی نضیر نے کہ مدینہ کے باہر ایک ایک محلہ مین رہتے تھے آپسے عہد کیا کہ ہم آپکے موافق رہینگے کچھ بدخواہی نہ کرینگے اور آپکے دشمن کی مدد نہ کرینگے

غزوۂ بنی نضیر

جب آپ اِس معاملۂ دیت مین محلۂ بنی نضیر مین تشریف لائے اور اُن سے اِس معاملہ مین گفتگو کی وہ لوگ آپ کو ایک دیوار کے نیچے بٹھلا کر باہم مشورہ کرنے لگے کہ دیوار پر سے ایک پتھر لڑھکا کر آپ کو قتل کرے آپ کو وحی سے اطلاع ہوگئی آپ اُٹھکر مدینہ تشریف لے گئے آپ نے کہلا بھیجا کہ تم نے نقض عہد کیا ہے تو دس دن کے اندر نکل جاؤ ورنہ لڑائی ہو گی وہ لڑائی کے لیے تیار ہوئے آپ نے اُنپر لشکر کشی کی اور اُنکے قلعہ کو محصور کر لیا آخر وہ تنگ ہو کر نکل جانے پر راضی ہوے آپ نے فرمایا کہ سب ہتھیار چھوڑ جاؤ اور جسقدر اسباب ہمراہ لے جا سکو لے جاؤ بعضے خیبر مین جا بسے بعضے شام مین بعضے اور جگہ سورۂ حشر مین یہی قصہ ہے اور اسی سال یا اگلے سال شراب حرام ہوئی اور حضرت امام حسنؓ پیدا ہوے

ف ولادت حضرت امام حسنؓ

۴ھ ہجرت ابو سفیان اُحد سے پھرتے وقت کہہ گئے تھے کہ سال آئندہ پھر بدر پر لڑائی ہو گی جب وہ زمانہ قریب ہوا اور ابو سفیان کی بدر تک جانے کی ہمت نہ ہوئی اُس نے یہ چاہا کہ کوئی ایسی صورت ہو کہ آپ بھی بدر نہ جاوین تو ہمکو خجالت نہ ہو ایک شخص کو کہ نعیم بن مسعود نام تھا مدینہ بھیجا کہ مسلمانون کو ابو سفیان کے بہت لشکر جمع کرنے کی خبر پہونچا کر مرعوب کر دے مسلمانون نے سنکر کہا حسبنا اللہ ونعم الوکیل اور آپ ڈیڑھ ہزار آدمیون کو لے کر بدر تشریف لے گئے اور چند روز مقام کیا کوئی مقابل نہ آیا اور وہان اصحاب نے تجارت مین خوب نفع حاصل کیا اور خوش و خرم بے جنگ و رنج پھر آئے - اس غزوہ کو بدر ثانی و بدر صغریٰ اور بدر موعد بھی کہتے ہین اور یہ واقعہ شعبان مین اور بقول بعض ذیقعدہ مین ہوا اور اسی سال امام حسینؓ پیدا ہوئے

ف غزوہ بدر صغریٰ

ف ولادت حضرت امام حسینؓ

۵ھ ہجرت اسمین غزوہ دومۃ الجندل

ف غزوہ دومۃ الجندل

ربیع الاول میں ہوا یہ مقام دمشق سے پانچ منزل ہے آپ نے سنا تھا کہ وہاں کچھ کفار
جمع ہوئے ہیں مدینہ پر چڑھنا چاہتے ہیں آپ ایک ہزار آدمیوں کو لیکر روانہ ہوئے
وہ خبر سنکر متفرق ہوگئے آپ چند روز وہاں مقیم رہ کر مدینہ تشریف لے آئے
اسی سال شعبان میں غزوۂ مریسیع ہوا اسکو غزوۂ بنی مصطلق بھی کہتے ہیں آپکو
یہ خبر پہونچی کہ بنی مصطلق لڑائی کا ارادہ رکھتے ہیں آپ خود صحابہ کو لے کر روانہ
ہوئے اور وہ لوگ مقابل نہیں ہوئے اُنکے اموال و ذریت مسلمانوں کے
ہاتھ لگے حضرت جویریہؓ اسی غزوہ میں ثابت بن قیس کے حصہ میں لگیں اُنھوں نے
مکاتب بنادیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بدل کتابت ادا کرکے اُنسے نکاح فرمایا
اور اسی غزوہ میں قصۂ افک یعنی حضرت عائشہ صدیقہؓ کے تہمت لگانے کا دردناک
واقعہ ہوا اور اسی سال شوال میں غزوۂ خندق جسکا نام غزوۂ احزاب بھی ہے
واقع ہوا قصہ اُسکا یہ ہے کہ جب بنی نضیر جلاوطن کیے گئے حیی بن اخطب بنی نضیر
میں بڑا مفسد تھا یہ خیبر میں جا رہا تھا چند مفسدوں کو لے کر مکہ پہونچا اور قریش کو
آپ کی لڑائی کے واسطے آمادہ کیا اور تدبیر اور آدمیوں سے مدد دینے کا وعدہ
کیا مختلف قبائل ملکر دس ہزار ہوگئے اور مدینہ کو چلے آپنے یہ سنکر بمشورہ حضرت
سلمانؓ مدینہ کے پاس بجانب کوہ سلع[۱] کے خندق کھودنے کا حکم دیا دوسری جانب
شہرپناہ اور عمارات سے محکم تھیں اور بعد مرتب ہونے خندق کے وہاں اپنا
لشکر قائم کیا اور لڑائی کا اہتمام کیا اور جب لشکر کفار کا آپہونچا خندق دیکھکر
بہت متحیر ہوا اسلیے کہ عرب نے تو یہ صورت کبھی دیکھی نہ تھی متصل خندق کے خیمہ زن

ف: غزوۂ مریسیع و بنی المصطلق

ف: نکاح حضرت جویریہ

ف: قصۂ افک

ف: غزوۂ خندق و احزاب

۱ پہاڑ ہے مدینہ میں کذا فی القاموس ۱۲

ہوکر تیروسنگ سے لڑتے رہے ادھر بھی تیروسنگ سے اُن کو جواب دیا جاتا تھا اور حیی بن خطاب نے
بنی قریظہ کو بھی اپنے ساتھ شریک کرلیا آپ نے احزاب مین تفرقہ ڈالنے کے لیے مشورہ
کیا ایک شخص نعیم بن مسعود نے کہ قبیلۂ غطفان سے تھے اور تازہ مسلمان ہوئے
تھے اور ہنوز اُنکے اسلام کی کفّار کو اطلاع نہ ہوئی تھی عرض کیا کہ مین ایک تدبیر
خلاف ڈالنے کی قریش اور بنی قریظہ مین کرسکتا ہون کیونکہ میرے اسلام کی اُنکو
خبر نہین وہ میرا اعتبار کرینگے آپ نے حسب قاعدہ الحرب خدعۃ اجازت دی
وہ بنی قریظہ مین گئے اور کہا کہ تم نے جو قریش اور غطفان سے موافقت اور محمد
(صلے اللہ علیہ وسلم) سے عہد شکنی کی بیجا کیا اگر یہ لوگ بے محمدؐ کے کام تمام کیے ہوئے
پھر گئے تو محمدؐ تم پر فوج کشی کرین گے اور تم کو تنہا اُنکے مقابلہ کی طاقت نہین یہود نے
کہا کہ اب اسکی کیا تدبیر ہے نعیم نے کہا کہ تم اُن لوگون کو کہلا بھیجو کہ چند سردار
یا اولاد سرداروں کی تم کو بطور رہن یعنی اول کے دیدین کہ تمھارے پاس رہین
اگر محمدؐ تمھارا قصد کرینگے تو اُن سردارون کی حفاظت کی ضرورت سے یہ لوگ تمھاری
مدد کو ضرور آوین گے اگر وہ لوگ اس کو منظور کرلین تو سمجھ لو کہ دل سے اُنکو تمھارا
خیال ہے اور اگر نہ مانین تو وہ دل سے تمھارے دوست نہین اُنھون نے کہا
کہ ہم ابھی پیغام دیتے ہین پھر نعیم وہان سے قریش کے پاس آئے اور اپنا خیرخواہ
ہونا ظاہر کرکے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ قریظہ محمدؐ سے درپردہ ملگئے ہین اور محمدؐ نے
اُن کو کہلا بھیجا ہے کہ ہمارا دل تب صاف ہو جب تم قریش مین سے کچھ اعیان ہمارے
ہاتھ گرفتار کرادو سو اُنھون نے اسکا وعدہ کرلیا ہے سو اگر وہ تم سے آدمی طلب
کرین ہرگز نہ دیجیو اور وہان سے اُٹھکر غطفان کے لوگون سے بھی اسطرح کہدیا

قریظہ کی طرف سے یہان وہی پیغام آیا قریش نے انکار کردیا اور پورے طور سے ہر ایک کو
دوسرے سے بدگمانی ہوکر باہم اچھا خاصا بگاڑ ہوگیا جب احزاب کو زیادہ دن
گذر گئے ادھر بنی قریظہ کی ناموافقت سے اُنکے دل فسردہ ہوگئے اللہ تعالیٰ نے
ایک پُروا ہوا نہایت تند بھیجی کہ خیمے اُکھڑ گئے گھوڑے بھاگنے لگے ابوسفیان نے
کہا کہ اب ٹھہرنا صلاح نہین اور اُسی رات لشکر کفار کا چلا گیا سورۂ احزاب مین
اسی غزوہ کا ذکر ہے اور غزوۂ خندق کے متصل ہی غزوۂ بنی قریظہ ہوا وہ اسطرح
ہوا کہ جب آپ بعد فتح غزوۂ احزاب دولت خانہ مین تشریف لائے آپ نہا رہے تھے
کہ حضرت جبرئیل علیہ السّلام آئے اور کہا کہ خدائے تعالیٰ کا حکم ہے کہ فوراً بنی قریظہ پہ
چڑھائی کیجیے آپ نے اُسیوقت لشکر روانہ کیا اور مع لشکر بنی قریظہ کا
محاصرہ فرمایا اُنھون نے گھبرا کر درخواست کی کہ ہم اسطرح اُترتے ہین کہ سعد بن معاذ
جو ہمارے لیے حکم دین ہمکو منظور ہے وہ صحابی قبیلہ (اوس) مین تھے جو بنی قریظہ کے حلیف
تھے بنی قریظہ کو خیال تھا کہ حلیف ہونیکے سبب رعایت کرینگے اُنھون نے بعد اُترنیکے یہ حکم
دیا کہ مرد انکے قتل کیے جاوین اور عورتین لڑکے لونڈی غلام بنائے جاوین
اور مال و جائداد انکا سب ضبط ہو چنانچہ اسی طرح کیا گیا اور اسی زمانہ مین
ابو رافع یہودی قتل کیا گیا یہ بڑا مالدار سوداگر تھا اور خیبر کے قریب ایک گڑھی مین
رہا کرتا تھا احزاب کو لڑائی کی ترغیب دینے مین یہ بھی شریک تھا آپ نے عبداللہ
بن عتیک کو چند انصاریون پر سردار کرکے اُسکے قتل کو بھیجا اُنھون نے پہونچکر
رات کو اسکو قتل کیا حدیثون مین اسکا قصہ مفصل مذکور ہے اور خندق اور قریظہ
کے بعد مگر پورے طور سے تاریخ معین نہین پہلے غزوۂ عسفان ہوا جسمین حسب

فـ غزوۂ بنی قریظہ

فـ قتل ابو رافع یہودی

فـ غزوۂ عسفان

ف ۱ نزول صلوٰۃ الخوف — روایت ترمذی صلوٰۃ الخوف[ف۱] نازل ہوئی اور اسکے بعد سریۂ[ف۲] خبط ہوا خبط لغت مین جھڑے
ف ۲ سریۂ خبط و سیف — ہوئے پتّون کو صحابہؓ نے شدّت جوع سے پتّے جھاڑ جھاڑ کر کھائے تھے اس لیے
یہ نام ہوا اسمین مدینہ سے پانچ روز کی راہ پر ساحل بحر کے متصل ایک قبیلہ
جہینہ کے مقابلہ کے لیے حضرت ابو عبیدہؓ کو تین سَو مہاجرین کے ساتھ بھیجا تھا
ف ۳ قصہ عنبر ماہی — اور عنبر[ف۳] ماہی اسی سفر مین دریا سے موج کے ساتھ کنارہ پر آگئی تھی جو بہت بڑی
تھی اور اس غزوہ کا نام غزوۂ سیف[۱] البحر بھی ہے اور بعض روایات مین ہے
کہ قافلۂ قریش کے تعرض کے لیے یہ لشکر گیا تھا اور اِس سال مین اور بقول
ف ۴ نزول آیت حجاب — بعض اس سے پہلے سال مین آیت حجاب[ف۴] نازل ہوئی **۶ھ ہجرت**
بنی قریظہ کے چھ مہینہ بعد آپ بنی لحیان[ف۵] کی طرف غزوہ کے ارادہ سے چلے وہ خبر
ف ۵ غزوۂ بنی لحیان — سنکر پہاڑون مین بھاگ گئے آپ نے وہان دو روز مقیم رہکر فوج کے دستے
مختلف جوانب مین بھیجے مگر وہ لوگ ہاتھ نہین آئے آپ چودہ دن کے بعد واپس
ف ۶ سریۂ نجد و قصہ ثمامہ بن اثال — مدینہ تشریف لے آئے پھر سریہ[ف۶] نجد واقع ہوا یعنی آپ نے ایک لشکر نجد کی جانب
بھیجا وہ بنی حنیفہ کے رئیس ثمامہ بن اثال کو پکڑ لائے اور وہ بعد گفتگو کے
ف ۷ غزوۂ حدیبیہ — مسلمان ہوگئے اسی سال ذیقعدہ مین قصہ حدیبیہ[ف۷] کا واقع ہوا۔ آپ نے
خواب دیکھا کہ آپ مکہ تشریف لے گئے اور عمرہ ادا کیا آپ نے اصحابؓ سے
یہ خواب بیان کیا اصحابؓ تو شوق و تمناے مکہ مین بے قرار تھے خواب سنکر
تیاری سفر کی کردی اور آپ بھی مدینۂ طیبہ سے روانہ ہوئے یہانتک کہ متصل

---

[۱] سیف ساحل ۱۲ قاموس [۲] اور اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ یہ قصہ حدیبیہ سے پہلے ہوا ہے کیونکہ حدیبیہ کے بعد زمانہ صلح کا رہا ۱۲ منہ

مکہ کے پہونچ گئے اور قریش نے سُنکر کہا کہ ہم مکہ مین ہرگز نہ آنے دین گے آپ نے وہان سے پھر کر حدیبیہ پر مقام کیا یہ ایک کنوان ہے اُسکے پاس میدان ہے آپ وہان ٹھیرے پھر ایک دراز قصّہ کے بعد جو کہ بخاری شریف مین مذکور ہے اسپر صلح ہوئی کہ اگلے سال آکر عمرہ کرین اور تین دن سے زیادہ نہ ٹھیرین اور دش برس مدّت صلح کی ٹھیری اِس عرصہ مین فیما بین لڑائی نہ ہوا ور آپ کے حلیفون سے قریش نہ لڑین اور قریش کے حلیفون سے آپ نہ لڑین حلیف کہتے ہین عہد موافقت باندھنے والے کو اور وہان بنی بکر اور بنی خزاعہ دو قبیلے تھے خزاعہ آپ کے ساتھ ہم عہد ہوئے اور بنی بکر قریش کے ساتھ اِسکے بعد آپ مدینہ واپس تشریف لے آئے اور اسی سنہ مین حدیبیہ کے قبل واقدی نے چند سرایا ذکر کیے ہین مثلاً ربیع الاول یا آخر مین عکاشہ بن محصن کو چالیس ہمراہیون کے ساتھ غمر[1] کی طرف بھیجا وہ لوگ خبر سُنکر بھاگ گئے اور اُنکے دوسو اونٹ ہاتھ آئے جنکو لیکر مدینہ آ گئے اور ابو عبیدہ بن الجراح کو ذی القصہ[2] کی طرف بھیجا وہ لوگ بھی بھاگ گئے ایک شخص ہاتھ آیا وہ مسلمان ہوگیا اور محمد بن مسلمہ کو دش آدمی لیکر بھیجا غنیم چھپکر بیٹھ گئے جب مسلمان سو گئے دفعۃً اُنپر آگرے اور سب کو قتل کردیا صرف محمد بن مسلمہ زخمی ہو کر لوٹے اور اسی سال زید بن حارثہ کا سریہ جموم[3] کی طرف روانہ ہوا کچھ قیدی اور مواشی ہاتھ آئے اور جمادی الاولی مین بھی زید بن حارثہ پندرہ آدمیون کے ساتھ طرف[4] کی طرف روانہ کیے گئے اور بیس اونٹ ہاتھ آئے اور اسی مہینہ مین بھی زید عیص[5] کی جانب بھیجے گئے

[1] ایک موضع ہے کذا فی القاموس ۱۲ [2] ایک موضع ہے کذا فی القاموس ۱۲ [3] وبقال جموم ناحیۃ بطن نخل من المدینۃ ۱۲ کذا فی المواہب [4] وہو ماء علی ستۃ وثلثین میلاً من المدینۃ ۱۲ کذا فی المواہب وہو کلتف کذا فی القاموس ۱۲ [5] موضع علی اربع لیال من المدینۃ ۱۲ مواہب ۔

اور ابو العاص بن ربیع آپ کے داماد یعنی حضرت زینبؓ کے شوہر قریش کا مال تجارت لیے ہوئے شام سے آتے تھے وہ سب لیا گیا اور ابو العاص نے مدینہ مین آکر حضرت زینبؓ کی پناہ لی اور درخواست کی کہ یہ مال مجھکو واپس کرا دو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب مسلمانون سے اجازت لے کر واپس کرا دیا اُنھون نے مکہ مین آکر سب کی امانتین ادا کین اور مسلمان ہوگئے۔ مگر زاد المعاد مین راجح اس قصہ کا بعد حدیبیہ ہونا بیان کیا ہے اور اسکو ابو بصیر کی طرف منسوب کیا ہے اور اُنھون نے ہی آپ کے ارشاد کی خبر سُنکر مال واپس کیا تھا اور اسی مین سریہ عبد الرحمن بن عوف کا شعبان مین دومۃ الجندل کی طرف بھیجا گیا تھا وہ لوگ مسلمان ہوگئے اور اسی سال شوال مین عرنیین کے مقابلہ کے لیے سریہ کرز بن خالد فہری کا ہوا بیس آدمی بھیجے تھے وہ لوگ پکڑے گئے اور قتل کیے گئے جیسا کہ حدیثون مین ہے ان سب کے بعد حدیبیہ[1] ہوا پھر بعد حدیبیہ کے غزوہ غابہ واقع ہوا جسکا نام غزوہ ذی قرد بھی ہے یہ ایک تالاب ہے اور غابہ ایک مقام ہے مدینۂ طیبہ کے قریب ہے یہان آپ کے کچھ اونٹ چر رہے تھے کہ عبد الرحمن فزاری راعی کو قتل کرکے اونٹ ہانک لے گیا آپ کچھ آدمی لے کر تشریف لے چلے سلمہ بن اکوع نے اُس روز بہت کام کیا اور اُنکو ذی قرد تک بھگاتے چلے گئے اور سب اونٹ چھڑا لیے صحیح مسلم مین یہ قصہ بسط سے مذکور ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے مدینہ واپس آکر بیس روز تقریبًا ٹھیرے تھے کہ غزوہ خیبر واقع ہوا آپ وہان صبح کو پہونچے وہ لوگ آلات زراعت لے کر

[1] حدیبیہ سے ناکام واپس آنے سے آپ کے خواب کا غلط ہونا لازم نہین آتا کیونکہ خواب مین کوئی زمانہ معین نہ دیکھا تھا سو اگلے سال وہ خواب واقع ہوا ۱۲ منہ

صبح کو نکلے تھے کہ آپ کو دیکھکر قلعہ مین گھس گئے اور دروازہ بند کرلیا آپ نے
محاصرہ کیا سات قلعے خیبر مین تھے سب قلعے بتدریج فتح ہوگئے بعد فتح ہونیکے
آپ نے یہود خیبر کے جلا وطن ہونے کا حکم دیا اور اُنکے اموال اور باغ اور زمین
سب ضبط کرلیے یہود نے عرض کیا کہ آپ کو یہان کے تردد کے لیے مزدورونکی
حاجت ہوگی اگر آپ ہمکو جلا وطن نہ کرین تو یہ کام ہم کرینگے آپ نے یہ بات اُن کی
قبول فرمائی اور ارشاد کیا کہ جب تک ہم چاہین تمکو رکھین گے جب چاہین نکالدینگے
اور بٹائی پر خدمت کے لیے اُن کو رکھا پیداوار مین سے نصف حصہ اُنکا مقرر
کردیا پھر حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت مین جبکہ جزیرہ عرب کو کفار سے خالی کرانا
منظور ہوا تو یہود خیبر کو بھی نکالدیا وہ سب شام کو چلے گئے خیبر سے ملحق ایک
موضع فدک تھا وہان کے لوگون نے آپ سے اسطرح صلح چاہی کہ آدھی زمین فدک کی
آپ کو دین اور آدھی اپنے پاس رکھین آپ نے قبول فرمایا منجملہ غنائم خیبر کے
حضرت صفیہؓ حضرت دحیہؓ کے حصہ مین آئی تھین آپ نے اُنسے لے کر آزاد کرکے
اُنسے نکاح کرلیا آپ خیبر مین تشریف رکھتے تھے کہ حضرت جعفر بن ابی طالب مع
اور مہاجرین حبشہ کے وہین تشریف[2] لائے اور اُن ہی کے ساتھ کشتی پر حضرت
ابو موسی اشعریؓ مع اشعرین کے آئے اور خیبر ہی مین ایک یہودیہ[3] نے دست کے گوشت
مین زہر ملا کر آپ کو دیا آپ نے ایک لقمہ مُنھ مین ڈالا اور فرمایا کہ اس دست نے مجھ سے
کہدیا کہ مجھ مین زہر ملا ہے اور اسی غزوہ مین گدھے کے گوشت کی حرمت بیان فرمائی
اور اسی غزوہ مین متعہ کی ممانعت فرمائی اور غزوہ اوطاس مین پھر مباح ہوا تھا
پھر حرام ہوگیا اور آپ نے فرمایا کہ متعہ حرام ہے قیامت تک یہ حدیث صحیح مسلم مین موجود ہے

پھر آپ خیبر سے فارغ ہوکر وادی القریٰ کی طرف متوجہ ہوئے وہاں کچھ یہود اور
کچھ عرب تھے بعد جنگ کے وہ بھی فتح ہوا اور آپ وادی القریٰ میں چار روز
رہے جب یہود تیماء کو یہ خبر پہونچی انھوں نے آپ سے صلح کر لی اور اپنے اموال پر
قابض رکھے گئے حضرت عمرؓ نے خیبر اور فدک والوں کو نکالا تھا اور تیماء اور
وادی القریٰ والوں کو اس لیے نہیں نکالا کہ یہ مواضع شام میں سے ہیں پھر
خیبر سے واپس تشریف لاکر شوال ۷ھ ہجری تک آپ کہیں نہیں تشریف لے گئے
اور اس مدت میں مختلف سرایا روانہ فرمائے۔ (۱) سریۂ ابی بکرؓ بجانب نجد بنی فزارہ
کے مقابلہ میں (۲) سریۂ عمرؓ بجانب ہوازن۔ (۳) سریۂ عبداللہ بنؓ رواحہ بجانب
بشیر بن دارام یہودی۔ (۴) سریہ بشیر بن سعد بجانب بنی مرہ۔ (۵) ایک سریہ
بجانب حرقات از قبیلۂ جہینہ۔ (۶) سریۂ غالب بن عبداللہ کلبی بجانب بنی الملوح
بمقام کدید۔ (۷) سریہ بشیر بن سعد بجانب جماعت جنینیا زمین وغطفان و
حیان (۸) سریۂ ابی حدرد اسلمی (۹) ایک سریہ بجانب اضم (۱۰) سریۂ عبداللہ
بن حذافہ سہمی[1] اور خیبر کے بعد ایک غزوہ ذات الرقاع ہوا اسمیں غطفان سے
مقابلہ ہوا اور اسکو غزوۂ نجد اور غزوۂ بنی انمار بھی کہتے ہیں اور اسی سال
قحط پڑا آپ کی دعا سے پانی برسا رمضان میں ۷ھ سنہ ہجرت اور کے
بعضے سرایا اسی سنہ میں ہوئے مگر تاریخ متمیز نہونے سے میں سب کو تبعاً خیبر کے

ف ۱ ذات الرقاع و نجد و بنی انمار ف ۲ قحط و استسقاء

---

[1] اور حضرت اسامہؓ سے وہ غلطی کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے والے کی نیت کو تقیہ پر محمول کیا اسی واقعہ میں ہوئی
۱۲ منہ [2] اور وہ قصہ اسی میں ہوا تھا کہ اُنھوں نے ایک دن غصہ ہو کر آگ جلوائی اور سب کو کہا اسمیں
گھس جاؤ بعضے آمادہ ہوگئے اور بعض نے اُنکو روکا اور آپ نے فرمایا کہ طاعت امر غیر مشروع میں جائز نہیں ۱۲ منہ

ذیل مین ذکر کردیا اسی سنہ مین ذیقعدہ کے مہینہ مین عمرۃ القضا[1] واقع ہوا
صلح حدیبیہ مین جو شرط ٹھیری تھی اُسی کے موافق حدیبیہ کے ایک سال بعد
ذیقعدہ مین آپ واسطے عمرۃ القضا کے مکہ کو مع اصحاب تشریف لے گئے
اور آپ نے حکم فرمایا کہ سفر حدیبیہ مین جو ساتھ تھے وہ ضرور چلین مکہ پہونچکر عمرہ
کیا اور وہان حضرت میمونہؓ[2] بنت حارث سے نکاح کیا اور تیسرے دن حسب
شرط مدینہ کو روانہ ہوئے اور اسی روانگی کے وقت حضرت حمزہؓ کی بچی آپ کے پیچھے
پکارتی ہوئی ہو لی آپ نے اُسکی خالہ کو جو حضرت جعفرؓ کے نکاح مین تھین سپرد کردیا
جیسا حدیثون مین ہے **سنہ ۸ ہجرت** غزوۂ[3] موتہ یہ جمادی الاولی مین ہوا
سبب اسکا یہ ہوا کہ آپ کا ایک قاصد حارث بن عُمیرؓ آپ کا نامۂ مُبارک حاکم بصری
کے پاس لیے ہوئے جاتا تھا راہ مین حاکم شہر موتہ نے کہ ارض شام سے ہے
جس کا نام شرحبیل بن عمرو غسانی تھا اُس کو قتل کرڈالا آپ نے اُس قاتل پر
تین ہزار کا لشکر بھیجا اور حضرت زید بنؓ حارثہ کو امیر بنایا اور فرمایا کہ اگر یہ
شہید ہوجاوین تو جعفرؓ بن ابی طالب کو امیر بناوین اور جو وہ بھی شہید ہوجاوین
تو عبداللہ بنؓ رواحہ کو اور جو وہ بھی شہید ہوجاوین تو ایک مسلمان کو مسلمانون
مین سے چنانچہ سب اسی ترتیب سے شہید ہوئے تب مسلمانون نے حضرت خالد بن الولیدؓ
کو امیر کیا اور لڑائی فتح ہوئی اور اسی سال جمادی الاخری مین غزوۂ[4] ذات السلاسل
ہوا یہ وادی القری کے آگے ہے اور یہان سے مدینہ منورہ دس دن کی راہ ہے
آپ نے سُنا تھا کہ قضاعہ کی ایک جماعت مدینہ کی طرف آنا چاہتی ہے آپ نے

[1] ف عمرۃ القضا
[2] ف نکاح حضرت میمونہؓ
[3] ف غزوۂ موتہ
[4] ف غزوۂ ذات السلاسل

لہ کبھی غزوہ سے مراد معنی لغوی ہوتے ہین قطع نظر اصطلاح مشہور سے کہ جسمین آپ بھی تشریف رکھتے ہون ۱۲ منہ

حضرت عمرو بن العاص کو تین سو آدمی کے ہمراہ اُس طرف روانہ کیا پھر آپ کو
خبر ملی کہ مجمع اعدا کا زیادہ ہے تو دو سو آدمی دیگر حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح کو
بھیجا اور اُنمین حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ بھی تھے یہ لوگ بڑھتے چلے جاتے تھے
کچھ غنیم ملے مسلمانون نے حملہ کیا تو سب بھاگ کر متفرق ہو گئے لشکر اسلام ایک
پانی پر ٹھیر ا تھا جسکا نام سلسل تھا اِس لیے اس غزوہ کا نام ذات السلاسل ہوا اور
بعض نے کہا ہے کہ سلاسل سلسلہ وار ریگ کو کہتے ہین وہ زمین ایسی ہی تھی اور
بخاری مین غزوۂ ذات السلاسل سے پہلے غزوۂ ذی الخلصہ کا بھی ذکر کیا ہے جسمین آپنے
جریر بن عبد اللہ کو احمس کے ڈیڑھ سو سوار کے ساتھ ایک مکان کے منہدم کرنے کو
بھیجا تھا جو قبیلۂ خثعم مین کہ اہل یمن مین سے تھے کعبہ کے نام سے مقرر کیا گیا تھا پھر اسی
سال رمضان مین فتح مکہ ہوا اور یہ اعظم فتوح اور مدار اعزاز اسلام اور مفتاح شیوع
دین ہے سامان اسکا یہ ہوا کہ خزاعہ کہ صلح حدیبیہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
عہد مین اور بنی بکر کہ قریش کے عہد مین ہو گئے تھے آپس مین لڑے اور زیادتی
بنی بکر کی تھی کہ خزاعہ پر شبخون مارا اور قریش نے اُنکی خفیہ مدد کی آپنے قریش کی
اس عہد شکنی کی خبر پا کر تیاری لشکر کشی کی مکہ پر فرمائی اور مع لشکر مہاجرین و
انصار و دیگر قبائل عرب کوچ فرمایا بارہ ہزار آدمی لشکر ظفر پیکر مین تھے موکب
ہمایون داخل مکہ ہوا اور قتال شروع ہوا بہت کفار مارے گئے اور بڑے بڑے سردار قریش
شہر چھوڑ کر بھاگ گئے اور جو حاضر ہوئے اُنکی جان بخشی فرمائی گئی اور اُس روز تھوڑی
دیر کے لیے حرم مین قتال کی اجازت حق تعالیٰ کی طرف سے ہو گئی تھی اور فتح کا قصہ
نہایت مبسوط ہے تواریخ حبیب الٰہ مین دیکھ لیا جاوے یہان اختصار مد نظر ہے اور

ف ۱ غزوۂ ذی الخلصہ

ف ۲ فتح مکہ

آپ نے خانہ کعبہ کے بتوں کو خود نیست و نابود کیا اور بعضے بت نواح مکہ مین تھے اُنکے توڑنے اور مٹانے کے لیے سرایا روانہ فرمائے چنانچہ حضرت خالدؓ کو عزیٰ کے مٹانے کو کہ قریش اور بنی کنانہ کا بت تھا اور حضرت عمرو بن العاصؓ کو سواع کی طرف کہ ہذیل کا بت تھا اور سعد بن زیدؓ اشہلی کو مناۃ کی طرف کہ مشلل مین قدید کے قریب اوس اور خزرج و غسان وغیرہم کا بت تھا روانہ کیا اور یہ سب کارگزاری کرکے آگئے اور آپ نے اقامت مکہ ہی کے زمانہ مین حضرت خالدؓ کو بنی جذیمہ کی طرف دعوت اسلام کے لیے بھیجا[ف] پھر بعد فتح مکہ کے غزوہ حنین ہوا اس کو غزوہ اوطاس بھی کہتے ہین یہ دونون موضع ہین مکہ اور طائف کے درمیان مین اور غزوہ ہوازن بھی کہتے ہین کیونکہ یہی لوگ آپ کے قتال کو آئے تھے آپ ان کے اُن کفار پر کہ بقصد جنگ جمع ہو کر نکلے تھے بارہ ہزار آدمی کا لشکر لے گئے اور قتال شروع ہوا درمیان مین کچھ پریشانی لشکر اسلام مین ہو گئی مگر انجام کار اللہ تعالیٰ نے فتح دی یہ قصہ مقام حنین مین ہوا پھر کفار حنین سے بھاگ کر اوطاس مین جمع ہو گئے حملۂ لشکر اسلام سے وہان بھی شکست پائی اور اسکے بعد شوال کے مہینہ مین آپ نے طائف کا کہ وہان بنی ثقیف تھے محاصرہ کیا یہ لوگ اوطاس سے بھاگ کر طائف مین قلعہ کے اندر پناہ گزین ہو گئے تھے مگر علم الٰہی مین اس کے فتح کا وقت نہ آیا تھا آپ وہان سے اُٹھ آئے اور بعد غزوہ تبوک کے کہ جسکا ذکر آویگا وہ لوگ بلا قتال خود حاضر خدمت ہو کر مسلمان ہو گئے اور لات بت انکے ہان

[ف] جب یہ وہان پہونچے وہ لوگ مسلمانون کو چونکہ صابی کہا کرتے تھے اِسلیے بجاے اسلمنا کے صبانا صبانا کہنے لگے حضرت خالدؓ نے غلطی سے اُن کو قتل کرنا شروع کیا آپ پیغمبر ﷺ سنکر ناخوش ہوئے اور اسی قصہ مین حضرت علیؓ اور حضرت خالدؓ مین کچھ گفتگو ہو گئی تھی آپ نے حضرت خالدؓ کو فہمایش فرما دی ۱۲ منہ

تھا وہ بھی توڑا گیا پھر اسی سال کے محرم مین عیینہ بن حصن فزاری کو بنی تمیم کی طرف پچاس سوار کے ساتھ غزوہ کے لیے بھیجا وہ لوگ مقابلہ سے بھاگے اور کچھ مرد و عورتین گرفتار ہوئے اور مدینہ لائے گئے پھر انکے چند رؤسا اقرع بن حابس وغیرہ مدینہ مین آئے اور بعد مقابلہ نظم و نثر کے مسلمان ہوگئے آپنے اُن کو خوب عطیہ بھی دیا پھر صفر مین قطبہ بن عامر کو خثعم کی طرف بھیجا اور قتال بھی ہوا پھر کچھ غنیمت لیکر مدینہ آگئے اور اسی سال حضرت ابراہیم علیہ السلام صاحبزادہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہوئے اور آپ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے وفات پائی **سنہ ۹ ہجرت** ربیع الاول مین ایک لشکر ضحاک بن سفیان کی ہمراہی مین بنی کلاب کی طرف بھیجا اور بعد قتال کے کفّار کو ہزیمت ہوئی پھر ربیع الآخر مین علقمہ بن مجزز مدلجی کو حبشہ کی طرف بھیجا اور کفّار بھاگ گئے پھر ایک لشکر عبید اللہ بن حذافہ سہمی کے ساتھ روانہ کیا اور اسی سال حضرت علیؓ کو ایک بُت خانہ منہدم کرنیکے لیے جو کہ قبیلۂ طے مین تھا بھیجا حاتم طائی اسی قبیلہ سے تھا۔ چنانچہ وہ بت خانہ منہدم کیا گیا اور کچھ قیدی پکڑے گئے حاتم کے بیٹے عدی بھاگ گئے اور انکی بہن قید کی گئی آپنے اُنکی بہن کو اُنکی درخواست پر رہا کر دیا اور سواری بھی دی اُسنے عدی سے جاکر تعریف کی عدی آئے اور مسلمان ہوگئے پھر رجب مین غزوۂ تبوک واقع ہوا یہ ایک جگہ کا نام ہے اطراف شام مین اسکو غزوۂ عسرت بھی کہتے ہین اسلیے کہ تکلیف کے دنون مین اسکی تیاری ہوئی تھی سبب اسکا یہ ہوا کہ آپکو خبر پہونچی کہ ہرقل بادشاہ روم آپ پر لشکر لاتا ہے آپ کو مناسب معلوم ہوا کہ خود اُس پر لشکر لیجاوین قبائل عرب کو کہلا بھیجا بہت آدمی جمع ہوئے تیس ہزار

آدمی اِس غزوہ مین آپکے ہمراہ تھے آپ مع لشکر موضع تبوک مین پہونچے اور متوقف ہوئے اور ہرقل نے مارے ڈر کے کہ آپ کو پیغمبر برحق سمجھتا تھا اِدھر رُخ نہ کیا آپنے اطراف و جوانب مین لشکر بھیجے چنانچہ حضرت خالدؓ کو اکیدر حاکم دومۃ الجندل کی طرف بھیجا وہ اُسکو گرفتار کرکے لائے بعض نے لکھا ہے کہ اُس نے کچھ نذرانہ مقرر کردیا اور چھوڑ دیا گیا بعض نے کہا ہے کہ مسلمان ہوگیا جب آپ کی اقامت کو دو ماہ ہوگئے آپ صحابہؓ سے مشورہ کرکے مدینہ کو لوٹ آئے اور اِسی زمانہ مین مسجد ضرار[ف۱] کے ہدم کا قصہ ہوا وہ یون ہوا کہ ابو عامر راہب ایک بڑا مفسد قوم خزرج سے تھا اور کتابین پڑھکر نصرانی ہوگیا تھا پہلے تو آپ کی خبر نبوت کی بیان کیا کرتا تھا جب آپ مدینہ پہونچے مارے حسد کے مسلمان نہ ہوا اور عداوت مین سرگرم رہتا بعد غزوۂ بدر کے مدینے سے بھاگ کر قریش سے جا ملا اُحد مین آیا تھا پھر روم کو چلا گیا تا کہ بادشاہ روم کا لشکر آپ پہ چڑھا لاوے جب یہ صورت بھی نہ بنی مدینہ مین منافقین کو کہلا بھیجا کہ ایک مسجد بناوین وہ جگہ مشورہ کی ہوگی وہ سفر تبوک سے پہلے مسجد قُبا کے متصل بنوا چکے تھے اور آپ سے مستدعی ہوئے کہ آپ اُسمین چلکر نماز پڑھ لین مطلب یہ تھا کہ اِس سے اُسکی رونق ہوجاوے گی آپنے فرمایا اسوقت جہاد کو جاتا ہون بعد معاودت دیکھا جاویگا بعد معاودت پھر اُستدعا کی اللہ تعالیٰ نے اُنکے مکر پہ مطلع فرمایا اور یہ آیتین نازل فرمائین والذین اتخذوا مسجدا ضرارا الا یۃ آپنے اُسکو کُھدوا ڈالا اور جلا دیا اور اِسی سال حج فرض[ف۲] ہوا آپ خود بسبب شغل تعلیم و ہدایت وفود کے یعنی مختلف قبائل و مقامات کے ایلچیون کے جن کا ذکر بعد مین آتا ہے اور ۹ھ مین یہ لوگ زیادہ آئے تھے اور بسبب اہتمام غزوات کے (کہ ہر وقت

ف۱ انہدام مسجد ضرار

ف۲ فرضیت حج

احتمال اسکا رہتا تھا) خود تشریف نہ لیجا سکے حضرت ابوبکرؓ کو امیر الحاج مقرر کرکے مکہ کو روانہ کیا کہ لوگون کو حج موافق شرائع اسلام کے کرادین اور سورۂ برارت واسطے سُنانے احکام نقض عہد کے اُنکے ساتھ کردی پھر پیچھے سے موافق عادت عرب کے کہ عہد کے متعلق اقارب ہی کا پیغام قبول کرتے ہین حضرت علیؓ کو روانہ کیا اُن احکام کی تفصیل سورۂ برارت مین ہے اور اسی سال حضرت ام کلثومؓ آپ کی صاحبزادی کا انتقال ہوا سنہ ۱۰ ہجرت اسمین آپ خود حج کو تشریف لے گئے اور آپ نے ایسی باتین فرمائین جیسے کوئی وداع کرتا ہے لہذا حجۃ الوداع کہلاتا ہے آپکے حج کی خبر سُنکر مسلمان جمع ہونے شروع ہوئے ایک لاکھ آدمی سے زیادہ جمع ہو گئے تھے اور اسی حج مین عرفہ کے دن یہ آیت نازل ہوئی اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ اور اسی حج سے واپس ہوتے ہوئے ایک منزل غدیر خم نام مین خطبہ تاکید محبت کا حضرت علیؓ کے ساتھ فرمایا کیونکہ بعض لوگون نے جو یمن مین حضرت علیؓ کے ساتھ تھے انکی بیجا شکایتین آپ سے کی تھین پھر آپ مدینہ پہونچکر ہدایت وارشادِ خلق وعبادت خالق مین مشغول ہوئے اور ربیع الاول مین سفر آخرت کو آپ نے اختیار فرمایا

من القصیدۃ فی غزواتہ صلی اللہ علیہ وسلم

۵۱ مَا زَالَ یَلْقَاهُمْ فِیْ کُلِّ مُعْتَرَکٍ
حَتّٰی حَکَوْا بِالْقَنَا لَحْمًا عَلٰی وَضَمِ

۵۲ یَجُرُّ بَحْرَ خَمِیْسٍ فَوْقَ سَابِحَۃٍ
تَرْمِیْ بِمَوْجٍ مِّنَ الْاَبْطَالِ مُلْتَطِمِ

۵۳ هُمُ الْجِبَالُ فَسَلْ عَنْهُمْ مُصَادِمَهُمْ

۵۱ آپ کفار سے ہر میدان جنگ مین لڑتے رہے یہان تک کہ وہ بسبب نیزہاے مجاہدین کے اُس گوشت بیحس وحرکت کے مشابہ ہوگئے جو تختۂ قصاب پر رکھا ہوا ۵۲ دین اسلام دریاے لشکر کو جو گھوڑے تیز ورم رفتار پر سوار ہے کھینچے ہوے ایسے حال مین کہ وہ دریا دلیرون کی موج کو جو باہم متصادم ہے پھینک رہا ہے (یعنی دلیرون کی صفین آپسمین متلاطم ہین) ۵۳ لشکر اسلام (ثبات قدم مین) پہاڑون کے

مَاذَا رَأَىٰ مِنْهُمْ فِيْ كُلِّ مُصْطَدَمِ
۵۴
وَسَلْ حُنَيْنًا وَسَلْ بَدْرًا وَسَلْ أُحُدًا
فُصُوْلُ حَتْفٍ لَهُمْ أَدْهَىٰ مِنَ الْوَخَمِ
۵۵
وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُوْلِ اللهِ نُصْرَتُهُ
اِنْ تَلْقَهُ الْأُسْدُ فِيْ آجَامِهَا تَجِمِ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

ما سدہے اگر تجکو میرے قول کا یقین نہین آتا تو اُنکا حال (و کیفیت استقلال) اُن کے مقابل سے دریافت کرلے کہ اُنسے اُنکا ہر جنگ گاہ مین کیا حال دیکھا ہے ۵۴ اور اُن کا حال مقامات جنگ سے (یعنی) حنین سے اور بدر سے اور احد سے کفار کے انواع موت کو پوچھ لے جو اُنکے حق مین وبا سے بھی زیادہ سخت ہین ضرر مین ۵۵ اور جس کی نصرت بذریعۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہوگی اگر اسکو شیر اپنے بیشون مین ملین تو وہ دم بخود رہ جاوین ۱۲ عطر الوردہ

اٹھارھوین فصل وفود کے بیان مین

عظمت خانۂ کعبہ کی عرب کے دل مین بہت تھی اور تھوڑے دن قصۂ اصحاب فیل کو گذرے تھے لہذا عرب کا یہ اعتقاد تھا کہ اہل باطل کعبہ پر غالب آوین گے بعد فتح مکہ کے سب عرب کو اعتقاد حقیت اسلام کا ہوا اور فوج فوج اہل عرب اسلام مین داخل ہوئے اور قریات اور قبائل کے لوگ مسلمان ہوگئے کچھ آدمی حضور اقدس مین واسطے سیکھنے شرائع اسلام[۱] کے بھیجدیتے وہ لوگ جو حضور مین حاضر ہوتے تھے وفد کہلاتے تھے وفود وفد کی جمع ہے جس سال مین وفد بکثرت آئے یعنی سنہ ۹ وہ عام الوفود کہلاتا ہے آپ وفود کی بہت خاطرداری اور توقیر کرتے اور انعام دیکر رخصت کرتے نیز عام اہل عرب اسکے بھی منتظر تھے کہ آپ کا معاملہ آپ کی قوم سے کیا ہوتا ہے قریش کے اسلام قبول کرنے سے بھی اور لوگ نرم ہوئے اکثر وفود تبوک کے بعد حاضر ہوئے اب بعض وفود کا ذکر محض فہرست کے طور پر کیا جاتا ہے قصے انکے کتب سیر مین

[۱] اور بعض قبیلہ نے بجائے اسلام کے استسلام اختیار کیا جیسے وفد نصارئ نجران ۱۲ منہ

مذکور ہین (۱) وفد ثقیف جن کا ذکر غزوۂ طائف کے ذیل مین آچکا ہے کہ وہ لوگ خود حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے آپ غزوۂ تبوک سے رمضان مین واپس ہوئے تھے اور اُسی ماہ مین یہ لوگ حاضر ہوئے تھے (۲) وفد بنی تمیم جن کا ذکر بعد غزوۂ طائف کے گذرا ہے کہ اقرع بن حابس وغیرہ حاضر ہوئے تھے (۳) وفد طے غزوۂ تبوک سے پہلے ذکر ہوا ہے کہ عدی حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے (۴) وفد عبد القیس[1] (۵) وفد بنی حنیفہ ان مین مسیلمہ کذاب بھی آیا تھا اور انمین بعضے لوگ مسلمان ہونے کے بعد پھر مرتد ہو گئے تھے اور یہ لوگ سنہ کے اخیر مین آئے تھے (۶) دوسرا وفد طے انمین زید خیل آئے تھے (۷) وفد کندہ انمین اشعث بن قیس بھی تھے (۸) وفد اشعریین واہل یمن (۹) وفد ازد ان مین صرد بن عبد اللہ بھی آئے تھے (۱۰) وفد بنی الحارث بن کعب ربیع الثانی یا جمادی الاولی سنہ مین (۱۱) وفد ہمدان (۱۲) وفد مزینہ (۱۳) وفد دوس (۱۴) وفد نجران۔ (۱۵) وفد بنی سعد بن بکر یہ آنے والے ضمام بن ثعلبہ تھے (۱۶) طارق بن عبد اللہ مع اپنی قوم کے (۱۷) وفد تجیب (۱۸) وفد بنی سعد ہذیم از قبیلۂ قضاعہ (۱۹) وفد بنی فزارہ بعد تبوک (۲۰) وفد بنی اسد (۲۱) وفد بہرا (۲۲) وفد عذرہ صفر سنہ مین (۲۳) وفد بلی ربیع الاول سنہ مین (۲۴) وفد ذی مرہ (۲۵) وفد خولان شعبان سنہ مین (۲۶) وفد محارب سال

---

[1] اشج عبد القیس جن کی مدح حدیثون مین آئی ہے ان ہی مین آئے تھے ۱۲ منہ [2] مباہلہ کا قصہ ان ہی لوگون سے ہوا تھا انھون نے اسلام تو قبول نہین کیا مگر مطیع اور باجگذار ہو گئے ۱۲ منہ [3] زاد المعاد مین اسی طرح ہے شاید محرم سے ابتدا کے اعتبار سے یہ سنہ لیا ہے ۱۲ [4] بروزن رضی قبیلۃ کذا فی القاموس ۱۲

حجۃ الوداع مین (۲۷) وفد صداء[۱] سنہ مین (۲۸) وفد غسان رمضان ۱۰ھ مین (۲۹) وفد سلامان شوال ۱۰ھ مین (۳۰) وفد بنی عبس[۲] (۳۱) دوسرا وفد ازد ان مین سوید بن الحارث آئے تھے (۳۲) وفد بنی منتفق (۳۳) وفد نخع اور یہ آخر وفود ہے کذا فی زاد المعاد۔

من القصیدۃ

یَا خَیْرَ مَنْ یَمَّمَ الْعَافُوْنَ سَاحَتَہٗ
(جواب یقصد ای اقبل علیہا ۱۲ منہ)
سَعْیًا وَّفَوْقَ مُتُوْنِ الْاَیْنُقِ الرُّسُمِ

وَمَنْ[۳] هُوَ الْاٰیَةُ الْکُبْرٰی لِمُعْتَبِرٍ
وَمَنْ هُوَ النِّعْمَةُ الْعُظْمٰی لِمُغْتَنِمِ

۲ اور اگر نجران کو بوجہ اسلام نہ لانے کے نکالدیا جاوے اور ازد اور رطے کے دونون وفدون کے مجموعہ کو ایک کے حکم مین رکھا جاوے تو تیس ہوتے ہین ۱۲ منہ ۴ اے بہترین اُنکے سائل دوڑتے ہوے اور تیزرو اونٹنیون کی پشتون پر سوار ہوکر اُنکی درگاہ کا قصد کرتے ہین (جیسے وفود آتے تھے)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

فصل انیسوین حکام اور اہل کارون کے متعین فرمانے مین واسطے انتظام

مُلکی و تحصیل صدقات و جزیہ کے جن بلاد مین اسلام کا تسلط ہو گیا وہاں اس کام کے لیے اِن صاحبون کو مامور فرمایا۔ (۱) مہاجر بن ابی امیہ بن المغیرہ کو صنعاء پر (۲) زیاد بن لبید انصاری کو حضرموت پر (۳) عدی کو طے پر اور بنی اسد پر (۴) مالک بن نویرہ یربوعی کو بنی حنظلہ پر (۵) زبرقان

[۱] زیاد بن حارث صدائی جنکی اذان کا قصہ حدیث مین آیا ہے وہ اسی قبیلہ سے ہین ۱۲ منہ [۲] آپ نے اُنسے حضرت خالد بن سنان کی اولاد کو پوچھا اُنھون نے کہا کہ ایک لڑکی تھی اُسکی نسل منقطع ہو گئی آپ نے فرمایا نبی تھی اُنکی قوم نے اُنکو ضائع کر دیا یعنی اُنکی قدر نہ پہچانی ۱۲ منہ [۳] اور اے وہ ذات کہ وہ بڑی نشانی ہے متامل کے لیے اور وہ بڑی نعمت ہے قدردان کے لیے (کہ آپ کی قدر سمجھکر وفود آتے تھے) عطر الوردہ مع تغیر ۱۲

بن بدر کو بنی سعد کے بعض علاقون پر (۶) قیس بن عاصم کو بنی سعد کے دوسرے بعض علاقون پر (۷) علاء بن الحضرمی کو بحرین پر تحصیل کے لیے (۸) حضرت علیؓ کو اہل نجران پر کذا فی سیرۃ ابن ہشام اور حدیثون سے (۹) عتاب بن اسید کا مکہ پر اور (۱۰) معاذ بن جبل اور (۱۱) حضرت ابو موسیٰ اشعری کا یمن پر حاکم مقرر ہونا ثابت ہے۔

من القصیدۃ

مِنْ کُلِّ مُنْتَدِبٍ لِلّٰہِ مُحْتَسِبٍ
یَسْطُوْ بِمُسْتَاصِلٍ لِلْکُفْرِ مُصْطَلِمٖ

حَتّٰی غَدَتْ مِلَّۃُ الْاِسْلَامِ وَھِیَ بِھِمْ
مِنْ بَعْدِ غُرْبَتِھَا مَوْصُوْلَۃَ الرَّحِمٖ

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

۵۱ اصحاب کرام مین ہر ایک محب بعوت حق ہے کہ آپ نے جہان بھیجدیا چلے گئے) اور امید وار عطا سے حق ہے (کہ ثواب کے پیچھے چلے گئے) جو حملہ کرتا ہے بذریعہ ایسے حربہ کے جو کفر کی بیخ اکھاڑ کر پھینک دے۔ ۱۲

۵۲ یہان تک کہ ملت اسلام اپنی غربت اور کمزوری کے بعد متصل القرابۃ ہوگئی اس حال مین کہ وہ ملت اسلام ان سے ملحق وملصق ہے (یعنی ایسی حمایت کی جیسے وہ ان کی قرابت دار ہو چنانچہ وہ اسلام کی خدمات بجا لائے) ۱۲ عطر الوردہ بتغیر ما۔

فصل بست و یکم فرمانون کی روانگی مین ملوک وسلاطین کی طرف (۱) ہرقل شاہ روم کو دحیہ بن خلیفہ کے ہاتھ نامۂ مبارک روانہ فرمایا اور وہ باوجود یقین نبوت کے ایمان نہین لایا (۲) کسریٰ شاہ فارس کو عبد اللہ بن حذافہ سہمی کے ہاتھ اُس نے نامۂ مبارک کو پھاڑ ڈالا آپ نے سُنکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اسکی سلطنت کو پارہ پارہ کردیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا (۳) نجاشی شاہ حبشہ کو عمرو بن امیہ ضمری کے ہاتھ کذا فی المواہب اور یہ وہ نجاشی نہین ہے جسکے زمانہ مین ہجرت حبشہ ہوئی تھی اور جن پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی یہ اُس نجاشی کے بعد ہوا اور اسکے اسلام کا حال معلوم نہین ہوا کذا فی زاد المعاد (۴) مقوقس

شاہ مصر کو حاطب بن ابی بلتعہ کے ہاتھ یہ ایمان نہین لایا مگر ہدایا بھیجے (۵) منذر بن ساوی شاہ بحرین کو علاء بن الحضرمی کے ہاتھ یہ مسلمان ہوگئے اور بدستور برسر حکومت قائم رکھے گئے (۶) دو بادشاہ عمان جیفر بن جلندی وعبد بن جلندی کو عمرو بن العاص کے ہاتھ اور یہ دونون مسلمان ہوگئے (۷) ہوذہ بن علی حاکم یمامہ کو سلیط بن عمرو عامری کے ہاتھ وہ مسلمان نہین ہوا (۸) حارث بن ابی شمر غسانی حاکم غوطہ دمشق کو شجاع بن وہب کے ہاتھ حدیبیہ سے واپس ہونے کے زمانہ مین کذا فی زاد المعاد (۹) جبلہ بن[ل] ایہم غسانی کو شجاع بن وہب کے ہاتھ کذا فی سیرۃ ابن ہشام اور اسی کے ذیل مین اُن عرائض کا بھی ذکر مناسب ہے جو سلاطین نے آپ کے حضور مین بھیجین علاوہ اُن سلاطین کے جنھون نے آپ کے فرمانون کے جواب عرض کیے جنکا ذکر اوپر آچکا ہے سیرۃ ابن ہشام مین ہے کہ جب آپ تبوک سے تشریف لے آئے تو شاہان حمیر نے ملک یمن سے عرائض مشعر اپنے اسلام کے قاصدون کے ہاتھ بھیجے اُنکے نام یہ ہین (۱) حارث بن عبد کلال (۲) نعیم بن عبد کلال (۳) نعمان حاکم ذورعین ومعافر وہمدان (۴) زرعہ ذویزن یہ سب ملوک یمن ہین اور (۵) فروہ بن عمرو نے جو کہ سلطنت روم کی جانب سے عامل تھا اپنے اسلام کی خبر قاصد کے ہاتھ بھیجی اہل روم نے اول اُسکو قید کیا اور پھر قتل کردیا کذا فی سیرۃ ابن ہشام (۶) باذان صوبہ دار یمن از جانب کسریٰ مع اپنے دونون بیٹون اور اُن لوگون کے جو اہل فارس اور اہل یمن سے

[ل] یہ آخر ملوک شام ہے کذا فی القاموس ۱۲ منہ

اُسکے پاس تھے اسلام لایا اور اپنے اسلام کی خبر آپ کے پاس بھیجدی کذا فی تواریخ حبیب الٰہ مع قصۂ سبب اسلامہ۔ یہ سب مکتوب الیہ اور کاتب ملکر بندرہ ہوئے اور سیرۃ ابن ہشام مین رفاعہ بن زید جذامی کے ہاتھ کہ وہ مسلمان ہوگئے تھے اُن کی قوم کی طرف ایک فرمان لکھدینا اور اُن لوگونکا مسلمان ہوجانا مذکور ہے اور بخاری کی شرح کرمانی مین ملوک یمن مین سے ذوالکلاع الحمیری اور ذو عمرو کا مسلمان ہوکر حضورؐ مین حاضر ہونے کے لیے روانہ ہونا مگر آپ کی حیات مین نہ پہونچ سکنا لکھا ہے۔

من القصیدۃ

آیاتہُ الغرُّ لا یخفی علیٰ احدٍ
بدونہا العدلُ بین الناسِ لم یقُمِ

محکماتٌ فما یُبقین من شبہٍ
لذی شقاقٍ وما یُبغین من حکمِ

ما حُورِبت قطُّ الا عاد من حربٍ
اعدی الاعادی الیہا مُلقی السلمِ

یا ربِّ صلِّ وسلِّم دائماً ابداً
علیٰ حبیبک خیرِ الخلقِ کلہمِ

۵۱ آپ کے روشن احکام کسی پر مخفی نہین (چنانچہ اِن سلاطین پر ظاہر ہوگئے کہ قبول کیا یا مغلوب ہوئے) بدون اُن احکام کے لوگون مین عدل قائم نہین ہوا - ۱۲
۵۲ وہ احکام (امور متنازع فیہا مین) حکم اور فیصل کنندہ قرار دیے جاتے ہین سو وہ شبہات کو باقی نہین چھوڑتے کسی مخالف کے لیے اور نہ وہ احکام اپنے سوا کسی اور فیصلہ کنندہ کے طالب ہین (کیونکہ وہ خود اِسکے لیے کافی ہین) ۵۳ اُن احکام سے کبھی لڑائی یعنی مقابلہ نہین کیا گیا مگر اُس کا انجام یہی ہوا کہ دشمن سے دشمن بھی لڑائی سے باز آکر اُن کی طرف صلح کی سپر ڈالتا ہوا نظر آیا (جیسا اِن سلاطین نے عجز کا اقرار کیا) عطر الوردہ مع تغیر ما - ۱۲

فصل اکیسوین آپ کے بعض شمائل و اخلاق و عادات مین۔ اسمین رسالہ شیم الحبیب مصنفہ حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلوی خاتم مثنوی کے (جس کا ملحقۃ المقدمہ مین ذکر آیا ہے بسبب اسکے کہ شمائل مین کافی مقدار پر مشتمل ہے) ترجمہ مع الاصل کے ایراد کو کافی سمجھا گیا اور نام اسکا شم الطیب ترجمۂ شیم الحبیب ہے اس فصل کے اجزا کو بلفظ وصل تعبیر کیا جاوے گا۔ ومن اللہ التوفیق۔

شیم الحبیب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَرْسَلَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا عَرَبِیًّا ہَاشِمِیًّا مَکِّیًّا مَدَنِیًّا سَیِّدًا اَمِیْنًا صَادِقًا مَصْدُوْقًا قُرَشِیًّا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ کَانُوْا لَہٗ حَفًا نَجِیًّا وَبَعْدُ فَاِنَّ الْعُلَمَاءَ قَدْ جَمَعُوْا لِشَمَائِلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَسَلَکُوْا فِیْہِ مَسْلَکًا طَرِیًّا وَنَحَوْا مَنْہَجًا سَوِیًّا وَلٰکِنَّ بَعْضَہُمْ

شم الطیب

(ترجمہ شیم الحبیب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مین اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہون جس نے ہماری طرف ایک رسول کو بھیجا جو عربی ہاشمی مکی مدنی سردار امین سچی خبرین دینے والے سچی خبرین دیے گئے قریشی ہین اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر جو کہ آپ کے محب خاص اور رازدار با اختصاص تھے رحمت نازل فرماوے۔

بعد حمد و صلوٰۃ کے مدعا یہ ہے کہ علماء (ہمیشہ سے) نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمائل کو جمع کرتے رہے۔

اور اس باب مین نو بنو مسلک اور اعتدال طریق پر چلتے رہے لیکن بعض نے

قَدْ اَطْنَبُوا اِلَى الْاِطْنَابِ اِمْلَالًا وَبَعْضُهُمْ
اَوْجَزُوا الْاِيْجَازَ اِخْلَالًا فَالنَّاسُ بَيْنَ هَارِبٍ
وَشَائِقٍ وَطَالِبٍ تَائِقٍ فَاَرَدْتُّ اَنْ
اَذْكُرَ نُبَذًا مِّنْ مَّحَاسِنِهٖ وَمَكَارِمِهٖ
وَشَطْرًا مِّنْ شَمَائِلِهٖ وَخِصَالِهٖ مُخْتَصَرًا وَّافِيًا
وَّمُوْجَزًا شَافِيًا فَاِنَّ الْعَاشِقَ الْهَائِمَ
الْمَهْجُوْرَ اِذَا افْتَقَدَ الْوِصَالَ يَتَسَلّٰى بِذِكْرَى الدَّارِ
وَالْخَالِ وَيَتَعَلَّلُ بِوَصْفِ الْجَمَالِ وَ
تَذْكَارِ الْخِصَالِ وَمَعَ ذٰلِكَ فَاَرْجُوْ
بِهِ الثَّوَابَ وَالنَّجَاةَ مِنَ الْعَذَابِ
وَالشَّفَاعَةَ مِنْ حَبِيْبِ رَبِّ الْاَرْبَابِ
وَالدُّعَاءَ مِنَ الطُّلَّابِ وَالْاَحْبَابِ كَيْفَ وَلَا
وَسِيْلَةَ لِيْ مِنْ حُسْنِ الْعَمَلِ وَالْعُمُرُ مَصْرُوْفٌ
فِي الْمَعَاصِيْ وَالزَّلَلِ فَتَمَسَّكْتُ بِذَيْلِ
شَمَائِلِهٖ وَتَشَبَّثْتُ بِذِكْرِ مَدَائِحِهٖ
وَفَضَائِلِهٖ تَقَبَّلَ اللّٰهُ عَنِّيْ وَعَنْ جَمِيْعِ

اسقدر تطویل کی جس سے دل اُکتا جائے اور بعض نے اسقدر اختصار کیا کہ فہم مطلب ہی مین خلل پڑ جائے اور لوگ مختلف ہوتے ہین بعضے (تطویل یا ایجاز سے) بھاگتے ہین اور بعضے اُسکے شائق اور طالب ہوتے ہیں (سو تطویل واختصار سے نفع عام نہین ہوتا بخلاف مقدار اوسط مناسب کے کہ وہ ہر شخص کے مذاق کے موافق ہوتا ہے) اسلیے مین نے ارادہ کیا کہ آپکے محاسن اوصاف ومکارم اخلاق اور شمائل اور خصال مین سے ایک مختصر حصہ مگر کافی شافی قلمبند کرون کیونکہ عاشق سرگشتہ ومہجور جب محروم الوصال ہوتا ہے تو منزل محبوب یا خط وخال ہی کو یاد کرکے اپنے دل کو سمجھاتا ہے۔ اور محبوب کے حال اور اوصاف کا بیان و تذکرہ کرکے اپنا جی بہلاتا ہے اور اسی کے ساتھ مین اِس مین حصول ثواب اور نجات من العذاب اور شفاعت محبوب رب الارباب و دعاے طالبین واحباب کی بھی امید رکھتا ہون۔ اور یہ اُمید کیسے نہ رکھون جبکہ حسن عمل کا کوئی وسیلہ میرے پاس نہین۔ اور عمر تمام معاصی اور لغزشون مین صرف ہوئی اسلیے مین نے آپکے شمائل و مدائح و فضائل کے تذکرہ کا دامن پکڑا۔ اللہ تعالےٰ مجھ سے اور سب مسلمانون سے اسکو قبول فرماوے۔

الْمُسْلِمِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَلَمَّا كَانَ الْكِتَابُ الْمُسْتَطَابُ الشَّمَائِلُ لِاَبِیْ عِيْسَى التِّرْمِذِيِّ وَالشِّفَاءُ لِلْقَاضِیْ عِيَاضٍ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ الْفَيَّاضُ اَجْمَعَ وَاَضْبَطَ فِیْ هٰذَا الْبَابِ فَالْتَقَطْتُ مِنْهُمَا مَا يُغْنِي الطَّالِبَ الْمُشْتَاقَ وَيَسْلُوْبِهٖ الْمَهْجُوْرُ الْمُشْتَاقُ وَلْنُقَدِّمْ بِحَدِيْثِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ هِنْدٍ فَاِنَّهٗ فِیْ غَايَةِ الْفَصَاحَةِ وَالْبَلَاغَةِ وَاَقْصٰى دَرَجَةٍ تِبْيَانِ خَصَائِصِ مَعْدِنِ النُّبُوَّةِ وَالرِّسَالَةِ عَلَيْهِ مِنَ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ اَتَمُّهُمَا وَاَكْمَلُهُمَا اَقُوْلُ رَوَى الْقَاضِیْ بِاِسْنَادِهِ الْمُعَنْعَنِ الْمُتَّصِلِ اِلٰى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَهُوَ الْاِمَامُ الْهُمَامُ زَيْنُ الْعَابِدِيْنَ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ سَاَلْتُ خَالِیْ هِنْدَ بْنَ اَبِیْ هَالَةَ عَنْ حِلْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ وَصَّافًا وَاَنَا

مستحق جمیع محامد کا وہی رب العالمین ہے اور چونکہ کتاب الشمائل امام ترمذی رحمہ اللہ کی اور کتاب الشفا قاضی عیاض رحمہ اللہ کی اِس باب میں جامع تر اور ضابطہ تر تھی اِسلیے مین نے اِن ہی دو کتابون سے ایسے مضامین منتخب کیے جو طالب راغب کو (دوسری کتابون سے) بے نیاز کردین اور جن سے مہجور مشتاق دل کو تسلی دے سکے۔ سو ہم امام حسن بن علیؓ کی روایت سے جو کہ ہندؓ سے مروی ہے شروع کرتے ہین کیونکہ وہ فصاحت و بلاغت کے منتہی پایہ پر ہے اور معدن نبوت و رسالت یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم صلوٰۃً و سلاماً تامین کاملین کے بیان خصوصیات کے اعلے درجہ مین ہے پس مین کہتا ہون (وصل اوّل آپ کے حلیہ شریفہ مین) قاضی ممدوح نے اپنے اسناد معنعن سے جو کہ امام زین العابدین تک پہونچتی ہے روایت کیاہے کہ اُنھون نے کہا کہ حضرت حسن بن علیؓ نے فرمایا کہ مین نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا حلیہ دریافت کیا اور وہ حضور کا بکثرت ذکر اوصاف کیا کرتے اور مین امید وار رہا کہ اُن اوصاف مین سے کچھ میرے سامنے بھی

أَرْجُو أَنْ يَصِفَ لِي مِنْهَا شَيْئًا أَتَعَلَّقُ بِهِ
قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخْمًا
مُفَخَّمًا يَتَلَأْلَأُ وَجْهُهُ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ
أَطْوَلَ مِنَ الْمَرْبُوعِ وَأَقْصَرَ مِنَ الْمُشَذَّبِ
عَظِيمَ الْهَامَةِ رَجِلَ الشَّعْرِ إِنِ انْفَرَقَتْ
عَقِيقَتُهُ فَرَقَ وَإِلَّا فَلَا يُجَاوِزُ شَعْرُهُ شَحْمَةَ
أُذُنَيْهِ إِذَا هُوَ وَفَّرَهُ أَزْهَرَ اللَّوْنِ وَاسِعَ
الْجَبِينِ أَزَجَّ الْحَوَاجِبِ سَوَابِغَ مِنْ غَيْرِ
قَرَنٍ بَيْنَهُمَا عِرْقٌ يُدِرُّهُ الْغَضَبُ أَقْنَى
الْعِرْنِينِ لَهُ نُورٌ يَعْلُوهُ يَحْسَبُهُ مَنْ لَمْ
يَتَأَمَّلْهُ أَشَمَّ كَثَّ اللِّحْيَةِ أَدْعَجَ سَهْلَ
الْخَدَّيْنِ ضَلِيعَ الْفَمِ أَشْنَبَ مُفَلَّجَ الْأَسْنَانِ
دَقِيقَ الْمَسْرُبَةِ كَأَنَّ عُنُقَهُ جِيدُ دُمْيَةٍ
فِي صَفَاءِ الْفِضَّةِ

بیان کریں جسکو میں اپنے ذہن میں جمالوں۔ پس
اُنھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
(اپنی ذات میں) عظیم تھے (نظروں میں) معظم تھے
آپ کا چہرۂ مبارک ماہ بدر کی طرح چمکتا تھا۔ بالکل
میانہ قد آدمی سے تو قامت میں قدرے نکلے
ہوئے تھے اور دراز قد سے قامت میں کم
تھے سر مبارک (اعتدال کے ساتھ) کلان تھا۔
موے سر سیدھے قدرے بل دار تھے۔ اگر سر کے
بالوں (کو جمع کرتے وقت اُن میں اتفاقاً از خود)
مانگ نکل آتی تو مانگ نکلی رہنے دیتے ورنہ نہیں
(یعنی ابتدائے اسلام میں ایسا معمول تھا اور
بعد میں تو قصداً مانگ نکالتے تھے) آپ کے موے سر نرمۂ
گوش سے تجاوز کر جاتے تھے جبکہ آپ بالوں کو بڑھائے ہوتے
تھے۔ آپ کا رنگ مبارک چمکدار تھا پیشانی فراخ تھی
ابرو خم دار بالوں سے پُر تھی اور باہم پیوستہ نہ تھیں
اُن دونوں کے درمیان میں ایک رگ تھی کہ وہ
غصہ میں اُبھر جاتی تھی بلندی تھی بینی مبارک پر ایک
نور نمایاں تھا کہ جو شخص تامل نکرے آپ کو دراز بینی سمجھے
ریش مبارک بھری ہوئی تھی پتلی خوب سیاہ تھی رخسار
مبارک سبک تھے دہن مبارک (اعتدال کے ساتھ)
فراخ تھا (یعنی تنگ نہ تھا نہ یہ کہ زیادہ فراخ تھا)
دندان مبارک باریک آبدار تھے اور اُن میں
(ذرا ذرا) رخنے تھے۔ سینہ سے ناف تک بالوں کا
ایک باریک خط تھا گردن مبارک ایسی (خوبصورت)
تھی جیسی تصویر کی گردن (خوبصورت تراشی جاتی
ہے) صفائی میں چاندی جیسی تھی۔

ﮧ بفتح الميم وسكون السين المهملة والراء المضمومة الشعر الذي في وسط الصدر الى السرة ۱۲

ﮧ بميم مضمومة وشين وذال معجمتين مفتوحتين ثم باء موحدة هو البائن الطويل في نحافة ۱۲

ﮧ یعنی ان انفرق شعر راسه بعد ما جمعه عقصه فرق والا ترکه منفرقا والآخر کل شعره فی نفسه قال ابن قتیبة کان ہذا فی اول الاسلام ثم فرق شعره بعد ۱۲

ﮧ قال الجوهري الشمم ارتفاع قصبة الانف مع استواء اعلاه

مُعْتَدِلُ الْخَلْقِ بَادِنًا مُتَمَاسِكًا سَوَاءُ
(بیان حلقۂ و ربونۃ لاغر ۱۲ — سینہ ادام ۱۲)
الْبَطْنِ وَالصَّدْرِ مَشِيحُ الصَّدْرِ بَعِيْدُ
مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ ضَخْمُ الْكَرَادِيْسِ أَنْوَرُ
الْمُتَجَرَّدِ مَوْصُوْلُ مَا بَيْنَ اللَّبَّةِ وَالسُّرَّةِ
بِشَعْرٍ يَجْرِيْ كَالْخَطِّ عَارِيَ الثَّدْيَيْنِ مَا سِوَى
ذٰلِكَ أَشْعَرُ الذِّرَاعَيْنِ وَالْمَنْكِبَيْنِ وَ
أَعَالِي الصَّدْرِ طَوِيْلُ الزَّنْدَيْنِ رَحْبُ
الرَّاحَةِ شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ
سَائِلُ الْأَطْرَافِ أَوْ قَالَ شَائِلُ
الْأَطْرَافِ سَبْطُ الْعَصَبِ خُمْصَانُ
الْأَخْمَصَيْنِ[1] مَسِيْحُ الْقَدَمَيْنِ يَنْبُوْ عَنْهُمَا
الْمَاءُ إِذَا زَالَ زَالَ تَقَلُّعًا وَيَخْطُوْ
تَكَفُّؤًا وَيَمْشِيْ هَوْنًا ذَرِيْعُ الْمِشْيَةِ إِذَا
مَشٰى كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ وَ

[1] فی الصحاح الاخمص ما دخل فی باطن القدم فلم یصب الارض والمراد اعتدالہ ولا ہو غیر محمود ولم یکن خمصہ مرتفعا جدا فاہم وفی حدیث ابی ہریرۃ ولیس لہ اخمص ای داود طی بقدمہ وطی بکلہا سقا وہذا یوافق قولہ مسیح القدمین ۱۲

بدن جسامت مین معتدل و پر گوشت اور کسا ہوا تھا شکم اور سینہ مبارک ہموار تھا اور سینہ قدرے کم ابھرا ہوا تھا آپ کے شانون کے درمیان قدرے (اوروں سے زائد) فاصلہ تھا جوڑون کی ہڈیان کلان تھیں کپڑا اوتارنے کی حالت مین آپ کا بدن روشن تھا سینہ اور ناف کے درمیان لکیر کی طرح بالون کی ایک متصل دھاری چلی جاتی تھی اور ان بالون کے سوا ثدیین (وغیرہ) پر بال نہ تھے (البتہ) دونون بازو اور شانون اور سینہ کے بالائی حصہ پر (مناسب مقدار سے) بال تھے کلائیان دراز تھیں ہتھیلی فراخ تھی کفین اور قدمین پرگوشت تھے (ہاتھ پاؤن کی) انگلیان لمبی تھیں یا راوی نے بلند کہا ہے (کہ اسکا بھی وہی حاصل ہے) اعصاب آپکے برابر تھے آپکے تلوے (قدرے) گہرے تھے (کہ چلنے مین زمین کو نہ لگتے) قدم مبارک ہموار اور ایسے صاف تھے کہ پانی ان پر سے (بالکل) ڈھل جاتا (یعنی میل کچیل خشونت وغیرہ سے پاک تھے چکنے ہونے سے پانی ان کو ذرا نہ لگا رہتا) جب چلنے کے لیے پاؤن اٹھاتے تو قوت سے پاؤن اکھڑتا تھا اور قدم اسطرح رکھتے تھے کہ آگے کو جھکتا تا اور تواضع کے ساتھ قدم بڑھا کر چلتے۔ چلنے مین ایسا معلوم ہوتا گویا (کسی بلندی سے) پستی مین اتر رہے ہین

إِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ جَمِيعًا خَافِضَ
الطَّرْفِ نَظَرُهُ إِلَى الْأَرْضِ أَطْوَلُ
مِنْ نَظَرِهِ إِلَى السَّمَاءِ جُلُّ نَظَرِهِ
الْمُلَاحَظَةُ يَسُوقُ أَصْحَابَهُ وَيَبْدَأُ
مَنْ لَقِيَهُ بِالسَّلَامِ قُلْتُ صِفْ لِي
مَنْطِقَهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَاصِلَ الْأَحْزَانِ دَائِمَ
الْفِكْرَةِ لَيْسَتْ لَهُ رَاحَةٌ وَلَا يَتَكَلَّمُ
فِي غَيْرِ حَاجَةٍ طَوِيلُ السُّكُوتِ
يَفْتَتِحُ الْكَلَامَ وَيَخْتِمُهُ بِأَشْدَاقِهِ
وَيَتَكَلَّمُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ فَصْلًا لَا فُضُولَ
فِيهِ وَلَا تَقْصِيرَ دَمِثًا لَيْسَ بِالْجَافِي
وَلَا الْمُهِينِ يُعَظِّمُ النِّعْمَةَ وَإِنْ دَقَّتْ لَا
يَذُمُّ مِنْهَا شَيْئًا غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَذُمُّ

(یعنی سینہ سمیت ۱۲ — بگوشۂ چشم نہ بہ تمام چشم ۱۲ — مقولہ امام حسن ۱۲ — قولہ متواصل ۱۲ — لذکری الدار ۱۲ — فی امور الآخرۃ ۱۲ — نرم گفتار ۱۲ — ستمگار ۱۲)

جب کسی (کروٹ کی) طرف (کی چیز) کو دیکھنا ہوتا تو پورے پھر کر دیکھتے (یعنی کن انکھیوں سے دیکھنے کی عادت نہ تھی) نگاہ نیچی رکھتے آسمان کی طرف نگاہ کرنے کی نسبت زمین کی طرف آپ کی نگاہ زیادہ رہتی عموماً عادت آپ کی گوشۂ چشم سے دیکھنے کی تھی (مطلب یہ کہ غایت حیا سے پورا سر اُٹھا کر نگاہ بھر کر نہ دیکھتے) اپنے اصحاب کو چلنے میں آگے کر دیتے جس سے ملتے خود ابتدا بسلام فرماتے پھر میں نے (یعنی امام حسنؓ نے ہند بن ابی ہالہ سے) کہا کہ آپ کی گفتگو کے متعلق مجھ سے بیان کیجیے اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہر وقت (آخرت کے) غم میں اور ہمیشہ (امور آخرت کے) سوچ میں رہتے کسی وقت آپکو چین نہیں ہوتا تھا اور بلا ضرورت کلام نہ فرماتے تھے آپ کا سکوت طویل ہوتا تھا کلام کو شروع اور ختم منھ بھر کر فرماتے (یعنی گفتگو اوّل سے آخر تک نہایت صاف ہوتی) کلام جامع فرماتے (جسکے الفاظ مختصر ہوں مگر پُرمغز ہوں) آپ کا کلام (حق و باطل میں) فیصل کن ہوتا جو نہ حشو و زائد ہوتا اور نہ تنگ ہوتا۔ آپ نرم مزاج تھے نہ مزاج میں سختی اور نہ مخاطب کی اہانت فرماتے نعمت اگر قلیل بھی ہوتی تب بھی اُسکی تعظیم فرماتے اور کسی نعمت کی مذمت نہ فرماتے مگر کھانے کی چیز کی مذمت اور مدح دونوں فرماتے

ل؎ أي لم يكن يأذن أحدا أن يمشي خلفه ولكن يقدمهم ويمشي خلفهم تواضعا كذا قال الهروي ۱۲ ۲؎ بفتح الميم من المهانة أي الحقارة وبضم الميم من الإهانة أي لا يهين أحدا من الناس ۱۲

ذَوَاقًا[1] وَلَا یَمْدَحُہٗ وَلَا یُقَامُ لِغَضَبِہٖ[2] اِذَا تُعُرِّضَ لِلْحَقِّ بِشَیْءٍ حَتّٰی یَنْتَصِرَ لَہٗ وَلَا یَغْضَبُ لِنَفْسِہٖ وَلَا یَنْتَصِرُ لَہَا وَاِذَا اَشَارَ اَشَارَ بِکَفِّہٖ کُلِّہَا[3] وَاِذَا تَعَجَّبَ قَلَبَہَا وَاِذَا تَحَدَّثَ (یعنی اتصال باشارت سخن) اِتَّصَلَ بِہَا[4] فَضَرَبَ بِاِبْہَامِہِ الْیُمْنٰی (چون سخن میگفت متصل باشارت می نمود ۱۲) رَاحَتَہُ الْیُسْرٰی وَاِذَا غَضِبَ اَعْرَضَ وَاَشَاحَ (بکشود مستور ۱۲) وَاِذَا فَرِحَ غَضَّ طَرْفَہٗ جُلُّ (ای مال النفقہ ۱۲) (اے اکثر ۱۲) ضَحِکِہِ التَّبَسُّمُ وَیَفْتَرُّ (بالانبساط ابیہ الصوت ۱۲) عَنْ مِثْلِ حَبِّ الْغَمَامِ قَالَ الْحَسَنُ فَکَتَمْتُہَا (اے الشمائل والصفات ۱۲) عَنِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ زَمَانًا ثُمَّ حَدَّثْتُہٗ فَوَجَدْتُہٗ قَدْ سَبَقَنِیْ اِلَیْہِ فَسَاَلَ اَبَاہُ عَنْ مَدْخَلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

(مذمت تو اسلیے نہ فرماتے کہ وہ نعمت تھی اور مدح زیادہ اسلیے نہ فرماتے کہ اکثر اسکا سبب حرص اور طلب لذت ہوتی ہے) جب امر حق کی کوئی شخص ذرا مخالفت کرتا تو اسوقت آپکے غصہ کی کوئی تاب نہ لا سکتا تھا جب تک کہ اس حق کو غالب کر لیتے اور اپنے نفس کے لیے غضبناک نہ ہوتے تھے اور نہ نفس کے لیے انتقام لیتے اور (گفتگو کے وقت) جب آپ اشارہ کرتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ کرتے اور جب کسی امر پر تعجب فرماتے تو ہاتھ کو لوٹتے اور جب آپ بات کرتے تو اسکو یعنی داہنے انگوٹھے کو بائیں ہتھیلی سے متصل کرتے یعنی اسپر مارتے اور جب آپکو غصہ آتا تو آپ ادھر سے منھ پھیر لیتے اور کروٹ بدل لیتے اور جب خوش ہوتے تو نظر نیچی کر لیتے (یہ دونوں امر ناشی حیا سے ہیں) اکثر ہنسنا آپکا تبسم ہوتا اور دندان مبارک جو ظاہر ہوتے تو ایسے معلوم ہوتے جیسے بارش کے اولے (فصل دوم آپکے تقسیم اوقات و طرز معاشرت میں) حضرت حسن رض فرماتے ہیں کہ میں نے ایک زمانہ تک حسین بن علی رض سے اسکو چھپائے رکھا پھر جو میں نے انسے بیان کیا تو معلوم ہوا کہ وہ مجھسے پہلے اپنے والد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر میں جانا باہر آنا نشست و برخاست طرز طریق سب

[1] بفتح الذال المعجمۃ المراد بہ المذوق المطعوم ۱۲ [2] یعنی کسے در حالت غضب او بجہت شجاعت نمی ستاد چون کسے نمی آمد پیش او بجہت طلب حق تا آنکہ انصاف او میداد ۱۲ [3] قال ابن الاثیر اراد ان اشارتہ مختلفۃ فکان للتوحید والتشہد بالمسبحۃ ولغیرہ بالکف ۱۲ [4] اے الی الحدیث المشتمل علی الصفات ۱۲

[5] اشار الی ان الباء فی بہا للتعدیۃ والی ان الضمیر فیہا مبہم تفسیرہ قولہ بابہامہ والی ان اتصل تفسیرہ ضرب فافہم ۱۲ منہ

وَمَخْرَجِهٖ وَمَجْلِسِهٖ وَشَكْلِهٖ فَلَمْ يَدَعْ[۵] مِنْهُ شَيْئًا قَالَ الْحُسَيْنُ رضی سَأَلْتُ أَبِي رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ دُخُولِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (علی امہات المؤمنین ۱۲) فَقَالَ كَانَ دُخُولُهٗ لِنَفْسِهٖ مَأْذُونًا لَهٗ[۶] فِي ذٰلِكَ (ای للاکل والمنام و نحوھما ۱۲) فَكَانَ إِذَا أَوٰى إِلٰى مَنْزِلِهٖ جَزَّأَ دُخُولَهٗ (یعنی جا میگرفت ۱۲) (قسم ۱۲) ثَلٰثَةَ أَجْزَاءٍ جُزْءً لِلّٰهِ تَعَالٰى وَجُزْءً لِأَهْلِهٖ وَجُزْءً لِنَفْسِهٖ ثُمَّ جَزَّأَ جُزْئَهٗ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّاسِ فَيَرُدُّ ذٰلِكَ عَلَى الْعَامَّةِ بِالْخَاصَّةِ[۷] وَلَا يَدَّخِرُ عَنْهُمْ شَيْئًا وَكَانَتْ (یعنی چیز ے را از ایشان باز نمیداشت ہر چہ میرسید قسمت میکرد ۱۲) مِنْ سِيرَتِهٖ فِي جُزْءِ الْأُمَّةِ إِيْثَارُ أَهْلِ الْفَضْلِ بِإِذْنِهٖ وَقَسْمَتُهٗ عَلٰى (ای باذنہ لاہل الفضل ۱۲)

پوچھ چکے ہیں اور کوئی بات بھی (بے تحقیق کیے ہوئے) نہیں چھوڑی۔ غرض امام حسینؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تشریف رکھنے کے متعلق پوچھا اُنھوں نے فرمایا کہ آپکا گھر میں اپنے ذاتی حوائج (طعام و منام وغیرہ) کے لیے تشریف لیجانا آپ اس باب میں (منجانب اللہ) ماذون تھے سو آپ اپنے گھر میں تشریف لاتے تو اپنے اندر رہنے کیوقت کو تین حصوں پر تقسیم فرماتے ایک حصہ اللہ تعالیٰ (کی عبادت) کے لیے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں (کے حقوق ادا کرنے) کے لیے (جیسے اُنسے ہنسنا بولنا) اور ایک حصہ اپنے نفس (کی راحت) کے لیے پھر اپنے حصہ کو اپنے اور لوگوں کے درمیان میں تقسیم فرما دیتے (یعنی اُسمیں سے بھی بہت سا وقت اُمت کے کام میں صرف فرماتے) اور اُس حصۂ وقت کو خاص اصحاب کے واسطے سے عام لوگوں کے کام لگا دیتے (یعنی اس حصہ میں عام لوگ تو نہیں آسکتے تھے مگر خواص حاضر ہوتے اور دین کی باتیں سُنکر عوام کو پہونچاتے اسطرح سے عام لوگ بھی اُن منافع میں شریک ہو جاتے) اور لوگوں سے کسی چیز کا اخفا نہ فرماتے (یعنی نہ احکام دینیہ کا اور نہ متاع دنیوی کا بلکہ ہر طرح کا نفع بلا دریغ پہونچاتے) اور اس حصۂ اُمت میں آپ کا طرز یہ تھا کہ اہل فضل (یعنی اہل علم و عمل) کو آپ اسرامر میں اور وں پر ترجیح دیتے کہ اُنکو حاضر

---

[۵] ای بما سمعت من شمائلہ المذکورۃ یعنی واقف بیان علی تمامہ وسند ۱۲ [۶] یعنی اذن پروردگاری طلب برائے حاجات خود لابرائے حاجات دینی حاجت استیذان الٰہی نبود ۱۲ [۷] قال ابن الاثیر اراد ان العامۃ لا تصل الیہ فی ہذا الوقت فکانت الخاصۃ تخبر العوام بما سمعت فکانہ اوصل الفوائد الی العامۃ بسبب الخاصۃ وقیل

[illegible] الی العموم ۱۲

قَدْرِ فَضْلِهِمْ فِي الدِّينِ فَمِنْهُمْ ذُو الْحَاجَةِ وَمِنْهُمْ ذُو الْحَاجَتَيْنِ وَمِنْهُمْ ذُو الْحَوَائِجِ فَيَتَشَاغَلُ بِهِمْ وَيُشْغِلُهُمْ فِيمَا أَصْلَحَهُمْ (مشغول است با ایشان ۱۲) وَالْأُمَّةَ (اے واصلح الامۃ ۱۲) مِنْ مَسْأَلَتِهِ عَنْهُمْ (از پرسش پیغمبر از صحابہ ۱۲) وَإِخْبَارِهِمْ بِالَّذِي يَنْبَغِي لَهُمْ وَيَقُولُ لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ مِنْكُمُ الْغَائِبَ وَأَبْلِغُونِي حَاجَةَ مَنْ لَا يَسْتَطِيعُ إِبْلَاغِي حَاجَتَهُ فَإِنَّهُ مَنْ أَبْلَغَ سُلْطَانًا حَاجَةَ مَنْ لَا يَسْتَطِيعُ إِبْلَاغَهَا (الضمیر للحاجۃ ۱۲) ثَبَّتَ اللّٰهُ قَدَمَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى الصِّرَاطِ لَا يُذْكَرُ عِنْدَهُ إِلَّا ذٰلِكَ (اے حوائج الناس ۱۲) وَلَا يَقْبَلُ مِنْ أَحَدٍ غَيْرَهُ (اے غیر ہذا الکلام ۱۲) وَفِي حَدِيثِ سُفْيَانَ بْنِ وَكِيعٍ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَدْخُلُونَ رُوَّادًا[ف۸] وَلَا يَتَفَرَّقُونَ عَنْهُ إِلَّا عَنْ ذَوَاقٍ

ف۸ یعنی در می آمدند صحابہ در مجلس پیغمبر دران حالت کہ طالب و محتاج علم بودند بچون احتیاج ایشان طعام و متفرق نمیشدند مگر از چشیدن علم یا گوئیم کہ با تعلم علم میخوردند شراب یا طعام و بیرون می آمدند با فقہ و اسلام ۱۲

ف ۸ بشیء من العلم منہ ۱۲

ہونے کی اجازت دیتے اور اسوقت کو اُن لوگو نپر بقدر اُنکے فضیلت دینیہ کے تقسیم فرماتے سو اُن مین سے کسی کو ایک ضرورت ہوتی کسی کو دو ضرورتین ہوتین کسی کو زیادہ ضرورتین ہوتین سو اُنکی حاجت مین مشغول ہوتے اور اُن کو ایسے شغل مین لگاتے جسمین اُنکی اور بقیہ اُمت کی اصلاح ہو وہ شغل یہ کہ وہ لوگ آپ سے پوچھتے اور اُن کے مناسب حال امور کی اُن کو اطلاع دیتے اور آپ فرمایا کرتے کہ جو تم مین حاضر ہے وہ غیر حاضر کو بھی خبر کردیا کرے اور (یہ بھی فرماتے کہ) جو شخص اپنی حاجت مجھ تک (کسی وجہ سے مثلاً یہ کہ وہ یا ضعف یا بُعد وغیر ذلک) نہ پہونچا سکے تم لوگ اُسکی حاجت مجھ تک پہونچا دیا کرو کیونکہ جو شخص ایسے شخص کی حاجت کسی ذی اختیار تک پہونچادے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُسکو پلصراط ثابت قدم رکھے گا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ان ہی باتون کا ذکر ہوتا تھا اور اسکے خلاف دوسری بات کو قبول نہ فرماتے (مطلب یہ کہ لوگون کے حوائج ومنافع کے سوا دوسری لالعنی یا مضر باتون کی سماعت بھی نہ فرماتے) اور سفیان بن وکیع کی حدیث مین حضرت علیؓ کا یہ بھی قول ہے کہ لوگ آپ کے پاس طالب ہو کر

وَيَخْرُجُوْنَ اَدِلَّةً يَعْنِيْ فُقَهَاءَ

قُلْتُ فَاَخْبِرْنِيْ عَنْ مَخْرَجِهٖ كَيْفَ

مقولہ امام حسین رض ۱۲

يَصْنَعُ فِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

علی رض ۱۲

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْزُنُ لِسَانَهٗ

یحفظ ۱۲

اِلَّا مِمَّا يَعْنِيْهِمْ وَيُؤَلِّفُهُمْ وَلَا يُفَرِّقُهُمْ

وَيُكْرِمُ كَرِيْمَ كُلِّ قَوْمٍ وَيُوَلِّيْهِ عَلَيْهِمْ

وَيُحَذِّرُ النَّاسَ وَيَحْتَرِسُ مِنْهُمْ

اے یحترز ان یعتوسرہ ۱۲

مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّطْوِيَ عَنْ اَحَدٍ

نمی پیچید از کسے ۱۲

بِشْرَهٗ وَخُلُقَهٗ وَيَتَفَقَّدُ اَصْحَابَهٗ

خوش روئی و خوش خوئی ۱۲ ومی پرسید احوال یاران ۱۲

وَيَسْاَلُ النَّاسَ عَمَّا فِي النَّاسِ

وَيُحَسِّنُ الْحَسَنَ وَيُصَوِّبُهٗ وَيُقَبِّحُ

الْقَبِيْحَ وَيُوَهِّنُهٗ مُعْتَدِلُ الْاَمْرِ غَيْرُ

خوار می پنداشت ۱۲

مُخْتَلِفٍ لَا يَغْفُلُ مَخَافَةَ اَنْ يَّغْفُلُوْا

اَوْ يَمَلُّوْا لِكُلِّ حَالٍ عِنْدَهٗ عَتَادٌ[ل]

سامان ۱۲

آتے اور کچھ نہ کچھ کھا کر واپس ہوتے (یعنی آپ علیہ السلام وہ نفع علمی کے کچھ نہ کچھ کھلاتے تھے) اور ہادی یعنی فقیہ ہو کر آپکے پاس سے باہر نکلتے۔ امام حسین رض فرماتے ہیں کہ میں نے (اپنے والد سے) عرض کیا کہ آپکے باہر تشریف رکھنے کے حالات بھی مجھسے بیان کیجیے کہ اُسوقت میں کیا کیا کرتے تھے انھوں نے فرمایا کہ آپ اپنی زبان کو لایعنی باتوں سے محفوظ رکھتے تھے اور لوگوں کی تالیف قلب فرماتے تھے اور انمیں تفریق نہ ہونے دیتے تھے اور ہر قوم کے آبرودار آدمی کی آبرو کرتے تھے اور ایسے آدمی کو اُس قوم پر سردار مقرر فرما دیتے تھے اور لوگوں کو (امور مضرہ سے) حذر رکھنے کی تاکید فرماتے رہتے تھے اور اُن (کے شر) سے اپنا بھی بچاؤ رکھتے تھے مگر کسی شخص سے کشادہ روئی اور خوش خوئی میں کمی نکرتے تھے اپنے ملنے والوں کی حالت کا استفسار رکھتے تھے اور لوگوں میں جو واقعات ہوتے تھے آپ اُنکو پوچھتے رہتے (تاکہ مظلوم کی نصرت اور مفسدوں کا انسداد ہو سکے) اور اچھی بات کی تحسین و تصویب اور بُری بات کی تقبیح اور تحقیر فرماتے۔ آپکا ہر معمول نہایت اعتدال کے ساتھ ہوتا تھا اُسمیں بے انتظامی نہیں ہوتی تھی کہ کبھی کسی طرح کر لیا کبھی کسی طرح کر لیا لوگوں کی (تعلیم مصلحت سے) غفلت نہ فرماتے بوجہ اس احتمال کے کہ (اگر اُنکو اُنکے حال پر چھوڑ دیا جاوے تو بعضے تو خود دین سے غافل ہو جاوینگے یا بعضے امور دین میں اعتدال سے زیادہ مشغول ہو جاوینگے) اکتا جاوینگے ہر حالت کا آپکے یہاں ایک خاص سامان تھا

[illegible]

ل بفتح عین مہملہ و تاء مثناۃ فوقانیہ وآخرہ دال مہملہ ای مہیئ کل ما یقع من الامور ۱۲

لَا يُقَصِّرُ عَنِ الْحَقِّ وَلَا يُجَاوِزُهُ
إِلَى غَيْرِهِ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُ مِنَ النَّاسِ
خِيَارُهُمْ أَفْضَلُهُمْ عِنْدَهُ أَعَمُّهُمْ
نَصِيْحَةً وَأَعْظَمُهُمْ عِنْدَهُ مَنْزِلَةً
أَحْسَنُهُمْ مُوَاسَاةً وَمُوَازَرَةً
فَسَأَلْتُهُ عَنْ مَجْلِسِهِ عَمَّا كَانَ
يَصْنَعُ فِيْهِ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْلِسُ وَلَا
يَقُوْمُ إِلَّا عَلٰى ذِكْرٍ وَلَا يُوَطِّنُ
الْأَمَاكِنَ وَيَنْهٰى عَنْ إِيْطَانِهَا
وَإِذَا انْتَهٰى إِلَى الْقَوْمِ جَلَسَ حَيْثُ
يَنْتَهِيْ بِهِ الْمَجْلِسُ وَيَأْمُرُ بِذٰلِكَ
وَيُعْطِيْ كُلَّ جُلَسَائِهِ نَصِيْبَهُ
حَتّٰى لَا يَحْسَبُ جَلِيْسُهُ أَنَّ أَحَدًا
أَكْرَمُ عَلَيْهِ مِنْهُ مَنْ جَالَسَهُ أَوْ
قَاوَمَهُ لِحَاجَةٍ صَابَرَهُ حَتّٰى

حق سے کبھی کوتاہی نہ کرتے اور ناحق کی طرف کبھی تجاوز کرکے نہ جاتے۔ لوگوں میں سے آپ کے مقرب بہترین لوگ ہوتے سب میں افضل آپ کے نزدیک وہ شخص ہوتا جو عام طور سے سب کا خیرخواہ ہوتا اور سب سے بڑا رتبہ اُس شخص کا ہوتا جو لوگوں کی غمخواری و اعانت بخوبی کرتا پھر میں نے اُن سے آپ کی مجلس کے بارہ میں پوچھا کہ اسمیں آپ کا کیا معمول تھا اُنھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بیٹھنا اور اُٹھنا سب ذکر اللہ کے ساتھ ہوتا اور اپنے لیے کوئی جگہ بیٹھنے کی (ایسی) معین نہ فرماتے (کہ خواہ مخواہ اُسی جگہ بیٹھیں اور اگر اور کوئی بیٹھ جاوے تو اسکو اُٹھا دیں) اور دوسروں کو بھی (اسطرح) جگہ معین کرنے سے منع فرماتے اور جب کسی مجمع میں تشریف لیجاتے تو جس جگہ مجلس ختم ہوتی وہاں ہی بیٹھ جاتے اور دوسروں کو بھی یہی حکم فرماتے اور اپنے جلیسوں میں سے ہر شخص کو اُسکا حصّہ (اپنے خطاب و توجہ سے) دیتے (یعنی سب پر جُدا جُدا متوجہ ہوکر خطاب فرماتے) یہانتک کہ آپ کا ہر جلیس یوں سمجھتا کہ مجھ سے زیادہ آپ کو کسی کی خاطر عزیز نہیں جو شخص کسی ضرورت کے لیے آپ کو لیکر بیٹھ جاتا یا کھڑا رکھتا تو جب تک وہی شخص نہ ہٹ جاتا آپ اُسکے ساتھ مقید رہتے۔

عه قال النووی انما ورد النہی عن ایطان موضع من المسجد للخوف من الشہرۃ والریاء والقیود بالعادات والحظوظ ... ۱۲

يَكُوْنُ هُوَ الْمُنْصَرِفُ مَنْ سَأَلَهُ
حَاجَةً لَمْ يَرُدَّهُ إِلَّا بِهَا أَوْ بِمَيْسُوْرٍ
مِّنَ الْقَوْلِ قَدْ وَسِعَ النَّاسَ بَسْطُهُ
وَخُلُقُهُ فَصَارَ لَهُمْ أَبًا وَصَارُوْا
في التعليم والشفقة ١٢
عِنْدَهُ فِي الْحَقِّ مُتَقَارِبِيْنَ مُتَفَاضِلِيْنَ
فِيْهِ بِالتَّقْوٰى وَفِيْ رِوَايَةٍ أُخْرٰى
صَارُوْا عِنْدَهُ فِي الْحَقِّ سَوَاءً مَجْلِسُهُ
مَجْلِسُ حِلْمٍ وَعِلْمٍ وَحَيَاءٍ وَصَبْرٍ
وَأَمَانَةٍ لَا تُرْفَعُ فِيْهِ الْأَصْوَاتُ وَلَا
تُؤْبَنُ فِيْهِ الْحُرَمُ وَلَا تُنْثٰى فِيْهِ
جمع حرمة والمراد امسا ساعلى العورة ١٢
فَلَتَاتُهُ يَتَعَاطَفُوْنَ بِالتَّقْوٰى
مُتَوَاضِعِيْنَ يُوَقِّرُوْنَ فِيْهِ الْكَبِيْرَ
اے فی مجلسه ١٢
وَيَرْحَمُوْنَ الصَّغِيْرَ وَيَرْفِدُوْنَ
اے یعینون ١٢

جو شخص آپ سے کچھ حاجت چاہتا تو بدون
اسکے کہ اسکی حاجت پوری فرماتے یا نرمی سے
جواب دیتے اسکو واپس نہ کرتے آپ کی
کشادہ روئی اور خوشخوئی تمام لوگوں کے لیے
عام تھی گویا بجائے انکے باپ کے ہو گئے
تھے اور تمام لوگ آپ کے نزدیک حق مین
(فی نفسہ) مساوی تھے (البتہ) تقوی کیوجہ سے
متفاوت تھے (یعنی تقوی کی زیادتی سے تو
ایک دوسرے پر ترجیح دیتے تھے اور امور مین سب باہم متساوی تھے)
اور ایک دوسری روایت مین ہے کہ حق مین سب آپ کے
نزدیک برابر تھے آپ کی مجلس حلم اور علم اور
حیا اور صبر اور امانت کی مجلس ہوتی تھی اسمین
آوازین بلند نہ کیجاتی تھین اور کسی کی حرمت پہ
کوئی داغ نہ لگایا جاتا تھا اور کسی کی غلطیونکی
اشاعت نہ کیجاتی تھی۔ آپ کے اہل مجلس
ایک دوسرے کی طرف تقوی کے سبب
متواضعانہ مائل ہوتے تھے اسمین بڑون کی
توقیر کرتے تھے اور چھوٹون پر مہربانی کرتے تھے
اور صاحب حاجت کی اعانت۔

ل أبنت الرجل أبنه إذا رميته بخلة سوء فهو مأبون أي مفعول في
دبره والمراد لا تذكر فيه الأمور المحرمة فيقال فلان يؤبن
بكذا أي يذكر بقبيح ١٢ ك اے هفواته وزلاته والضمير للقائل
اے لم يكن في مجلسه فلتة وان كانت من احد سترت ١٢

ذَا الْحَاجَةِ وَيَرْحَمُونَ الْغَرِيبَ
فَسَأَلْتُهُ عَنْ سِيرَتِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي جُلَسَائِهِ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَائِمَ الْبِشْرِ سَهْلَ الْخُلُقِ
لَيِّنَ الْجَانِبِ لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا
صَخَّابٍ وَلَا فَحَّاشٍ وَلَا عَيَّابٍ وَلَا مَدَّاحٍ
يَتَغَافَلُ عَمَّا لَا يَشْتَهِي وَلَا يُؤْيِسُ مِنْهُ
قَدْ تَرَكَ نَفْسَهُ مِنْ ثَلَاثٍ الرِّيَاءِ وَالْإِكْثَارِ
وَمَا لَا يَعْنِيهِ وَتَرَكَ النَّاسَ مِنْ ثَلَاثٍ
كَانَ لَا يَذُمُّ أَحَدًا وَلَا يُعَيِّرُهُ وَلَا
يَطْلُبُ عَوْرَتَهُ وَلَا يَتَكَلَّمُ إِلَّا فِيمَا يَرْجُو ثَوَابَهُ
وَإِذَا تَكَلَّمَ أَطْرَقَ جُلَسَاؤُهُ كَأَنَّمَا عَلَى
رُؤُسِهِمُ الطَّيْرُ وَإِذَا سَكَتَ تَكَلَّمُوا لَا
يَتَنَازَعُونَ عِنْدَهُ الْحَدِيثَ مَنْ تَكَلَّمَ عِنْدَهُ
أَنْصَتُوا لَهُ حَتَّى يَفْرُغَ حَدِيثُهُمْ حَدِيثُ أَوَّلِهِمْ

کرتے تھے اور بے وطن پر رحم کرتے تھے پھر مین نے انسے آپکی سیرت اپنے اہل مجلس کے ساتھ دریافت کی انھون نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کشادہ رو رہتے نرم اخلاق تھے آسانی سے موافق ہوجاتے تھے نہ سخت خو تھے نہ درشت گو تھے نہ چلا کر بولتے اور نہ نامناسب بات فرماتے نہ کسی کا عیب بیان کرتے اور نہ (مبالغہ کے ساتھ) کسی کی مدح فرماتے جو بات (یعنی خواہش کسی شخص کی) آپ کی طبیعت کے خلاف ہوتی اُس سے تغافل فرما جاتے۔ (یعنی اُسپر گرفت نہ فرماتے) اور (تصریحاً) اُسے مایوس (بھی) نہ فرماتے (بلکہ خاموش ہوجاتے) آپنے تین چیزونسے تو اپنے کو بچا رکھا تھا ریا سے اور کثرت کلام سے اور بے سود بات سے اور تین چیزون سے دوسرے آدمیونکو بچا رکھا تھا کسی کی مذمت نہ فرماتے کسی کو عار نہ دلاتے اور نہ کسی کا عیب تلاش کرتے اور وہی کلام فرماتے جسمین امید ثواب کی ہوتی اور جب آپ کلام فرماتے تھے آپکے تمام جلیس اسطرح سر جھکا کر بیٹھ جاتے جیسے اُنکے سرونپر پرندے آکر بیٹھ گئے ہون اور جب آپ ساکت ہوتے تب وہ لوگ بولتے آپکے سامنے کسی بات مین نزاع نہ کرتے۔ آپکے پاس جو شخص بولتا اُسکے فارغ ہونے تک سب خاموش رہتے (یعنی بات کے بیچ مین کوئی نہ بولتا) اہل مجلس (مین سے ہر شخص) کی بات (رغبت کے ساتھ سُنے جانے مین) ایسی ہی ہوتی جیسے سب مین پہلے شخص کی بات تھی (یعنی کسی کے کلام کی بیقدری نہ کیجاتی)

له من العیب او عیاب بالغین المعجمة من الغیبة ۱۲

يَضْحَكُ مِمَّا يَضْحَكُونَ وَيَتَعَجَّبُ مِمَّا
يَتَعَجَّبُونَ وَيَصْبِرُ لِلْغَرِيبِ عَلَى الْجَفْوَةِ
فِي الْمَنْطِقِ وَيَقُولُ إِذَا رَأَيْتُمْ صَاحِبَ الْحَاجَةِ
يَطْلُبُهَا فَارْفِدُوهُ وَلَا يَطْلُبُ الثَّنَاءَ إِلَّا
مِنْ مُكَافِئٍ وَلَا يَقْطَعُ عَلَى أَحَدٍ حَدِيثَهُ حَتَّى
يَجُوزَهُ فَيَقْطَعُهُ بِانْتِهَاءٍ أَوْ قِيَامٍ وَفِي
رِوَايَةٍ قُلْتُ كَيْفَ كَانَ سُكُوتُهُ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ سُكُوتُهُ عَلَى أَرْبَعٍ عَلَى
الْحِلْمِ وَالْحَذَرِ وَالتَّقْدِيرِ وَالتَّفَكُّرِ فَأَمَّا
تَقْدِيرُهُ فَفِي تَسْوِيَةِ النَّظَرِ وَالْاِسْتِمَاعِ
بَيْنَ النَّاسِ وَأَمَّا تَفَكُّرُهُ فَفِيمَا يَبْقَى وَيَفْنَى
وَجُمِعَ لَهُ الْحِلْمُ فِي الصَّبْرِ وَكَانَ لَا يُغْضِبُهُ
شَيْءٌ يَسْتَفِزُّهُ وَجُمِعَ لَهُ فِي الْحَذَرِ أَرْبَعٌ
أَخْذُهُ بِالْحَسَنِ لِيُقْتَدَى بِهِ وَتَرْكُهُ الْقَبِيحَ
لِيُنْتَهَى عَنْهُ وَاجْتِهَادُهُ الرَّأْيَ بِمَا
اصلح امته والقيام لهم بما جمع لهم

جس بات سے سب ہنستے آپ بھی ہنستے جس سے سب تعجب کرتے آپ بھی تعجب فرماتے (یعنی حد اباحت تک اپنے جلیسوں کے ساتھ شریک رہتے) اور پردیسی آدمی کی بے تمیزی کی گفتگو پر تحمل فرماتے اور فرمایا کرتے کہ جب کسی صاحب حاجت کو طلب حاجت میں دیکھو تو اُسکی اعانت کرو اور کوئی آپ کی ثنا کرتا تو آپ اُسکو جائز نہ رکھتے البتہ اگر کوئی (احسان کی) مکافات کے طور پر کرتا تو خیر (وجہ شروع ہونے اُس ثنا کے بشرط عدم تجاوز حد کے اُسکو گوارا فرما لیتے) اور کسی کی بات کو نہ کاٹتے یہاں تک کہ وہ حد سے بڑھنے لگتا اُس وقت اُسکو ختم کرا دینے سے یا اُٹھ کھڑے ہو جانے سے قطع فرما دیتے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا کہ آپکا سکوت کس کیفیت کا تھا اُنھوں نے کہا کہ آپکا سکوت چار امر پر مشتمل ہوتا تھا علم اور بیدار مغزی اور اندازہ کی رعایت اور فکر (آگے ہر ایک کا بیان ہے) سو اندازہ کی رعایت تو یہ کہ حاضرین کی طرف نظر کرنے میں اور اُنکی عرض معروض سننے میں برابری فرماتے تھے اور فکر باقی اور فانی میں فرماتے تھے (یعنی دنیا کے فنا اور عقبیٰ کے بقا کو سوچا کرتے) اور حلم آپکا صبر یعنی ضبط کے ساتھ جمع کر دیا گیا تھا (آگے اُس ضبط کا بیان ہے) سو آپکو کوئی چیز ایسا غضبناک نہ کرتی تھی کہ آپ کو از جار رفتہ کر دے اور بیدار مغزی آپ کی چار امر کی جامع ہوتی تھی ایک نیک بات کو اختیار کرنا تاکہ اور لوگ آپ کا اقتداء کریں دوسرے بُری بات کو ترک کرنا تاکہ اور لوگ بھی باز رہیں تیسرے رائے کو اُن امور میں صرف کرنا جو آپ کی اُمت کے لیے مصلحت ہو چوتھے اُمت کے لیے اُن امور کا اہتمام کرنا جن

اَمرَ الدُّنیَا وَالاٰخِرَۃِ اِعلَمُوا اَنَّ مِثلَ هٰذِهِ الشَّمَائِلِ وَرَدَ فِی اَحَادِیثَ شَتّٰی عَن اَنَسٍ وَاَبِی هُرَیرَۃَ وَبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ وَعَائِشَۃَ وَاَبِی جُحَیفَۃَ وَجَابِرِ بنِ سَمُرَۃَ وَاُمِّ مَعبَدٍ وَابنِ عَبَّاسٍ وَمُعَرِّضِ بنِ مُعَیقِیبٍ وَاَبِی الطُّفَیلِ وَعَدَّاءِ بنِ خَالِدٍ وَخُرَیمِ ابنِ فَاتِكٍ وَحَکِیمِ بنِ حِزَامٍ وَلنَحتَسِبُ (نطلب الثواب ۱۲) بِذِکرِ نُبَذٍ مِنهَا اَیضًا فَقَالُوا رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُم اَجمَعِینَ کَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ اَدعَجَ العَینِ اَشکَلَ اَهدَبَ الاَشفَارِ اَبلَجَ اَزَجَّ (مقوس باریک ۱۲) اَقنٰی اَفلَجَ مُدَوَّرَ الوَجهِ کَاَنَّهٗ قِطعَۃُ قَمَرٍ کَثَّ اللِّحیَۃِ مَلَاَ صَدرَهٗ سَوَاءَ البَطنِ وَالصَّدرِ وَاسِعَ الصَّدرِ عَظِیمَ المَنکِبَینِ ضَخمَ العِظَامِ عَبلَ الذِّرَاعَینِ وَالعَضُدَینِ وَالاَسَافِلِ (یعنی ساق ۱۲) رَحبَ الکَفَّینِ وَالقَدَمَینِ دَقِیقَ المَسرُبَۃِ (خط مو ۱۲)

اُنکی دُنیا و آخرت دونون کے کامونکی درستی ہو (وصل سوم تتمۂ وصل اوّل مین) جاننا چاہیے کہ اسی طرح کے شمائل متفرق حدیثون مین اِن حضرات سے وارد ہوئے ہین۔ حضرت انسؓ حضرت ابوہریرہؓ حضرت براء بن عازبؓ حضرت عائشہؓ حضرت ابوجحیفہؓ حضرت جابر بن سمرہؓ حضرت ام معبدؓ حضرت ابن عباسؓ حضرت معرض بن معیقیبؓ حضرت ابوالطفیلؓ حضرت عداء بن خالدؓ حضرت خریم بن فاتکؓ حضرت حکیم بن حزامؓ ہم بھی ثواب حاصل کرنے کی غرض سے مختصر سا انمین سے ذکر کرتے ہین پس اِن سب حضرات نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ مبارک چمکتا ہوا تھا آپ کی پُتلی نہایت سیاہ تھی بڑی بڑی آنکھین تھین آنکھون مین سُرخ ڈورے تھے مژگانین آپ کی دراز تھین دونون ابروون کے درمیان قدرے کشادگی تھی ابرو خمدار تھی بینی مبارک بلند تھی دندان مبارک مین کچھ ریخین تھین (یعنی بالکل اوپر تلے چڑھے ہوئے نہ تھے) چہرۂ مبارک گول تھا جیسا چاند کا ٹکڑا ریش مُبارک گنجان تھی کہ سینۂ مبارک کو بھر دیتی تھی شکم اور سینہ ہموار تھا سینہ چوڑا تھا دونون شانے کلان تھے استخوان بھاری تھین دونون کلائیان اور بازو اور اسفل بدن (ساق وغیرہ) بھرے ہوئے تھے دونون کف دست اور قدم کشادہ تھے سینہ سے ناف تک بالونکا ایک ریکھ خط تھا

رَبْعَةَ الْقَدِّ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِ وَلَمْ يَكُنْ يُمَاشِيْهِ أَحَدٌ يُنْسَبُ إِلَى الطُّوْلِ رَجِلَ الشَّعْرِ وَإِذَا افْتَرَّ ضَاحِكًا افْتَرَّ عَنْ مِثْلِ سَنَا الْبَرْقِ وَعَنْ مِثْلِ حَبِّ الْغَمَامِ وَإِذَا تَكَلَّمَ رُأِيَ كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَايَاهُ أَحْسَنَ النَّاسِ عُنُقًا لَيْسَ بِمُطَهَّمٍ وَلَا مُكَلْثَمٍ مُتَمَاسِكَ الْبَدَنِ ضَرْبَ اللَّحْمِ وَفِيْ رِوَايَةٍ أَحْمَرُ سَحْرَ الْعَيْنِ ضَخْمَ الْمُشَاشِ إِذَا وَطِئَ بِقَدَمِهِ وَطِئَ بِكُلِّهَا لَيْسَ لَهُ أَخْمَصُ هٰذَا كُلُّهُ خُلَاصَةُ مَا فِي الشِّفَاءِ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ فِيْ شَمَائِلِهِ عَنْ أَنَسٍ كَانَ حَبِيْبُنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَثْنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ ضَخْمَ الرَّأْسِ ضَخْمَ الْكَرَادِيْسِ لَمْ يَكُنْ بِالطَّوِيْلِ الْمُمَغَّطِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِ

قدم مبارک میانہ تھا نہ تو بہت زیادہ دراز اور نہ بہت کوتاہ کہ اعضا ایک دوسرے مین دھنسے ہوئے ہون اور رفتار مین کوئی آپکے ساتھ نہ رہ سکتا تھا (یعنی رفتار مین ایک گونہ سرعت تھی مگر بے تکلف) آپکا قامت قدرے درازی کی طرف نسبت کیا جاتا تھا (یعنی طویل تو نہ تھے مگر دیکھنے مین قد اونچا معلوم ہوتا تھا) بال قدرے بل دار تھے جب ہنسنے مین دندان مبارک ظاہر ہوتے تو جیسے برق کی روشنی نمودار ہوتی ہے اور جیسے اولے بارش کے ہوتے ہین جب آپ کلام فرماتے تو سامنے کے دانتوں کے بیچ مین سے ایک نور سا نکلتا معلوم ہوتا تھا گردن نہایت خوبصورت تھی چہرۂ مبارک پھولا ہوا نہ تھا اور نہ بالکل گول تھا (بلکہ مائل بدوریہ تھا) بدن گٹھا ہوا تھا گوشت ہلکا تھا اور دوسری روایت مین ہے کہ آنکھون مین سفیدی کے ساتھ سرخی تھی جوڑ بند کلان تھے جب زمین پر پاؤن رکھتے تو پورا پاؤن رکھتے تھے تلوے مین زیادہ گڑھا نہ تھا یہ تمام کتاب شفا کے مضمونکا خلاصہ ہے اور ترمذی نے اپنے شمائل مین حضرت انس رضؓ سے روایت کیا ہے کہ ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے دونون کف دست اور دونون قدم پُر گوشت تھے سر مبارک کلان تھا جوڑ کی ہڈیان بڑی تھی

كَانَ فِي وَجْهِهٖ تَدْوِيْرٌ اَبْيَضُ مُشْرَبٌ اَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ اَهْدَبُ الْاَشْفَارِ جَلِيْلُ الْمُشَاشِ وَالْكَتَدِ اَجْرَدُ ذُوْ مَسْرُبَةٍ اِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ مَعًا بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَفِيْ رِوَايَةِ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ كَانَ ضَلِيْعَ الْفَمِ مَنْهُوْسَ الْعَقِبِ اَشْكَلَ الْعَيْنَيْنِ اِذَا نَظَرْتَ اِلَيْهِ قُلْتَ اَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ وَلَيْسَ بِاَكْحَلَ اَيْ لَيْسَ بِمُكْتَحِلٍ وَقَالَ اَبُو الطُّفَيْلِ اللَّيْثِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ اَبْيَضَ مَلِيْحًا مُقْتَصِدًا عَنْ اَنَسٍ كَانَ رَبْعَةً حَسَنَ الْجِسْمِ اَسْمَرَ اللَّوْنِ عَظِيْمَ الْجُمَّةِ اِلٰى شَحْمَةِ اُذُنَيْهِ عَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ وَرُوِيَ فِي الشَّمَائِلِ لِلتِّرْمِذِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آپ کے چہرۂ مبارک میں ایک گونہ گولائی تھی رنگ گورا تھا اسمیں سرخی دمکتی تھی سیاہ آنکھیں تھیں مژگانیں درازتھیں شانے کی ہڈیاں اور شانے بڑے بڑے تھے۔ بدن مبارک بے مو تھا (یعنی بدن بھر پر بال نہ تھے البتہ) سینہ سے ناف تک بالونکی باریک دھاری تھی جب کسی (کروٹ کی) طرف (کی چیز) کو دیکھنا چاہتے تو پورے پھر کر دیکھتے آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مُہرِ نبوّت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے اور حضرت جابر بن سمرہؓ کی روایت میں ہے کہ آپ کا دہن مبارک (اعتدال کے ساتھ) فراخ تھا۔ ایڑیوں کا گوشت ہلکا تھا۔ آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے جب آپکی طرف نظر کرو تو یوں سمجھو کہ آپکی آنکھوں میں سرمہ پڑا ہے حالانکہ سرمہ پڑا نہ ہوتا تھا اور حضرت ابو الطفیل لیثیؓ نے کہا ہے کہ آپ گورے ملیح میانہ قد تھے حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ میانہ قامت خوش اندام گندمی رنگ تھے موے سر دراز تھے بنِ گوش تک۔ آپ پر ایک سرخ (دھاری دار) جوڑا تھا اور شمائل ترمذی میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بِالطَّوِیْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ وَلَا
بِالْاَبْیَضِ الْاَمْهَقِ وَلَا بِالْاٰدَمِ وَلَا
بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبِطِ بَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی
عَلٰی رَأْسِ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً فَاَقَامَ بِمَکَّةَ عَشْرَ
سِنِیْنَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ثَلٰثَ عَشْرَةَ
یُوْحٰی اِلَیْهِ وَبِالْمَدِیْنَةِ عَشْرَ سِنِیْنَ
فَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی رَأْسِ سِتِّیْنَ
سَنَةً وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رض تُوُفِّیَ
وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّیْنَ سَنَةً
وَقَالَ الْبُخَارِیُّ ثَلٰثٌ وَّسِتُّوْنَ
اَکْثَرُ مَا هِیَ فِی الرِّوَایَةِ وَلَیْسَ فِیْ
رَأْسِهٖ وَلِحْیَتِهٖ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً
بَیْضَاءَ وَقَالَ الْمُحَقِّقُوْنَ اِنَّ الشُّعُوْرَ
الْاَبْیَضَ فِیْ رَاْسِهٖ وَلِحْیَتِهٖ کَانَ
سَبْعَةَ عَشَرَ وَقَالَ جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ
رَاَیْتُ الْخَاتَمَ بَیْنَ کَتِفَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ

نہ بہت دراز تھے اور نہ کوتاہ قامت تھے اور نہ بالکل گورے بھبوکا تھے اور نہ سانولے تھے اور موئے مبارک آپ کے نہ بالکل خمدار تھے اور نہ بالکل سیدھے (بلکہ کچھ بلدار تھے) اللہ تعالے نے آپ کو چالیس برس کے ختم پر نبی بنایا پھر مکہ مین دس برس مقیم رہے اور حضرت ابن عباس رض کے قول پر تیرہ برس رہے کہ آپ پر وحی ہوتی تھی (دس برس کی روایت مین کسر کو حساب مین نہین لیا پس دونون روایتین متطابق ہین ۱۲) اور مدینہ مین دس سال رہے پھر ساٹھ سال کی عمر مین اور ابن عباس رض کے قول پر ترسٹھ سال کی عمر مین اللہ تعالے نے آپ کو وفات دی اور امام بخاریؒ نے فرمایا کہ ترسٹھ سال کی روایتین زیادہ ہین اور (باوجود اتنی عمر کے) آپ کے سر اور ریش مبارک مین سفید بال بیس بھی نہ تھے اور محققین نے کہا ہے کہ آپ کے سر اور داڑھی مین سفید بال کل سترہ تھے اور حضرت جابر بن سمرہ رض نے فرمایا کہ مین نے مہر نبوت کو آپ کے دونون شانون کے درمیان مین ایک سرخ اور ابھرا ہوا گوشت مثل بیضۂ کبوتر کے دیکھا

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غُدَّۃٌ حُمْرَاءُ مِثْلُ بَیْضَۃِ الْحَمَامِ وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ مِثْلُ زِرِّ الْحَجَلَۃِ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ اَخْطَبَ الْاَنْصَارِیِّ شَعَرَاتٌ مُجْتَمِعَۃٌ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ کَانَ فِیْ ظَھْرِہٖ بَضْعَۃٌ نَاشِزَۃٌ وَفِیْ رِوَایَۃٍ مِثْلُ الْجُمْعِ حَوْلَھَا خِیْلَانٌ کَاَنَّھَا ثَاٰلِیْلُ قَالَ الْبَرَاءُ مَا رَاَیْتُ مِنْ ذِیْ لِمَّۃٍ فِیْ حُلَّۃٍ حَمْرَاءَ اَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْھِہٖ وَاِذَا ضَحِکَ یَتَلَاْلَاُ نُوْرُہٗ فِی الْجُدُرِ وَقِیْلَ لِجَابِرٍ کَانَ وَجْہُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَالسَّیْفِ قَالَ لَا بَلْ

اور حضرت سائب بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ وہ مثل چھپر کٹ (مسہری) کی گھنڈی کے تھی اور عمرو بن اخطب انصاری سے روایت ہے کہ کچھ بال جمع تھے اور حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آپکی کمر پر ایک اُبھرا ہوا گوشت کا ٹکڑا تھا اور ایک روایت مین ہے کہ مثل مٹھی کے تھی اُسکے گرداگرد تل تھے جیسے مسّے ہوتے ہین (اور ان روایات مین کچھ تنافی نہین سب اوصاف کا جمع ہونا ممکن ہے) حضرت براءؓ کہتے ہین کہ مین نے کوئی بالون والا سُرخ جوڑا (یعنی مخطط لنگی چادر) پہنے ہوے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہین دیکھا اور حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ مین نے کسی کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہین دیکھا گویا آپکے چہرہ مین آفتاب چل رہا ہے اور جب آپ ہنستے تھے تو دیوارون پر چمک پڑتی تھی اور حضرت جابرؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک مثل تلوار کے (شفاف) تھا انھون نے کہا کہ نہین بلکہ

كالشمس والقمر وكان مستديرا
وقالت ام معبد كان اجمل الناس
من بعيد واجلاه واحسنه من
قريب وقال علي من راٰه بداهة هابه
ومن خالطه معرفة احبه لم ار قبله
ولا بعده مثله قال انس ما شممت
عنبرا قط ولا مسكا ولا شيئا اطيب
من ريح رسول الله صلى الله عليه وسلم
وكان يصافح المصافح فيظل يومه
يجد ريحها ويضع يده على راس
الصبي فيعرف من بين الصبيان
بريحها ونام في دار انس فعرق
فجاءت امه بقارورة تجمع فيها عرقه
فسألها رسول الله صلى الله عليه وسلم
عن ذلك فقالت نجعله في طيبنا وهو
اطيب الطيب وذكر الامام البخاري في

مثل آفتاب اور ماہتاب کے مدور تھا (تلوار کی تشبیہ مین یہ کمی تھی کہ وہ مدور نہین ہوتی) اور حضرت ام معبدؓ نے کہا آپ دور سے سب سے زیادہ جمیل اور نزدیک سے سب سے زیادہ خوبصورت اور حسین معلوم ہوتے تھے اور حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ جو شخص آپ کو اول وہلہ مین دیکھتا تھا مرعوب ہوجاتا تھا اور جو شخص شناسائی کے ساتھ ملتا جلتا تھا آپ سے محبت کرتا تھا مین نے آپ جیسا (صاحب جمال و صاحب کمال) نہ آپ سے پہلے کسی کو دیکھا اور نہ آپ کے بعد کسی کو دیکھا

(فصل چہارم آپ کے طیب و مطیب ہونے مین)

اور حضرت انسؓ نے فرمایا ہے کہ مین نے کوئی عنبر اور کوئی مشک اور کوئی (خوشبودار) چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہک سے زیادہ خوشبودار نہین دیکھی اور اگر آپ کسی سے مصافحہ فرماتے تو تمام تمام دن اس شخص کو مصافحہ کی خوشبو آتی رہتی اور کبھی کسی بچے کے سر پر ہاتھ رکھدیتے تو وہ خوشبو کے سبب دوسرے لڑکون مین پہچانا جاتا اور آپ ایکبار حضرت انسؓ کے گھر مین سوتے تھے اور آپکو پسینہ آیا تھا تو حضرت انسؓ کی والدہ ایک شیشی لاکر آپکے پسینہ کو جمع کرنے لگین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسے اس بارہ مین پوچھا انھون نے عرض کیا کہ ہم اسکو اپنی خوشبو مین ملادینگے اور یہ پسینہ اعلیٰ درجہ کی خوشبو ہے۔ اور امام بخاری نے تاریخ کبیر

فِي التَّارِيخِ الْكَبِيرِ عَنْ جَابِرٍ لَمْ يَكُنْ يَمُرُّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَرِيقٍ فَيَتْبَعُهُ أَحَدٌ إِلَّا عَرَفَ أَنَّهُ سَلَكَهُ مِنْ طِيبِهِ قَالَ إِسْحٰقُ بْنُ رَاهُوَيْهِ إِنَّ تِلْكَ كَانَتْ رَائِحَتُهُ بِلَا طِيبٍ وَرَوَى إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ الْمُزَنِيُّ عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ أَرْدَفَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالْتَقَمْتُ خَاتَمَ النُّبُوَّةِ بِفِيَّ فَكَانَ يَنِمُّ عَلَيَّ مِسْكًا وَرُوِيَ أَنَّهُ إِذَا تَغَوَّطَ انْشَقَّتِ الْأَرْضُ فَابْتَلَعَتْ غَائِطَهُ وَبَوْلَهُ وَفَاحَتْ لِذٰلِكَ رَائِحَةٌ طَيِّبَةٌ كَذَا رَوَتْ عَائِشَةُ وَلِذَا قِيلَ بِطَهَارَةِ الْحَدَثَيْنِ مِنْهُ حَكَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ سَابِقٍ الْمَالِكِيُّ وَأَبُو نَصْرٍ وَشَرِبَ مَالِكُ بْنُ سِنَانٍ دَمَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَمَصَّهُ فَقَالَ

مین حضرت جابرؓ سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جس رستہ سے گذرتے اور کوئی شخص آپ کی تلاش مین جاتا تو وہ خوشبو سے پہچان لیتا کہ آپ اس رستہ سے تشریف لے گئے ہین اسحق بن راہویہ نے کہا ہے کہ یہ خوشبو بدون خوشبو لگائے ہوے (خود آپ کے بدن مبارک مین) تھی اور ابراہیم بن اسمٰعیل مزنی نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ مجکو (ایک بار) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے سواری پر بٹھلا لیا مینے مُہر نبوّت کو اپنے مُنھ مین لے لیا سو اُسمین سے مشک کی لپٹ آرہی تھی اور مروی ہے کہ آپ جب بیت الخلا مین جاتے تھے تو زمین پھٹ جاتی اور آپکے بول و براز کو نگل جاتی اور اُسجگہ نہایت پاکیزہ خوشبو آتی حضرت عائشہؓ نے اسی طرح روایت کیا ہے اور اسی لیے علما آپکے بول و براز کے طاہر ہونیکے قائل ہوئے ہین ابوبکر بن سابق مالکی اور ابو نصر نے اسکو نقل کیا ہے اور مالک بن سنان نے یوم احد مین آپکا خون (زخم کا) چوسکر پی لیا آپنے فرمایا

لَنْ يُّصِيْبَهُ النَّارُ وَشَرِبَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زُبَيْرٍ دَمَ حِجَامَتِهٖ وَشَرِبَتْ بَرَكَةُ بَوْلَهٗ وَاُمُّ اَيْمَنَ خَادِمَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَجِدَا اِلَّا كَمَاءٍ عَذْبٍ طَيِّبٍ وَقَدْ وُلِدَ مَخْتُوْنًا مَقْطُوْعَ السُّرَّةِ مُكَحَّلًا فَقَالَتْ اُمُّهٗ وَلَدْتُهٗ نَظِيْفًا مَا بِهٖ قَذَرٌ وَكَانَ يَنَامُ حَتّٰى يَكُوْنَ لَهٗ غَطِيْطٌ فَيُصَلِّيْ وَلَا يَتَوَضَّأُ رَوَاهُ عِكْرِمَةُ وَكَانَ مَحْرُوْسًا عَنْ حَدَثِ الْمَنَامِ قَالَ وَهْبُ بْنُ مُنَبِّهٍ قَرَأْتُ فِيْ اَحَدٍ وَسَبْعِيْنَ كِتَابًا فَوَجَدْتُّ فِيْ جَمِيْعِهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْجَحُ النَّاسِ عَقْلًا وَاَفْضَلُهُمْ رَاْيًا وَكَانَ يَرٰى فِي الظُّلْمَةِ كَمَا يَرٰى فِي الضَّوْءِ كَمَا رَوَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ يَرٰى مِنْ بَعِيْدٍ كَمَا يَرٰى مِنْ قَرِيْبٍ وَكَانَ

اسکو کبھی دوزخ کی آگ نہ لگے گی اور عبد اللہ بن زبیر نے آپ کا خون جو پچھنے لگانے سے نکلا تھا پی لیا تھا اور برکتؓ اور آپ کی خادمہ ام ایمنؓ نے آپکا بول پی لیا تھا سو اُنکو ایسا معلوم ہوا جیسا شیریں نفیس پانی ہوتا ہے اور آپ (قدرتی) مختون آنول نال کٹے ہوئے سُرمہ لگے ہوئے پیدا ہوئے تھے حضرت آمنہ آپ کی والدہ کہتی ہیں کہ میں نے آپکو پاک صاف جنا کہ کوئی آلودگی آپکو لگی ہوئی نہ تھی اور آپ باوجودیکہ ایسا سوتے تھے کہ خرّاٹے بھی لینے لگتے تھے مگر بدون وضو کیے ہوئے نماز پڑھ لیتے تھے (یعنی سونے سے آپ کا وضو نہیں ٹوٹتا تھا) روایت کیا اسکو عکرمہ نے اور (وجہ اسکی یہ تھی کہ) آپ سونے مین حدث سے محفوظ تھے

(وصل پنجم آپ کی قوّت بصر و بصیرت مین) وہب بن منبہ کہتے ہین کہ مین نے اکہتر کتابون مین پڑھا ہے اور سب مین یہ مضمون پایا ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم عقل مین سب پر ترجیح رکھتے تھے راے مین سب سے افضل تھے اور آپ ظلمت مین بھی اسطرح دیکھتے تھے جسطرح روشنی مین دیکھتے تھے جیسا کہ حضرت عائشہؓ نے روایت کیا ہے اور آپ دور سے ایسا ہی دیکھتے تھے جیسا نزدیک سے دیکھتے تھے اور اپنے

يَرٰى مِنْ خَلْفِهٖ كَمَا يَرٰى مِنْ اَمَامِهٖ
وَكَانَ رَاٰى جَنَازَةَ النَّجَاشِيِّ وَصَلّٰى
عَلَيْهِ وَرَاٰى بَيْتَ الْمَقْدِسِ مِنْ مَّكَّةَ
حِيْنَ وَصَفَهٗ لِقُرَيْشٍ وَالْكَعْبَةَ حِيْنَ
بَنٰى مَسْجِدَهٗ فِى الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ يَرٰى
فِى الثُّرَيَّا اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَصَرَعَ
رُكَانَةَ اَشَدَّ اَهْلِ زَمَانِهٖ حِيْنَ دَعَاهُ
اِلَى الْاِسْلَامِ وَصَارَعَ اَبَا رُكَانَةَ فِى
الْجَاهِلِيَّةِ وَعَاوَدَهٗ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ كُلُّ
ذٰلِكَ يَصْرَعُهٗ وَكَانَ اَسْرَعَ فِى الْمَشْىِ
كَاَنَّمَا الْاَرْضُ تُطْوٰى لَهٗ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رضی
اِنَّا لَنُجْهِدُ اَنْفُسَنَا وَاِنَّهٗ غَيْرُ مُكْتَرِثٍ
وَكَانَ ضِحْكُهٗ تَبَسُّمًا وَاِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ
مَعًا وَاُوْتِىَ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَجُعِلَتْ
لَهُ الْاَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا
وَاُحِلَّتْ لَهُ الْغَنَائِمُ وَاُعِدَّتْ

پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتے تھے جسطرح سامنے سے
دیکھتے تھے اور آپ نے نجاشی کا جنازہ (حبشہ میں)
دیکھ لیا تھا اور اُس پر نماز پڑھی اور آپ نے بیت المقدس
کو مکہ معظمہ سے دیکھ لیا تھا جبکہ قریش کے سامنے اُسکا
نقشہ بیان فرمایا (یہ سب معراج کی صبح کو قصہ ہوا تھا)
اور جب آپ نے مدینہ منورہ میں اپنی مسجد کی تعمیر شروع
کی اُسوقت خانہ کعبہ کو دیکھ لیا تھا اور آپکو ثریا میں
گیارہ ستارے نظر آیا کرتے تھے (وصل ششم آپکی قوت
بدنیہ وغیرہ میں) اور آپ (کی قوت کی کیفیت تھی
کہ آپ) نے رکانہ کو جو اپنے زمانہ میں بہت قوی (مشہور)
تھا کشتی میں گرادیا جبکہ اُسکو اسلام کی دعوت دی اور
(اُنھوں نے اپنے اسلام کو اسپر معلق کیا کہ مجکو کشتی میں
گرادیجیے) اور قبل زمانہ اسلام کے آپنے ابو رکانہ کو
کشتی میں گرادیا تھا وہ دوسری تیسری بار پھر آپ سے
مقابل ہوا آپ ہر بار میں اُسکو پچھاڑ پچھاڑ دیتے تھے اور آپ
تیز چلتے تھے کہ جیسے زمین لپٹی چلی آرہی ہو حضرت
ابوہریرہ رضی فرماتے ہیں کہ ہم بڑی کوشش کرتے تھے (کہ آپکے
ساتھ چل سکیں) اور آپ کچھ اہتمام بھی نہ فرماتے تھے
(پھر بھی ہم تھک جاتے تھے) اور آپکا ہنسنا تبسم ہوتا تھا
اور جب (گوشہ کی) کسی چیز کو دیکھتے تھے تو پورے
اُسطرف پھر کر دیکھتے (یعنی دزدیدہ نظر سے نہ دیکھتے)
(وصل ہفتم آپکے بعض خصائص میں) اور آپ کو
کلمات جامعہ عطا کیے گئے اور تمام زمین آپکے لیے مسجد
اور آلہ طہارت بنائی گئی (یعنی یہ نہیں کہ خاص
مسجد ہی میں نماز درست ہو اور جگہ درست نہو اور اسیطرح
ہر جگہ کی مٹی سے بشرط پاک ہونیکے تیمم درست ہے) اور آپ کے
لیے غنیمت کو حلال کیا گیا (اور پہلی شریعتوں میں ح

[illegible]

لہ الشفاعۃ الکبری والمقام المحمود
وبعث الی الجن والانس وکافۃ
المخلوقات وعلم السنۃ العرب
کلہا اقول بل السنۃ العرب کلہا
قالت ام معبد کان حلو المنطق فصلا
لانذر ولا ھذر کان منطقہ خرزات
نظمن وکان قلیل الاکل والنوم وکان
لا یتکئ فی الاکل ومعناہ عند المحققین
انہ لا یعتمد علی شیء ما تحتہ ولا
مائلا الی الشق انما کان جلوسہ
للاکل جلوس المستوفز مقعیا وکان
یقول اکل کما یاکل العبد واجلس
کما یجلس العبد وکان نومہ علی شقہ
الایمن استظہارا علی قلۃ المنام قال
انس اعطی قوۃ ثلثین رجلا اخرجہ
النسائی وروی قوۃ اربعین رجلا فی الجماع

اور مقام محمود مخصوص کیا گیا اور آپ جن وانس ور تمام خلائق کی طرف مبعوث ہوئے۔ **(وصل ہشتم آپ کے کلام وطعام ومنام وقعود وقیام میں)** اور عرب کی سب زبانیں جانتے تھے میں کہتا ہوں کہ بلکہ تمام زبانیں (یہ یعقوب کا قول ہے) ام معبدؓ کہتی ہیں کہ آپ شیریں کلام اور واضح بیان تھے نہ بہت کم گو تھے (کہ ضروری بات میں بھی سکوت فرماویں) اور نہ زیادہ گو تھے (کہ غیر ضروری امور میں مشغول ہوں) آپ کی گفتگو ایسی تھی جیسے موتی کے دانے پرو دیے گئے ہوں اور آپ کھاتے اور سوتے بہت کم تھے کھاتے ہوئے سہارا لگا کر نہیں بیٹھتے تھے اور معنی اسکے اہل تحقیق کے نزدیک یہ ہیں کہ نہ ایسی چیز کا سہارا لیتے جو آپکے نیچے ہوتی (جیسے گدا وغیرہ) اور نہ کسی کروٹ پہ (ہاتھ یا تکیہ کے سہارے) بوجہ دیگر بیٹھتے۔ آپ کی نشست کھانیکے لیے ایسی ہوتی جیسے کھڑے ہونے کے لیے کوئی تیار ہو کر بیٹھتا ہے یعنی اُکڑوں بیٹھتے تھے اور آپ فرمایا کرتے کہ میں غلام کی طرح کھاتا ہوں اور غلام کی طرح بیٹھتا ہوں اور آپ کا سونا داہنی کروٹ پر ہوتا تھا تاکہ قلت منام میں معین ہو **(وصل نہم آپ کی بعض صفات ومکارم اخلاق شجاعت وسخاوت وہیبت وجاہ وبے نفسی وایثار وغیرہ میں)** حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپ کو تیس مرد کی قوت دی گئی تھی روایت کیا اسکو نسائی نے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ کو ہمبستری میں چالیس مردوں کی قوت دی گئی تھی۔

وَرُوِيَ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُضِّلْتُ
عَلَى النَّاسِ بِأَرْبَعٍ بِالسَّخَاءِ وَالشَّجَاعَةِ
وَكَثْرَةِ الْجِمَاعِ وَقُوَّةِ الْبَطْشِ وَكَانَ
ذَا وَجَاهَةٍ قَبْلَ النُّبُوَّةِ وَبَعْدَهَا
رُوِيَ عَنْ قَيْلَةَ أَنَّهَا لَمَّا رَأَتْهُ أُرْعِدَتْ
مِنَ الْفَرَقِ فَقَالَ يَا مِسْكِيْنَةُ عَلَيْكِ
السَّكِيْنَةُ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّهُ قَامَ
بَيْنَ يَدَيْهِ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو فَأُرْعِدَ
فَقَالَ هَوِّنْ عَلَيْكَ فَإِنِّيْ لَسْتُ
بِمَلِكٍ جَبَّارٍ وَلَقَدْ أُوْتِيَ خَزَائِنَ
الْأَرْضِ وَمَفَاتِيْحَ الْبِلَادِ وَفُتِحَ عَلَيْهِ
فِيْ حَيٰوتِهِ بِلَادُ الْحِجَازِ وَالْيَمَنِ وَجَمِيْعُ
جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَمَا حَوَالَى الشَّامِ وَالْعِرَاقِ
وَجُلِبَتْ إِلَيْهِ الْأَخْمَاسُ وَالصَّدَقَاتُ
وَالْأَعْشَارُ وَأُهْدِيَتْ مِنَ الْمُلُوْكِ
هَدَايَا فَصَرَفَ كُلَّهَا لِوَجْهِ اللّٰهِ

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ مجھکو
اور لوگون پر چار چیزون مین فضیلت دی گئی۔
سخاوت اور شجاعت اور قوت مردی اور مقابلہ
غلبہ اور آپ نبوت کے قبل بھی اور بعد مین بھی صاحب
وجاہت تھے حضرت قیلہ سے روایت ہے
کہ انھون نے جب آپ کو دیکھا تو ہیبت کے مارے
کانپنے لگین۔ آپ نے فرمایا کہ اے غریب دل کو
برقرار رکھ (یعنی درست) اور حضرت ابن مسعودؓ
سے روایت ہے کہ آپ کے روبرو عقبہ بن عمرو
کھڑے ہوئے تو خوف سے کانپنے لگے۔ آپ نے
فرمایا کہ طبیعت پر آسانی کرو مین کوئی جابر بادشاہ
نہین ہون اور آپ کو تمام خزائن روے زمین کے
اور تمام شہرون کی کنجیان (عالم کشف مین) عطا
کی گئی تھین اور آپ کی حیات مین بلاد حجاز اور
یمن اور تمام جزیرۂ عرب و نواحی شام و عراق
فتح ہوگئے تھے اور آپ کے حضور مین خمس اور صدقات
اور عشر حاضر کیے جاتے تھے اور سلاطین کی طرف
سے ہدایا بھی پیش ہوتے تھے۔ ان سب کو آپ نے
لوجہ اللہ صرف فرمایا

وَاَغْنٰی بِهِ الْمُسْلِمِیْنَ وَقَالَ مَا یَسُرُّنِیْ اَنَّ لِیْ اُحُدًا ذَهَبًا یَبِیْتُ عِنْدِیْ مِنْهُ دِیْنَارٌ اِلَّا دِیْنَارًا اُرْصِدُهٗ لِدَیْنِیْ وَهٰذَا مِنْ کَمَالِ سَخَائِهٖ وَجُوْدِهٖ وَعَطَائِهٖ فَاِنَّهٗ مَاتَ وَدِرْعُهٗ مَرْهُوْنَةٌ فِیْ نَفَقَةِ عِیَالِهٖ وَکَانَ مُقْتَصِرًا فِیْ نَفَقَتِهٖ وَمَلْبَسِهٖ وَمَسْکَنِهٖ عَلٰی مَا تَدْعُوْهُ الضَّرُوْرَةُ اِلَیْهِ وَکَانَ یَلْبَسُ فِی الْغَالِبِ الشَّمْلَةَ وَالْکِسَاءَ الْخَشِنَ وَالْبُرْدَ الْغَلِیْظَ وَیَقْسِمُ عَلٰی اَصْحَابِهٖ اَقْبِیَةَ الدِّیْبَاجِ الْمَنْسُوْجِ بِالذَّهَبِ وَیَرْفَعُ لِمَنْ لَمْ یَحْضُرْهُ وَعَنْ عَائِشَةَ کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ یَرْضٰی بِرِضَاهُ وَیَسْخَطُ بِسَخَطِهٖ حَتّٰی قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ جَبَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ اَصْلِ فِطْرَتِهٖ عَلٰی مَکَارِمِ الْاَخْلَاقِ وَرَزَانَةِ الطَّبْعِ وَاعْتِدَالِ الْمِزَاجِ

اور مسلمانوں کو غنی کر دیا اور فرمایا کہ مجکو یہ بات خوش نہیں آتی کہ میرے لیے کوہ احد سونا بن جاوے اور پھر رات کو اسمیں سے ایک دینار بھی میرے پاس رہے بجز ایسے دینار کے جسکو کسی واجب مطالبہ کے لیے تھام لوں اور یہ آپ کی کمال سخاوت و جود و عطا ہے۔ چنانچہ (اسی کمال سخاوت کے سبب آپ مقروض رہتے تھے حتّٰی کہ) آپنے جسوقت وفات فرمائی ہے تو آپ کی زرہ اہل و عیال کے اخراجات میں رہن رکھی ہوئی تھی اور آپ اپنے ذاتی خرچ اور پوشاک اور مسکن میں صرف قدر ضرورت پر اکتفا فرماتے تھے اور غالب اوقات آپ کمل اور موٹا کھیس اور گاڑھی چادر پہنتے تھے اور (بعض اوقات) اپنے اصحاب کو دیبا کی قبائیں جنمیں سونے کے تار بنے ہوے تقسیم فرماتے تھے۔ اور جو انمیں موجود نہ ہوتے اُنکے لیے اُٹھا رکھتے اور حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہے کہ آپ کا خلق قرآن تھا اُسکی خوشی کی بات سے آپ خوش ہوتے تھے اور اُس کی ناخوشی کی بات سے آپ ناخوش ہوتے تھے (یعنی قرآن سے جو بات حق تعالیٰ کے خوش یا ناخوش ہونے کی ثابت ہوتی ہے آپکی خوشی و ناخوشی اُسی کے تابع تھی حتّٰی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ آپ خلق عظیم پر قائم ہیں اللہ تعالیٰ نے آپکو اصل فطرت میں مکارم اخلاق اور متانت طبع اور اعتدال مزاج پر پیدا

وَقَالَتْ اٰمِنَةُ بِنْتُ وَهْبٍ اِنَّ نَبِيَّنَا
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُلِدَ بَاسِطًا يَدَيْهِ
اِلَى الْاَرْضِ رَافِعًا رَأْسَهُ اِلَى السَّمَاءِ قَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَشَأْتُ
بُغِّضَ اِلَيَّ الْاَوْثَانُ وَالشِّعْرُ وَلَمْ اَهُمَّ
بِشَيْءٍ مِّنْ اُمُوْرِ الْجَاهِلِيَّةِ اِلَّا مَرَّتَيْنِ
فَعَصَمَنِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْهُمَا ثُمَّ لَمْ اَعُدْ وَكَانَ
اَصْبَرَ النَّاسِ عَلٰى اَذَاهُمْ وَاَحْلَمَهُمْ يَعْفُوْ
عَنْ مُّسِيْئِهِمْ وَيَصِلُ مَنْ قَطَعَهُ وَيُعْطِيْ
مَنْ حَرَمَهُ وَيَعْفُوْ عَمَّنْ ظَلَمَهُ وَكَانَ يَخْتَارُ
اَيْسَرَ الْاَمْرَيْنِ مَا لَمْ يَكُنْ اِثْمًا وَمَا انْتَقَمَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ
حَتّٰى رُوِيَ فِيْ سِيْرَةِ ابْنِ هِشَامٍ اَنَّ عُتْبَةَ
بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَخَا سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ
رَمٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
يَوْمَ اُحُدٍ فَكَسَرَ رَبَاعِيَتَهُ الْيُمْنٰى السُّفْلٰى

اور حضرت آمنہ بنت وہب کہتی ہیں کہ آپ جس وقت پیدا ہوئے تو آپکے دونوں ہاتھ زمین کی طرف کھلے ہوئے تھے اور سر آسمان کی طرف اُٹھائے ہوئے تھا (**وصل نہم آپکی عصمت میں**) پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجکو ہوش آیا بتوں سے اور شعر گوئی سے مجکو نفرت تھی اور کبھی کسی امر جاہلیت (یعنی امر غیر مشروع کا مجکو خیال تک بھی نہیں آیا) بجز دو بار کے اور اس سے بھی اللہ تعالےٰ نے مجکو محفوظ رکھا پھر اس (خیال) کی بھی نوبت نہیں آئی۔ (**وصل یازدہم تتمہ وصل نہم میں**) اور آپ لوگون کے ایذا دینے پر سب سے زیادہ صابر تھے اور سب سے بڑھکر حلیم تھے برائی کرنیوالے سے درگذر فرماتے تھے اور جو شخص آپ سے بدسلوکی کرتا تھا آپ اُس سے سلوک کرتے تھے اور جو شخص آپکو نہ دیتا آپ اُسکو دیتے اور جو شخص آپ پر ظلم کرتا آپ اُس سے درگذر فرماتے اور کسی کام کے دو پہلوؤن میں جو آسان ہوتا آپ اُسکو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ نہوتا۔ (اسمین اپنے متبعین کے لیے آسانی کی رعایت فرمائی نیز تجربہ ہے کہ آسانی پسند طبیعت دوسرون کے لیے بھی آسانی تجویز کرتی ہے) اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لیے کبھی انتقام نہین لیا حتیٰ کہ سیرت ابن ہشام مین مروی ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے بھائی عتبہ بن ابی وقاص نے اُحد کے روز آپ کے پتھر چلایا اُس سے آپ کا دندان رباعیہ زیرین جانب راست کا شکستہ ہوگیا (یعنی چھٹ گیا اور رباعیہ کہتے ہین سامنے کے چار دانتون کو دونون کروٹون کی طرف کے م

وَشُجَّ وَجْهُهٗ فَقَالُوْا لَوْ دَعَوْتَ عَلَيْهِمْ
فَقَالَ اللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ
وَمَا ضَرَبَ بِيَدِهٖ شَيْئًا قَطُّ إِلَّا أَنْ يُجَاهِدَ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَرَبَ امْرَأَةً وَلَا خَادِمًا
وَرُوِيَ عَنْ جَابِرٍ مَا سُئِلَ شَيْئًا
فَقَالَ لَا ولنعم ما قيل **شعر**

مَا قَالَ لَا قَطُّ إِلَّا فِيْ تَشَهُّدِهٖ
لَوْلَا التَّشَهُّدُ كَانَتْ لَاءُهٗ نَعَمُ

وَكَانَ يَحْمِلُ الْكَلَّ وَيَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَيَقْرِي
الضَّيْفَ وَيُعِيْنُ فِيْ نَوَائِبِ الْحَقِّ كَمَا فِيْ
صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ أَنَّهٗ أُتِيَ
إِلَيْهِ تِسْعُوْنَ أَلْفَ دِرْهَمٍ فَوُضِعَتْ عَلٰى
حَصِيْرٍ فَمَا رَدَّ سَائِلًا حَتّٰى فَرَغَ مِنْهَا
فَجَاءَهٗ رَجُلٌ فَسَأَلَهٗ فَقَالَ لَيْسَ عِنْدِيْ شَيْءٌ
وَلٰكِنِ ابْتَعْ عَلَيَّ فَإِذَا جَاءَنَا شَيْءٌ قَضَيْنَا
فَقَالَ عُمَرُ مَا كَلَّفَكَ اللّٰهُ مَا لَا

اور آپ کا چہرۂ مبارک زخمی ہو گیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ انپر بد دعا کیجیے آپ نے فرمایا کہ اے میرے اللہ میری قوم کو ہدایت کیجیے کیونکہ اُنکو خبر نہیں اور آپنے کبھی کسی چیز کو (یعنی آدمی یا جانور کو) اپنے ہاتھ سے نہیں مارا البتہ اللہ کی راہ میں جو جہاد کیا وہ اور بات ہے اور نہ کسی عورت کو مارا نہ کسی خادم کو مارا۔ اور حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آپ سے کبھی کوئی چیز نہیں مانگی گئی جسپر آپنے انکار فرمادیا ہو۔ کسی نے خوب کہا ہے (یہ فرزدق کا عربی شعر تھا جسکا ترجمہ فارسی میں یہ ہے ؎ نرفت لا بزبان مبارکش ہرگز * مگر در اشہدان لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ ؛ اور آپ ماندوں کا بار اٹھا لیتے تھے اور نادار آدمی کو مال دیدیتے یا دلوا دیتے اور مہمان کی مہمانی کرتے اور حق معاملات میں آپ اعانت فرماتے جیسا صحیح بخاری میں ہے اور امام ترمذی نے روایت کیا کہ آپکے پاس ایک بار نوّے ہزار درہم آئے (تقریبًا پچیس ہزار روپیہ ہوتا ہے) اور ایک بوریے پر رکھے گئے۔ سو آپ نے کسی سائل سے عذر نہیں کیا یہاں تک کہ سب ختم کر کے فارغ ہو گئے پھر آپ کے پاس ایک شخص آیا اور کچھ مانگا آپ نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ باقی نہیں رہا (جو تجکو دے سکوں) لیکن تو میرے نام سے (ضرورت کی چیز) خریدلے جب ہمارے پاس کچھ آویگا ہم ادا کردینگے حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ جو چیز آپکی قدرت میں نہو حق تعالیٰ نے آپکو اسکا مکلف نہیں فرمایا (پھر آپ اتنی تکلیف کیوں اُٹھاتے ہیں)

تقدر علیه فکره النبی صلی الله علیه
وسلم ذلك فقال رجل من الانصار یا
رسول الله انفق ولا تخف من ذی العرش
اقلالا فتبسم ورئی البشر فی وجهه
وکان لا یدخر شیئا لغد کما رواه انس
عن ابن عباس کان رسول الله صلی الله
علیه وسلم اجود بالخیر من الریح المرسلة
قال ابن عمر ما رأیت اشجع ولا انجد
ولا اجود ولا ارضی من رسول الله
صلی الله علیه وسلم وکنا یوم بدر نلوذ
بالنبی صلی الله علیه وسلم وکان الشجاع
من یقرب منه اذا دنی العدو لقربه منه
وعن ابی سعید الخدری کان اشد حیاء
من العذراء فی خدرها وکان لطیف
البشرة رقیق الظاهر لا یشافه احدا
بما یکرهه وعن عائشة لم یکن فاحشا

پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ بات خوش نہیں معلوم ہوئی پھر انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ خوب خرچ کیجیے اور مالک عرش (یعنی حق سبحانہ و تعالےٰ) سے کمی کا اندیشہ نہ کیجیے آپ نے تبسم فرمایا اور آپ کے چہرۂ مبارک پر بشاشت نمایاں ہوئی اور آپ اگلے دن کے لیے کوئی چیز اُٹھا کر نہ رکھتے تھے جیسا کہ حضرت انسؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خیر ہوا رش خیز سے بھی زیادہ فیاض تھے (وصل دوازدہم

دوسرے بعض اخلاق جمیلہ و طرز معاشرت

میں) حضرت ابن عمرؓ نے کہا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر نہ کوئی شجاع دیکھا اور نہ مضبوط دیکھا اور نہ فیاض دیکھا اور نہ (دوسرے اخلاق کے اعتبار سے) پسندیدہ دیکھا اور ہم جنگ بدر کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آڑ میں پناہ لیتے تھے اور بڑا شجاع وہ شخص سمجھا جاتا تھا جو (میدان جنگ میں) آپ سے نزدیک رہتا جب آپ غنیم کے قریب ہوتے تھے کیونکہ اُس شخص کو بھی (اس صورت میں) غنیم کے قریب رہنا پڑتا تھا اور حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آپ شرم و حیا میں اس سے بھی بڑھکر تھے جیسے کنواری لڑکی پردہ میں ہوتی ہے اور آپ نہایت لطیف الجلد نرم اندام تھے اور کسی شخص کو بر رو ناگوار بات نہ فرماتے اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نہ آپ سخت گو تھے اور نہ تکلف سخت گو بنتے تھے

وَلَا مُتَفَحِّشًا وَلَا سَخَّابًا بِالْاَسْوَاقِ وَلَا
يَجْزِي السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ وَلٰكِنْ يَعْفُوْ
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو كَانَ مِنْ حَيَائِهٖ لَا
يُثْبِتُ بَصَرَهٗ فِيْ وَجْهِ اَحَدٍ وَكَانَ يَكْنِيْ
عَمَّا اضْطُرَّ اِلَيْهِ مِنَ الْمَكْرُوْهِ وَعَنْ
عَلِيٍّ كَانَ اَوْسَعَ النَّاسِ صَدْرًا وَاَصْدَقَهُمْ
لَهْجَةً وَاَلْيَنَهُمْ عَرِيْكَةً وَاَكْرَمَهُمْ
عَشِيْرَةً وَكَانَ يُجِيْبُ مَنْ دَعَاهُ وَيَقْبَلُ
الْهَدِيَّةَ وَلَوْ كَانَتْ كُرَاعًا وَيُجِيْبُ دَعْوَةَ
الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالْاَمَةِ وَالْمِسْكِيْنِ وَيَعُوْدُ
الْمَرْضٰى فِيْ اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَيَقْبَلُ عُذْرَ
الْمُعْتَذِرِ وَيَبْدَأُ اَصْحَابَهٗ بِالْمُصَافَحَةِ
وَلَمْ يُرَ قَطُّ مَادًّا رِجْلَيْهِ بَيْنَ اَصْحَابِهٖ
حَتّٰى يُضَيِّقَ بِهِمَا عَلٰى اَحَدٍ وَيُكْرِمُ مَنْ
يَدْخُلُ عَلَيْهِ وَرُبَّمَا بَسَطَ ثَوْبَهٗ وَيُؤْثِرُهٗ
بِالْوِسَادَةِ وَلَا يَقْطَعُ عَلٰى اَحَدٍ حَدِيْثَهٗ

اور نہ بازاروں میں خلافِ وقار باتیں کرنے والے تھے
اور برائی کا عوض برائی سے نہ دیتے تھے بلکہ معاف
فرما دیتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے
کہ غایت حیا سے آپ کی نگاہ کسی شخص کے چہرہ پر
نہیں ٹھہرتی تھی (یعنی آنکھوں میں آنکھیں نہیں
ڈال لیتے تھے) اور کسی نامناسب چیز کا اگر کسی
ضرورت سے ذکر کرنا ہی پڑتا تو کنایہ میں فرماتے
اور حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آپ سب سے بڑھکر
دل کے کشادہ تھے بات کے سچے تھے طبیعت کے
نرم تھے معاشرت میں نہایت کریم تھے اور جو شخص
آپ کی دعوت کرتا اُسکی دعوت منظور فرماتے اور
ہدیہ قبول فرماتے اگرچہ وہ (ہدیہ یا طعام دعوت)
گائے یا بکری کا پایہ ہی ہوتا اور ہدیہ کا بدل بھی دیتے
اور دعوت غلام کی اور آزاد کی اور لونڈی کی اور
غریب کی سب کی قبول فرما لیتے اور مدینہ کی انتہا
آبادی پر بھی (اگر) مریض (ہوتا اُس) کی عیادت
فرماتے اور معذرت کرنیوالے کا عذر قبول فرماتے اور
اپنے اصحاب سے ابتدا مصافحہ کی فرماتے اور کبھی اپنے
اصحاب میں پاؤں پھیلائے ہوئے نہیں دیکھے گئے جس
سے اوروں پر جگہ تنگ ہو جاوے اور جو آپکے پاس آتا
اُسکی خاطر کرتے اور بعض اوقات اپنا کپڑا (اُسکے بچھنے
کے لیے) بچھا دیتے اور گدہ تکیہ خود چھوڑ کر اُسکو دیدیتے
اور کسی شخص کی بات بیچ میں نہ کاٹتے۔

وَكَانَ أَكْثَرَ النَّاسِ تَبَسُّمًا وَأَطْيَبَهُمْ نَفْسًا مَا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيْهِ أَوْ يَعِظْ أَوْ يَخْطُبْ وَكَانَ يَخْدِمُ الْوُفُودَ بِنَفْسِهِ أَحْيَانًا كَوُفُودِ النَّجَاشِيِّ وَإِنَّهُ سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَأَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ مِنْهُ عَنْهُ الْأَرْضُ وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَمُشَفَّعٍ وَكَانَ يَرْكَبُ الْحِمَارَ وَيُرْدِفُ خَلْفَهُ وَيَعُودُ الْمَسَاكِيْنَ وَيُجَالِسُ الْفُقَرَاءَ وَيَفْلِي ثَوْبَهُ وَيَحْلِبُ شَاتَهُ وَيُرَقِّعُ ثَوْبَهُ وَيَخْصِفُ نَعْلَهُ وَيَخْدِمُ لِنَفْسِهِ وَأَهْلِهِ وَيَقُمُّ الْبَيْتَ وَيَأْكُلُ مَعَ الْخَادِمِ وَيَجِيءُ مَعَهُ وَيَحْمِلُ بِضَاعَتَهُ مِنَ السُّوقِ وَكَانَ مِنْ آمَنِ النَّاسِ وَأَعْدَلِ النَّاسِ وَأَعَفِّ النَّاسِ وَأَصْدَقِهِمْ حَتّٰى أَنَّ أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ مَعَ كَمَالِ عَدَاوَتِهٖ لَمَّا سَأَلَهُ أَخْنَسُ ابْنُ شَرِيْقٍ يَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ أَبَا الْحَكَمِ

اور تبسم فرمانے مین اور خوش مزاجی مین سب سے بڑھکر تھے جبتک کہ حالت نزول وحی یا وعظ یا خطبہ کی نہ ہوتی (کیونکہ ان حالتونمین آپکو ایک جوش ہوتا تھا جسمین تبسم و خوش مزاجی ظاہر نہوتی تھی) اور بعض اوقات فرستادونکی خود خدمت فرماتے جیسے نجاشی بادشاہ کے فرستادے آئے تھے اور آپ قیامت مین تمام اولاد آدم کے سردار ہونگے اور سب سے اول آپ ہی کی قبر شریف کی زمین شق ہوگی (اور آپ باہر تشریف لاوینگے) اور سب سے اول آپ ہی شفاعت کرینگے اور سب سے اول آپ ہی کی شفاعت قبول ہوگی اور آپ (غایت تواضع سے) دراز گوش پر بھی سوار ہوتے تھے اور (کبھی) اپنے پیچھے بھی کسی کو بٹھا لیتے اور غریبونکی عیادت فرماتے تھے اور محتاجونکے پاس بیٹھا کرتے تھے اور اپنے کپڑے مین (خود) جوئین دیکھ لیتے (کسی خادم پر موقوف نہ رکھتے اور یہ دیکھنا اس خیال سے تھا کہ کسی اور کی نہ چڑھ گئی ہو) اور اپنی بکری کا دودھ نکال لیتے اور اپنے کپڑے مین خود پیوند لگا لیتے اور اپنی پاپوش کو خود (وقت حاجت کے) سی لیا کرتے اور اپنا اور گھر والون کا کام کر لیا کرتے اور گھر مین جھاڑو دے لیا کرتے اور خدمتگار کے ساتھ کھانا کھا لیتے اور اُسکے ساتھ آٹا گوندھوا لیتے اور اپنا سودا بازار سے خود لے آتے اور سب سے بڑھکر احسان کرنیوالے اور عدل کرنیوالے اور عفیف اور سچ بولنے والے تھے حتّٰی کہ ابوجہل بن ہشام باوجود اِسکے کہ آپکا کامل دشمن تھا مگر اخنس بن شریق نے بدر کے روز جب اُس سے پوچھا۔

لَيْسَ هُنَا غَيْرِيْ وَغَيْرُكَ يَسْمَعُ كَلَامَنَا
تُخْبِرُنِيْ عَنْ مُحَمَّدٍ صَادِقٌ اَمْ كَاذِبٌ
فَقَالَ اَبُوْ جَهْلٍ وَاللّٰهِ اِنَّ مُحَمَّدًا لَصَادِقٌ
وَمَا كَذَبَ مُحَمَّدٌ قَطُّ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ
زَيْدٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْقَرَ
النَّاسِ فِيْ مَجْلِسِهٖ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اِذَا
جَلَسَ فِيْ مَجْلِسٍ احْتَبٰى بِيَدِهٖ وَكَانَ
اَكْثَرُ جُلُوْسِهٖ مُحْتَبِيًا وَعَنْ جَابِرِ بْنِ
سَمُرَةَ اَنَّهٗ تَرَبَّعَ وَرُبَّمَا جَلَسَ الْقُرْفُصَاءَ
وَكَانَ اِذَا مَشٰى مَشٰى مُجْتَمِعًا يُعْرَفُ فِيْ
مَشْيِهٖ اَنَّهٗ غَيْرُ غَرَضٍ وَلَا وَكِلٍ اَيْ غَيْرُ
ضَجِرٍ وَلَا كَسْلَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ
كَانَ فِيْ كَلَامِهٖ تَرْتِيْلٌ اَوْ تَرْسِيْلٌ (شک راوی ۱۲) عَنْ عَائِشَةَ
كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيْثًا لَوْ عَدَّهُ الْعَادُّ
لَاَحْصَاهُ وَيُحِبُّ الطِّيْبَ وَالرَّائِحَةَ
الْحَسَنَةَ وَيَسْتَعْمِلُهَا كَثِيْرًا وَيَحُضُّ عَلَيْهَا

ف فسر فی القاموس القرفصاء بفضاء والاحصاء واخترت الاول لقرینۃ مقابلتہ الاحصاء ۱۲ منہ

کہ اے ابوالحکم یہاں تو میرے اور تیرے سوا اور کوئی موجود نہیں جو ہماری بات کو سن لیگا تو مجکو یہ تلا کہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سچے ہیں یا جھوٹے ہیں ابوجہل نے کہا کہ واللہ محمدؐ سچے ہیں اور محمدؐ نے کبھی جھوٹ بولا ہی نہیں (وصل سیزدہم تتمہ وصل ہشتم میں) حضرت خارجہ بن زید سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مجلس میں سب سے زیادہ باوقار ہوتے اور حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ جب مجلس میں بیٹھتے تو دونوں یانوں کھڑے کرکے ملا کر اُنکے گرد ہاتھوں کا حلقہ بنا کر بیٹھتے اور ویسے بھی اکثر نشست آپ کی اسی ہیئت سے ہوتی (اسکو احتبا کہتے ہیں اور یہ تواضع اور سادگی کی وضع ہی) حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ آپ چار زانو بھی بیٹھے ہیں اور بعض اوقات اکڑوں (یعنی ؓ) بغل میں ہاتھ دیکر بیٹھ جاتے اور جب آپ چلتے تو جمعیت خاطر (یعنی طمانیت کے ساتھ چلتے آپ کی چال سے یہ معلوم ہوجاتا تھا کہ نہ آپ کے دل میں تنگی ہے (کہ گھبرائے ہوئے چلیں) اور نہ طبیعت میں سُستی ہے (کہ پاؤں نہ اُٹھتا ہو غرض نہ بہت تیز چلتے تھے نہ سُست رفتار تھے) حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ آپ کے کلمات میں نہایت وضاحت ہوتی تھی اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اسطرح کلام فرماتے تھے کہ اگر کوئی شمار کرنیوالا (الفاظ کو) شمار کرنا چاہتا تو شمار کرسکتا تھا اور آپ خوشبو کی چیز اور خوشبو کو بہت پسند فرماتے اور کثرت سے اسکا استعمال فرماتے اور دوسروں کو بھی اوسکی ترغیب دیتے

وَلَا يَنْفُخُ فِيْ طَعَامٍ وَّلَا فِيْ شَرَابٍ وَّيُحِبُّ
اِلْقَاءَ الْبَرَاجِمِ وَالرَّوَاجِبِ عَنْ عَائِشَةَ رضہ
قَالَتْ مَا شَبِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ تِبَاعًا مِّنْ خُبْزٍ حَتّٰى مَضٰى
لِسَبِيْلِهٖ عَنْ حَفْصَةَ كَانَ فِرَاشُهٗ مِسْحًا
وَكَانَ يَنَامُ اَحْيَانًا عَلٰى سَرِيْرٍ مَّرْمُوْلٍ
بِشَرِيْطٍ حَتّٰى يُؤَثِّرُ فِيْ جَنْبِهٖ عَنْ عَائِشَةَ
لَمْ يَمْتَلِئْ جَوْفُ النَّبِيِّ شَبْعًا قَطُّ وَلَمْ يَبُثَّ
الشَّكْوٰى اِلٰى اَحَدٍ وَّكَانَتِ الْفَاقَةُ اَحَبَّ
اِلَيْهِ مِنَ الْغِنٰى وَكَانَ يَظَلُّ جَائِعًا يَّلْتَوِيْ
طُوْلَ لَيْلَتِهٖ مِنَ الْجُوْعِ وَلَوْ شَاءَ سَأَلَ
رَبَّهٗ جَمِيْعَ كُنُوْزِ الْاَرْضِ وَثِمَارِهَا وَرَغَدَ
عَيْشِهَا وَلٰكِنَّهٗ يَقُوْلُ مَا لِيْ وَلِلدُّنْيَا
اِخْوَانِيْ مِنْ اُولِي الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ
صَبَرُوْا عَلٰى مَا هُوَ اَشَدُّ مِنْ هٰذَا فَمَضَوْا
عَلٰى حَالِهِمْ وَكَانَ شَدِيْدَ الرَّهْبَةِ

اور کھانے پینے کی چیزون مین پھونک نہین مارتے
تھے اور انگلیون و ہڈیون کے جوڑو کے صاف رکھنے کو پسند
فرماتے (کیونکہ یہ مواقع میل جمع ہونیکے ہین) اور حضرت
عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے کبھی متواتر تین روز بھی روٹی سے پیٹ
نہین بھرا یہان تک کہ آخرت کو روانہ ہوگئے اور
حضرت حفصہ رضہ سے روایت ہے کہ آپ کا بستر ایک ٹاٹ تھا
اور کبھی کبھی آپ چارپائی پر آرام فرماتے جو کھجورونکے
بان سے بنی ہوتی حتیٰ کہ آپ کے پہلو مبارک مین اُسکا
نشان پڑجاتا (وصل چہاردہم آپ کے
تنگی معیشت کو اختیار کرنے مین) اور
حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا
شکم کبھی پیٹ بھرائی غذا سے پُر نہین ہوا اور کسی سے
شکوہ کا اظہار نہین کیا اور فاقہ آپ کو بہ نسبت
توانگری کے زیادہ محبوب تھا اور دن دن بھر بھوکے
گذار دیتے اور رات رات بھر بھوک سے کروٹین
بدلتے رہتے اور اگر آپ چاہتے تو اپنے رب سے
تمام روے زمین کے خزائن اور اُسکی پیداوار اور
اُسکی فراخ عیشی کا سامان مانگ لیتے لیکن آپ
یہی فرمایا کرتے تھے کہ مجکو دنیا سے کیا علاقہ میرے
اولوالعزم پیغمبر بھائیون نے اس سے زیادہ سخت حالت پر صبر کیا
اور اپنی اسی حالت پر گذر گئے (وصل پانزدہم آپکی
خشیت و مجاہدہ مین) اور آپ اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرتے تھے

فِي ذَاتِ اللهِ حَتّٰى قَالَ لَوَدِدْتُ اَنِّيْ
لَشَجَرَةٌ تُعْضَدُ وَكَانَ يُصَلِّيْ حَتّٰى يَرِمَ
قَدَمَاهُ فَقَالَ رَبُّهٗ تَعَالٰى وَتَقَدَّسَ رَحْمَةً
لَهٗ طٰهٰ مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى اَيْ
لِتُتْعِبَ نَفْسَكَ وَكَانَ يُصَلِّيْ وَلِجَوْفِهٖ
اَزِيْزٌ كَاَزِيْزِ الْمِرْجَلِ كَذَا رَوَاهُ عَبْدُ اللهِ
ابْنُ الشِّخِّيْرِ وَكَانَ مُتَوَاصِلَ الْاَحْزَانِ
لَيْسَ لَهٗ رَاحَةٌ وَيَسْتَغْفِرُ اللهَ تَعَالٰى فِي
الْيَوْمِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً اَوْ مِائَةَ مَرَّةٍ اَقُوْلُ
كَانَ تَعْلِيْمًا لِلْاُمَّةِ اَوْ لِطَلَبِ مَغْفِرَةٍ لِلْاُمَّةِ
اَوْ لِاَنَّهٗ كَانَ خَائِضًا فِيْ بَحْرِ الْقُرْبِ
وَالْعِرْفَانِ وَكَانَ يَتَرَقّٰى سَاعَةً فَسَاعَةً لِاَنَّهٗ
لَا تَكْرَارَ لِلتَّجَلِّيْ وَالتَّجَلِّيْ عَلٰى حَسَبِ
اِسْتِعْدَادِ الْمُتَجَلّٰى لَهٗ وَاسْتِعْدَادُهٗ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مُتَزَائِدًا اٰنًا
فَاٰنًا فَاِذَا رَاَى الْمَرْتَبَةَ اللَّاحِقَةَ عَالِيًا

یہاں تک کہ آپ نے فرمایا کہ کاش میں ایک
درخت ہو جاتا جو کاٹ دیا جاتا اور آپ اسقدر
(نفل) نماز پڑھتے تھے کہ قدم مبارک ورم کر جاتے
اسپر حق تعالیٰ و تقدس نے براہ ترحم فرمایا
طٰہٰ الخ یعنی ہم نے آپ پر قرآن مجید
اس لیے نازل نہیں فرمایا کہ آپ مشقت
میں پڑیں اور آپ نماز پڑھتے اور آپ کے سینہ
میں ہنڈیا کا سا جوش (مسموع) ہوتا تھا
اسی طرح عبد اللہ بن شخیر نے روایت کیا ہے
اور آپ برابر مغموم رہتے تھے کسی وقت آپ کو
چین نہ تھا (یہ کیفیت فکر آخرت سے تھی) اور
دن بھر میں ستر بار یا سو بار استغفار فرماتے
تھے میں کہتا ہوں کہ یہ یا تو تعلیم امت کے لیے
تھا یا خود امت کے لیے مغفرت طلب کرنا
مقصود تھا یا یہ وجہ تھی کہ آپ دریائے قرب
و عرفان میں مستغرق تھے اور آناً فاناً
ترقی فرماتے رہتے تھے کیونکہ تجلیات
متجدد ہوتی رہتی ہیں اور تجلی حسب استعداد
محل تجلی کے ہوتی ہے اور آپ کی استعداد
برابر متزائد ہوتی جاتی تھی (اس لیے تجلیات
بھی لاتقف عند حد فائض ہوتی
تھیں) پس جب مرتبہ مابعد کو
عالی دیکھتے تھے

ف: یہ جملہ گو یوں آگیا ورنہ کا ہے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیں سے مگر دعا کی بیچی واسطے روایت پر موقوف ہے بعض ورنہ کسی حادثہ میں فرمایا ہے کی احتمال لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر ۱۲ منہ

يَعُدُّ نَفْسَهُ فِي التَّقْصِيرِ فِي الْمَرْتَبَةِ السَّابِقَةِ أَلَمْ تَسْمَعْ أَنَّ حَسَنَاتِ الْأَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِينَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى مَا بَعَثَ نَبِيًّا إِلَّا حَسَنَ الصَّوْتِ حَسَنَ الْوَجْهِ وَكَانَ نَبِيُّكُمْ أَحْسَنَهُمْ وَجْهًا وَأَحْسَنَهُمْ صَوْتًا أَقُولُ وَأَمَّا عَدَمُ تَعَشُّقِ الْعَوَامِّ عَلَيْهِ كَمَا كَانَ عَلٰى يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلِغَيْرَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى لَمْ يُظْهِرْ جَمَالَهُ كَمَا هُوَ عَلٰى غَيْرِهِ كَمَا أَنَّهُ لَمْ يُظْهِرْ جَمَالَ يُوسُفَ كَمَا هُوَ إِلَّا عَلٰى يَعْقُوبَ وَزُلَيْخَا وَكَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلِيمًا وَلَمْ يَكُنْ سَبَّابًا وَلَا فَحَّاشًا وَلَا لَعَّانًا وَكَانَ يَرْكَبُ الْحِمَارَ فِي سَيْرٍ قَرِيبٍ وَالرَّاحِلَةَ فِي بَعِيدٍ وَالْبَغْلَةَ فِي مَعَارِكِ الْحَرْبِ وَالْخَيْلَ لِإِجَابَةِ الصَّارِخِ وَكَانَ يَبْسُطُ وَجْهَهُ لِلْكَافِرِ

تو اپنے کو مرتبہ ما قبل کے اعتبار سے تقصیر کی طرف منسوب فرماتے تھے کیا تم نے سنا نہیں کہ نیکوں کے حسنات مقربین کی سیئات ہوتی ہیں (وصل شانزدہم آپکے حسن و جمال میں) اور ترمذیؒ نے قتادہؒ سے انھوں نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا جو خوش آواز اور خوش رو نہو اور تمہارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم صورت شکل میں بھی اور آواز میں بھی اِن سب سے احسن تھے میں کہتا ہوں کہ (باوجود ایسے حسن و جمال کے) عام لوگوں کا آپ پر اس طور پر عاشق نہ ہونا جیسا حضرت یوسف علیہ السلام پر عاشق ہوا کرتے تھے بسبب غیرت الٰہی کے ہے کہ آپکا جمال جیسا تھا غیروں پر ظاہر نہیں کیا جیسا خود حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال بھی جیسا جیسا کا تھا وہ بجز حضرت یعقوب علیہ السلام یا زلیخا کے اوروں پر ظاہر نہیں کیا (وصل ہفدہم آپکے رفق و لطف و تواضع و پاکیزگی طبیعت میں) اور آپ نہایت علیم تھے کسی کو دشنام دیتے تھے نہ سخت بات فرماتے تھے نہ لعنت کی بددعا دیتے تھے اور نزدیک جگہ جانے میں دراز گوش پر سوار ہوتے تھے اور دور جانے میں ناقہ پر اور معرکۂ حرب میں خچر پر اور کسی مدد چاہنے والے کی پکار پر گھوڑے پر سوار ہوتے (تاکہ جلدی پہونچ جاویں) اور معرکہ میں کمال ہے ثابت قدم رہنا اسلیے گھوڑے کی ضرورت نہیں سمجھی بلکہ ایسا جانور اختیار کیا کہ وہ بھاگنے میں کم ہو یعنی خچر اور باقی معمولی حالات میں تواضع کی صورت اختیار فرمائی یعنی درازگوش کی سواری اور سفر دراز میں جفاکش جانور کی ضرورت تھی وہ شتر ہے اور آپ کافر اور دشمن سے بھی اُسکی تالیف قلب کی توقع پر کشادہ روئی کے ساتھ پیش آتے تھے۔

وَالْعَدُوِّ رَجَاءَ اِيْلَافِهٖ وَيَصْبِرُ لِلْجَاهِلِ وَيَتَوَلّٰى فِيْ مَنْزِلِهٖ مِهْنَةَ اَهْلِهٖ وَيَتَسَتَّرُ فِيْ مَلَاءَتِهٖ حَتّٰى لَا يُبْدُوْ مِنْهُ شَيْءٌ مِّنْ اَطْرَافِهٖ وَقَدْ وَسِعَ النَّاسَ بِشْرُهٗ وَعَدْلُهٗ وَلَا يَسْتَفِزُّهُ الْغَضَبُ وَلَا يُبْطِنُ عَلٰى جُلَسَائِهٖ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَائِنَةُ الْاَعْيُنِ فَكَيْفَ بِخَائِنَةِ الْقَلْبِ وَكَانَ حَبِيْبُنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعْصُوْمًا فِيْ اَحْوَالِهٖ وَاَقْوَالِهٖ وَاَفْعَالِهٖ عَنِ الْكَبَائِرِ وَالصَّغَائِرِ عِنْدَ الْمُحَقِّقِيْنَ وَلَا يَصِحُّ مِنْهُ خُلْفٌ وَاضْطِرَابٌ لَا فِيْ عَمْدٍ وَلَا فِيْ سَهْوٍ وَلَا صِحَّةٍ وَلَا مَرَضٍ وَلَا جِدٍّ وَلَا مَزْحٍ وَلَا رِضًى وَلَا غَضَبٍ وَكَانَ لِحَبِيْبِنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ قَدِمَ مَكَّةَ اَرْبَعُ غَدَائِرَ رَوَاهُ اُمُّ هَانِئٍ فَكَانَ يَسْدُلُ شَعْرَهٗ اَوَّلًا ثُمَّ فَرَقَ رَأْسَهٗ

اور جاہل کی (بے تیزی کی) بات پر صبر فرماتے اور اپنے گھر میں آ کر گھر والوں کے کاموں کا انتظام فرماتے اور چادر اوڑھنے میں بہت اہتمام فرماتے کہ اُس میں سے ہاتھ یا نوں کچھ ظاہر نہ ہو (غالباً بیٹھنے کی حالت میں ایسا ہوتا ہوگا) اور آپ کی کشادہ روئی اور انصاف سب کے لیے عام تھا اور غصہ آپ کو بیتاب نہیں کرتا تھا۔ اور اپنے جلیسوں سے کوئی بات اخلاف ظاہر دل میں نہ رکھتے تھے اور آنکھوں کی خیانت (یعنی دزدیدہ نظر) آپ میں نہ تھی تو قلب کی خیانت کا تو کیا احتمال ہے اور آپ تمام احوال و اقوال و افعال میں کبائر سے اور محققین کے نزدیک صغائر سے بھی معصوم تھے اور آپ سے کسی قسم کی وعدہ خلافی یا حق سے جنبش کا صدور ممکن ہی نہ تھا نہ قصداً نہ سہواً نہ صحت میں نہ مرض میں نہ واقعی مراد لینے میں نہ خوش طبعی میں نہ خوشی میں نہ غضب میں (وصل شستہ ہم آپ کے اعتدال تزئین میں) اور آپ جس روز مکہ معظمہ میں تشریف لائے ہیں (یعنی یوم فتح مکہ میں) اُس روز آپ کے سر کے بال چار حصے ہو رہے تھے روایت کیا اسکو ام ہانی نے اور آپ شروع میں اپنے بالوں کو (بلا مانگ نکالے جمع کر لیا کرتے تھے پھر آپ مانگ نکالنے لگے تھے۔

وَفِي رِوَايَةٍ كَانَ يَتَرَجَّلُ غِبًّا وَسُئِلَ
أَنَسٌ عَنْ خِضَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ لَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ إِنَّمَا كَانَ شَيْبًا
فِي صُدْغَيْهِ وَلٰكِنْ أَبُو بَكْرٍ خَضَبَ
بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ وَفِي رِوَايَةٍ كَانَ شَيْبُهُ
أَحْمَرَ وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَقِيلٍ رَأَيْتُ
شَعْرَ رَسُولِ اللهِ عِنْدَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
مَخْضُوبًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ يَكْتَحِلُ
قَبْلَ أَنْ يَنَامَ ثَلَاثًا فِي كُلِّ عَيْنٍ وَكَانَ
يُحِبُّ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ وَالْقَمِيصَ
وَكُمُّهُ إِلَى الرُّسْغِ وَكَانَ يُحِبُّ الْحِبَرَةَ
وَكَانَ يَلْبَسُ مِرْطَ شَعْرٍ أَسْوَدَ وَقَدْ
لَبِسَ جُبَّةً رُومِيَّةً ضَيِّقَةَ الْكُمَّيْنِ
وَلَبِسَ خُفَّيْنِ أَسْوَدَيْنِ سَاذَجَيْنِ
وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا وَكَانَ فِي نَعْلَيْهِ قِبَالَانِ
مَثْنِيٌّ شِرَاكُهُمَا وَكَانَ يَلْبَسُ النِّعَالَ

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ایک روز ناغہ کرکے کنگھا کیا کرتے تھے اور حضرت انسؓ سے آپ کے خضاب کے متعلق پوچھا گیا انھوں نے کہا کہ آپ خضاب تک ہی نہ پہونچے تھے (یعنی آپ کے اتنے بال سفید ہی نہ ہوئے تھے بس تھوڑی سی سفیدی دونوں کنپٹیوں میں ہوئی تھی لیکن حضرت ابوبکرؓ نے مہندی اور نیل کا خضاب کیا ہے (یعنی ایسی ترکیب سے کہ بال سیاہ نہوں) اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کے بالوں کا کچھ سرخ رنگ کا تھا (یعنی سیاہ سے سرخ ہو گئے تھے سفید ہوئے تھے) اور عبد اللہ بن عقیل کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک حضرت انسؓ کے پاس خضاب کیا ہوا دیکھا (محققین کے نزدیک ان روایات میں تطبیق یہ ہے کہ آپ کے بال پکنے تو لگے تھے مگر بہت کم پکے تھے سو بعضے سرخ ہو گئے اور بعضے سفید لیکن آپ نے قصداً انکو خضاب نہیں لگایا لیکن آپ کی عادت اکثر اوجاع وغیرہ میں مہندی رکھنے کی تھی ایسا اتفاق ہوا ہوگا اس سے وہ سفید بال رنگین ہو گئے اب سب روایات جمع ہو گئیں واللہ اعلم) اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ سونے کے قبل ہر آنکھ میں تین تین سلائی سرمہ کی ڈالتے تھے اور آپ سفید کپڑے کو اور کرتہ کو پسند کرتے تھے اور آپکی آستین گٹہ تک ہوتی تھی اور آپ چادر یمانی کو پسند فرماتے تھے اور کبھی بالوں کی سیاہ چادر (بھی) پہنتے تھے اور (ایکبار) رومی جبہ تنگ آستین کا (بھی) پہنا ہے (اس سے تشبہ ممنوع لازم نہیں آتا کیونکہ یہ ثابت نہیں کہ وہ لباس اہل روم کا خاص تھا رومی ہونا باعتبار ساخت کے ہے) اور آپ نے سیاہ سادہ چرمی موزے (بھی) پہنے ہیں اور انپر (وضو میں) مسح فرمایا ہے اور آپکے نعلین شریفین میں انگلیوں میں پہننے کے دو دو تسمے تھے (ایک انگوٹھا اور سبابہ کے درمیان میں اور ایک وسطی اور اسکی پاس والی کے درمیان میں) اور ایک پشت پر کا تسمہ بھی دوہرا تھا اور آپ بالوں سے صاف کیے ہوئے چمڑے کے

ف [illegible] ۱۲ منہ

السِّبْتِيَّةَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعَرٌ وَيَتَوَضَّأُ
فِيهَا رَوَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَكَانَ يُصَلِّي فِي
نَعْلَيْنِ مَخْصُوفَتَيْنِ وَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ
فِضَّةٍ وَكَانَ يَخْتِمُ بِهِ وَلَا يَلْبَسُهُ
كَمَا رَوَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَقَالَ أَنَسٌ كَانَ فَصُّهُ
حَبَشِيًّا وَقَدْ ذُكِرَ فِي شُرُوحِ الْبُخَارِيِّ
أَنَّهُ كَانَ حَجَرًا مِنْ بِلَادِ الْحَبَشَةِ أَوْ عَلَى
لَوْنِ الْحَبَشَةِ وَكَانَ جَزْعًا أَوْ عَقِيقًا وَرُوِيَ
عَنْهُ أَيْضًا أَنَّ خَاتَمَ رَسُولِ اللهِ كَانَ مِنْ
فِضَّةٍ وَفَصُّهُ مِنْهُ وَفِي رِوَايَةٍ
مِنْهُ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي كَفِّهِ
أَقُولُ اخْتِلَافُ الرِّوَايَاتِ بِحَسَبِ
اخْتِلَافِ الْحَالَاتِ فَتَدَبَّرْ وَدَعِ
الْخِلَافَ وَكَانَ نَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ
مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَرَسُولٌ سَطْرٌ وَاللهُ سَطْرٌ
رَوَاهُ أَنَسٌ وَإِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَزَعَ

نعلین پہنتے تھے اور وضو کرکے انمین پاؤن بھی
رکھ لیتے روایت کیا اسکو حضرت ابن عمرؓ نے اور آپ
(گاہ گاہ) گنٹھے ہوئے نعلین مین نماز (بھی) پڑھ
لیتے (کیونکہ وہ پاک ہوتے تھے اور اُسوقت عرف مین
یہ خلاف ادب نہوگا) اور آپ نے چاندی کی انگشتری
بنوائی تھی اور اُس سے مُہر لگاتے تھے اور (التزام و دوام
کے ساتھ) پہنتے نہ تھے جیسا کہ حضرت ابن عمرؓ نے
روایت کیا ہے اور حضرت انسؓ نے کہا ہے کہ اسکا نگین
حبشہ کا تھا۔ شروح بخاری مین مذکور ہے کہ ملک
حبشہ کا ایک پتھر تھا یا اُسکا رنگ حبشیون کا سا
(یعنی سیاہ) تھا اور وہ مُہرہ یمانی یا عقیق تھا اور
اُن سے یہ بھی روایت ہے کہ آپکی انگشتری چاندی کی
تھی اور اُسکا نگین اُسی کا تھا (میرے نزدیک نگین سے
مراد خانہ نگین ہے یعنی نگین رکھنے کا حلقہ اور کسی چیز
سونے وغیرہ کا نہ تھا جیسا بعضے بنوالیتے ہین) اور
اُن ہی سے ایک روایت مین ہے گویا اُسکی سفیدی
(اور چمک) آپکے ہاتھ مین اسوقت میری نظر مین ہے
مین کہتا ہون کہ ان روایات کا اختلاف باعتبار
اختلاف حالات کے ہے خوب بصیرت حاصل
کرلو اور خلاف کو چھوڑ دو اور اُس انگشتری پر
یہ منقوش تھا محمد رسول اللہ اسطرح سے کہ محمدؐ ایک
سطر اور رسول ایک سطر اور اللہ ایک سطر روایت
کیا اسکو حضرت انسؓ نے اور جب آپ بیت الخلا
مین جاتے تو انگشتری نکال دیتے۔

خاتمه وكان يلبسه في يمينه
صححه البخاري عن عبد الله
بن جعفر وقال انس وجابر
وابن عباس كان يتختم في يمينه
وكان سيف رسول الله صلى الله
عليه وسلم حنفيا وقبيعته
فضة ولبس درعين يوم احد
ومغفرا يوم فتح مكة وكان
اذا اعتم سدل عمامته بين
كتفيه وثبت في كتب السير
بروايات صحيحة انه كان
صلى الله عليه وسلم يرخي
علاقته احيانا بين كتفيه واحيانا
يلبس العمامة بغير علاقة وروي
عن ابن عباس انه كان يلبس
القلانس تحت العمامة ويلبس

اور اُسکو جب پہنتے تو داہنے ہاتھ مین
پہنتے امام بخاری نے اپنی صحیح مین اسکو حضرت
عبداللہؓ بن جعفر بن ابی طالب سے نقل کیا ہے اور
حضرت انسؓ اور حضرت جابرؓ اور حضرت ابن
عباسؓ نے فرمایا ہے کہ آپ داہنے ہاتھ مین
انگشتری پہنتے تھے اور آپ کی تلوار قبیلۂ
بنی حنیفہ کی ساخت کی تھی اور اُسکی موٹھ کی
گھنڈی (یعنی تلوار پکڑنے مین جس جگہ پر ہاتھ
رہتا ہے اُسکے سرے پر جو روک ہوتی ہے وہ)
چاندی کی تھی (چونکہ وہ ہاتھ سے جدا رہتی ہے
اسلیے چاندی کی درست ہے) اور جنگ احد مین
آپ دو زرہین اور فتح مکہ کے روز آہنی خود (یعنی
آہنی کلاہ) پہنے ہوے تھے اور آپ جب عمامہ
باندھتے تھے تو اُسکو دونون شانون کے درمیان
مین چھوڑ لیتے تھے اور کتب سیر مین بروایات
صحیحہ ثابت ہے کہ آپ کبھی شملہ دونون شانون کے
درمیان چھوڑتے تھے اور کبھی بے شملہ عمامہ
باندھتے تھے اور حضرت ابن عباس رضؓ سے
روایت ہے کہ آپ کبھی کلاہ بدون عمامہ کے

اَلْعِمَامَۃَ بِغَیْرِ الْقَلَانِسِ وَکَانَ لَہٗ عِمَامَۃٌ سَوْدَاءُ وَکَانَ یَأْتَزِرُ اِلٰی اَنْصَافِ سَاقَیْہِ وَاَرْخَصَ اِلٰی اَسْفَلَ وَلٰکِنْ قَالَ لَاحَقَّ لِلْاِزَارِ فِی الْکَعْبَیْنِ وَاِذَا جَلَسَ اِحْتَبٰی بِیَدَیْہِ وَاسْتَلْقٰی فِی الْمَسْجِدِ وَاضِعًا اِحْدٰی رِجْلَیْہِ عَلَی الْاُخْرٰی عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ رَاَیْتُہٗ مُتَّکِئًا عَلٰی وِسَادَۃٍ عَلٰی یَسَارِہٖ وَرَاٰہُ اَنَسٌ وَعَلَیْہِ ثَوْبٌ قُطْرِیٌّ قَدْ تَوَشَّحَ بِہٖ فَصَلّٰی بِہِمْ وَعَنْہُ اِذَا اَکَلَ طَعَامًا لَعِقَ اَصَابِعَہُ الثَّلٰثَ عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ اَنَّہٗ قَالَ اَمَّا اَنَا فَلَا اٰکُلُ مُتَّکِئًا وَکَانَ یَاْکُلُ بِاَصَابِعِہِ الثَّلٰثِ وَیَلْعَقُہُنَّ وَکَانَ اَکْثَرُ خُبْزِہٖ خُبْزَ

اور کبھی عمامہ بدون کلاہ کے پہن لیتے اور آپکے پاس ایک سیاہ عمامہ تھا اور آپ نصف ساق تک لنگی باندھتے تھے اور اجازت اِس سے نیچے بھی دی ہے مگر یہ فرما دیا ہے کہ ازار کا ٹخنون مین کچھ حق نہین (یعنی ٹخنے سے نہ لگنا چاہیے) اور آپ جب بیٹھتے تھے تو زانوون کے گرد ہاتھونکا حلقہ بنا لیتے اور آپ مسجد مین ایک پاؤن دوسرے پاؤن پر رکھکر چت لیٹے ہین[1] حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ مین نے آپ کو بائین کروٹ پر ایک تکیہ کا سہارا لگائے ہوئے بیٹھا دیکھا ہے اور حضرت انسؓ نے آپکو اس حالت مین دیکھا کہ آپ پر ایک کپڑا قطری تھا کہ اُسکو بغل کے نیچے سے نکال کر کندھے پر ڈال رکھا تھا اور لوگون کو (اسی طرح) نماز پڑھائی (قطر ایک قریہ ہے بحرین کے علاقہ مین وہان سے چادرین آتی ہین کپڑا اونکا موٹا ہوتا ہے) (وصل نوزدہم تتمۂ وصل ہشتم وسیز دہم مین) اور اُن ہی سے روایت ہے کہ جب آپ کھانا کھاتے تھے تو اپنی تینون انگلیونکو چاٹ لیتے تھے ابو حجیفہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مین تو تکیہ لگا کر نہین کھاتا اور آپ تین انگلیون سے کھاتے تھے اور اُن کو (کھانے کے بعد) چاٹ لیتے تھے اور اکثر آپ کی غذا جَو کی روٹی ہوتی تھی۔

[1] اور چونکہ ایک روایت میں اسکی ممانعت آئی ہے اسلیے اسکو کسی خاص حالت عذر وغیرہ پر محمول کیا جاویگا ۱۲ منہ

الشَّعِيْرِ وَمَا اَكَلَ عَلٰى خِوَانٍ قَطُّ
وَلَا سُكُرُّجَةٍ بَلْ عَلَى السُّفَرِ وَلَا خُبِزَ
لَهٗ مُرَقَّقٌ وَعَنْ عَائِشَةَ كَانَ يُحِبُّ
الْخَلَّ وَالزَّيْتَ وَالْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ
وَالدُّبَّاءَ وَاَكَلَ لَحْمَ الدَّجَاجِ وَالْحُبَارٰى
وَالشَّاةِ وَالْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَيُحِبُّ
الثَّرِيْدَ وَيَاْكُلُ الْفُلْفُلَ وَالتَّوَابِلَ
وَاَكَلَ الْبُسْرَ وَالرُّطَبَ وَالتَّمْرَ وَالسَّلْقَ
وَالْحَيْسَ وَكَانَ يُعْجِبُهُ الثُّفْلُ
يَعْنِيْ مَا بَقِيَ مِنَ الطَّعَامِ وَقَالَ
بَرَكَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ قَبْلَهٗ وَالْوُضُوْءُ
بَعْدَهٗ اَيْ غَسْلُ الْاَيْدِيْ اِطْلَاقًا
لِلْكُلِّ عَلَى الْجُزْءِ كَذَا قَالُوْا وَكَانَ
يَاْكُلُ الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ كَمَا رَوَاهُ
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ وَرَوَتْ
عَائِشَةُ اَنَّهٗ كَانَ يَاْكُلُ الْبِطِّيْخَ

اور آپ نے چَوکی (میز) پر کبھی کھانا نہین کھایا اور نہ کبھی تشتری مین کھایا بلکہ دسترخوان پر کھاتے تھے اور کبھی آپ کے لیے چپاتی نہین پکائی گئی۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ سرکہ کو اور روغن زیتون کو اور شیرینی چیز کو اور شہد کو اور کدو کو پسند کرتے تھے اور آپ نے مُرغ کا اور سُرخاب کا اور بکری کا اور اونٹ کا اور گائے کا گوشت کھایا ہے اور آپ ثرید کو (یعنی شوربے مین توڑی ہوئی روٹی کو) پسند کرتے تھے اور آپ فلفل اور مصالح بھی کھاتے تھے اور آپ نے خُرماے نیم پختہ تازہ اور خُرماے خُشک و چقندر اور حیس (یعنی کھجور اور گھی اور پنیر کا مالیدہ) بھی کھایا ہے اور آپ کو کھُرچن خوش معلوم ہوتی تھی اور آپ نے فرمایا ہے کہ برکت طعام کی اسمین ہے کھانے سے پہلے بھی ہاتھ دھوئے اور کھانے کے بعد بھی دھوئے اور آپ ککڑی خُرمے کے ساتھ کھاتے تھے جیسا کہ عبداللہ بن جعفر نے روایت کیا ہے اور حضرت عائشہؓ نے روایت کیا ہے کہ آپ تربوز خُرما کے ساتھ کھاتے

بِالرُّطَبِ وَيَقُولُ يُكْسَرُ حَرُّ هٰذَا
بِبَرْدِ هٰذَا وَكَانَ اَحَبُّ الشَّرَابِ
اِلَيْهِ الْحُلْوُ الْبَارِدُ وَيَشْرَبُ النَّبِيْذَ
وَاللَّبَنَ وَالْمَآءَ فِيْ قَدَحٍ كَانَ لَهٗ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَشَبٍ
غَلِيْظًا مُضَبَّبًا بِحَدِيْدٍ وَقَالَ
لَيْسَ شَيْءٌ يُجْزِيْ مَكَانَ الطَّعَامِ
وَالشَّرَابِ غَيْرَ اللَّبَنِ وَقَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ شَرِبَ مَآءَ زَمْزَمَ قَائِمًا
وَرَوٰى عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ
اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا وَّقَاعِدًا
وَاِذَا شَرِبَ تَنَفَّسَ مَرَّتَيْنِ وَزَادَ
الْبُخَارِيُّ ثَلٰثًا وَكَانَ اِذَا اَخَذَ
مَضْجَعَهٗ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى تَحْتَ
خَدِّهِ الْاَيْمَنِ رَوَاهُ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ

اور فرماتے کہ اُسکی گرمی کا اسکی سردی سے تدارک
ہوجاتا ہے اور پانی آپ کو وہ پسند تھا جو شیریں ہو
سرد ہو اور آپ خُرما تر کرکے اُسکا زلال اور
دودھ اور پانی سب ایک ہی پیالہ مین پیا کرتے
تھے جو لکڑی کا موٹا سا بنا ہوا تھا اور اُسمین لوہے
کے پتر لگے تھے اور آپنے یہ بھی فرمایا کہ
دودھ کے سوا کوئی ایسی چیز نہین جو کھانے اور
پینے دونون کا کام دے سکے اور حضرت
ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ آپنے زمزم کا پانی
کھڑے ہوکر نوش فرمایا اور عمرو بن شعیب نے اپنے والد
سے اور اُنھون نے اپنے جد سے روایت کیا ہے
کہ مین نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کھڑے اور بیٹھے
دونون طرح پانی پیتے ہوئے دیکھا ہے اور جب
آپ پانی پیتے تھے تو (درمیان مین) دو بار
سانس لیتے تھے اور امام بخاریؒ نے اسی روایت
مین اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ یا تین بار سانس لیتے
تھے اور آپ جب اپنی خوابگاہ پر جاتے اپنا داہنا
ہاتھ اپنے داہنے رخسارے کے نیچے رکھتے
روایت کیا اسکو براء بن عازبؓ نے سب نے

وَإِذَا نَامَ نَفَخَ رَوَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعَنْ عَائِشَةَ كَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ يَنَامُ عَلَيْهِ مِنْ اَدَمٍ حَشْوُهُ لِيْفٌ وَقَالَتْ حَفْصَةُ كَانَ فِرَاشُهُ مِسْحًا نُثْنِيْهِ ثَنْيَتَيْنِ فَيَنَامُ عَلَيْهِ وَعَنْ اَنَسٍ كَانَ يَعُوْدُ الْمَرِيْضَ وَيَشْهَدُ الْجَنَازَةَ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ وَيُجِيْبُ دَعْوَةَ الْعَبْدِ وَكَانَ يَوْمَ بَنِيْ قُرَيْظَةَ عَلٰى حِمَارٍ مَخْطُوْمٍ بِحَبْلٍ مِّنْ لِيْفٍ عَلَيْهِ اِكَافٌ مِّنْ لِيْفٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ كَانَ يَقْعُدُ عَلَى الْاَرْضِ وَيَحْلُبُ شَاتَهُ وَيَقُوْلُ لَوْ دُعِيْتُ اِلٰى ذِرَاعٍ لَاَجَبْتُ وَحَجَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَحْلٍ رَثٍّ

اور جب آپ سوتے تو آواز سے سوتے روایت کیا ابن عباسؓ نے اور حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بستر جسپر آپ سوتے تھے چمڑے کا تھا اُسکے اندر پوست خرما بھرا تھا اور حضرت حفصہؓ نے کہا ہے کہ آپکا بستر ایک کمل تھا ہم اسکو دوہرا کر دیا کرتے اور آپ اُسپر سویا کرتے اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ مریضون کی عیادت فرماتے تھے اور جنازہ مین شریک ہوتے تھے اور دراز گوش پر سوار ہوتے تھے اور غلام تک کی دعوت قبول کر لیتے تھے اور غزوۂ بنی قریظہ مین آپ ایک دراز گوش پر سوار تھے جسکی لگام پوست خرما کی رسی کی تھی اور پوست خرما ہی کا بنا ہوا اُسکا پالان تھا اور اُن سے ایک روایت ہے کہ آپ زمین پر بیٹھ جایا کرتے تھے اور اپنی بکری کا دودھ نکال لیا کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر بکری کا دستہ کھلانے کے لیے میری دعوت کیا وے تو منظور کرلون اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک پُرانے پالان پر حج کیا ہے۔

وَعَلَيْهِ قَطِيفَةٌ لَا تُسَاوِي اَرْبَعَةَ
دَرَاهِمَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا
لَا رِيَاءَ فِيهِ وَلَا سُمْعَةَ عَنْ عَائِشَةَ
وَكَانَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيبُ
عَلَيْهَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَقَدْ اَتَتْ عَلَيَّ ثَلٰثُونَ مِنْ
بَيْنِ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ وَمَا لِي طَعَامٌ
يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ اِلَّا شَيْءٌ يُوَارِيهِ
اِبْطُ بِلَالٍ رَوَاهُ اَنَسٌ وَقَالَ لَمْ
يَجْتَمِعْ عِنْدَهُ غَدَاءٌ وَلَا عَشَاءٌ
مِنْ خُبْزٍ وَلَحْمٍ اِلَّا عَلَى ضَفَفٍ وَعَنْهُ
قَالَ اٰخِرُ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَالَ كَشْفِ السِّتَارَةِ
يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ فَنَظَرْتُ اِلَى وَجْهِهِ
كَاَنَّهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ فَاِنَّ اَبَا بَكْرٍ
قَبَّلَ النَّبِيَّ بَعْدَ مَا مَاتَ فَوَضَعَ

اور اُس پالان پر ایک کملی تھی جو چار درم (ایک روپیہ) کی بھی نہ تھی اُسپر یہ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ اسکو ایسا حج (مبرور) بنائیے جسمین نمایش اور قصد شہرت نہ ہوا اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ ہدیہ قبول فرماتے اور اُسپر عوض بھی دیتے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھپر (ایکبار) تیس رات دن اِس حالت مین گذرے ہین کہ میرے پاس کوئی کھانے کی چیز نہ تھی جسکو کوئی جاندار کھاسکے بجز اتنی مقدار قلیل کے جو بلال کی بغل مین آجاتا تھا۔ روایت کیا اسکو حضرت انسؓ نے اور حضرت انسؓ نے یہ بھی کہا کہ آپ کے پاس کبھی گوشت روٹی کی قسم سے صبح کا یا شام کا کھانا جمع نہین ہوا بجز اسکے کہ کھانے سے کھانے والے ہی زیادہ ہوے۔

(وصل بستم آپکی وفات شریف مین)

اور حضرت انسؓ ہی سے روایت ہے کہ آخری زیارت جو مجھکو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ہوئی وہ اسطرح کہ آپنے (مرض وفات مین) دوشنبہ کے دن پردہ اُٹھا کر دیکھا اُسوقت مین نے آپکا چہرۂ مبارک دیکھا جیسے قرآن مجید کا ورق (پاک صاف) ہوتا ہے اور حضرت ابو بکرؓ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کا بوسہ لیا

فَمَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَوَضَعَ يَدَيْهِ
عَلٰى سَاعِدَيْهِ وَقَالَ وَانَبِيَّاهُ
وَصَفِيَّاهُ وَاخَلِيلَاهُ وَرَوَى سُفْيَانُ
ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ
عَنْ اَبِيْهِ قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ
فَمَكَثَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَلَيْلَةَ
الثُّلَاثَاءِ وَيَوْمَ الثُّلَاثَاءِ
وَدُفِنَ مِنَ اللَّيْلِ يُسْمَعُ صَوْتُ
الْمَسَاحِيْ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ وَقَالَ
عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ
يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَدُفِنَ يَوْمَ
الثُّلَاثَاءِ قَالَ اَبُوْ عِيْسَى التِّرْمِذِيُّ
هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ اَقُوْلُ الصَّحِيْحُ
اَنَّهٗ دُفِنَ لَيْلَةَ الْاَرْبِعَاءِ وَقَالَ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَامُ عَيْنِيْ

اپنا مُنہ تو آپ کے دونون آنکھون کے درمیان رکھا اور ہاتھون کو آپ کی کلائیون پر رکھا اور یہ الفاظ کہے ہاے نبی ہاے صفی ہاے خلیل اور سفیان بن عیینہ جعفر بن محمد سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دوشنبہ کے روز وفات فرمائی سو اُس دن اور سہ شنبہ کی شب اور سہ شنبہ کے دن آپ کے دفن مین (بوجہ غلبۂ غم وحیرت در بعضے امور وانتظام اجماع مسلمین) توقف ہوا پھر شب کو آپ دفن کیے گئے کہ آخر شب مین پھاوڑون کی آواز زمین کھودنے کی حالت مین سُنی جاتی تھی اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے کہا ہے کہ دوشنبہ کو وفات ہوئی اور شب سہ شنبہ مین دفن کیے گئے ابو عیسیٰ ترمذی نے اس روایت کو غریب (یعنی متفرد) کہا ہے مین کہتا ہون کہ صحیح یہی ہے کہ آپ شب چہار شنبہ مین دفن ہوئے (وصل بست ویکم تمہ وصل ہفتم مین) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری آنکھین سوجاتی ہین

وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ وَاِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ
رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِیْ وَاِنِّیْ لَا اَنْسٰی وَلٰکِنْ
اُنَسّٰی وَاِنِّیْ اَرٰی مِنْ خَلْفِیْ کَمَا
اَرٰی مِنْ اَمَامِیْ وَاِنَّہٗ کَانَ
یَقْظَانَ الْقَلْبِ دَائِمًا وَفَوْتُ الْفَجْرِ لَیْلَۃَ
التَّعْرِیْسِ لِحِکْمَۃٍ اِلٰھِیَّۃٍ اِقْتَضَتْ
اِظْھَارَ حُکْمِ الْقَضَاءِ عَلٰی اُمَّتِہٖ قَالَ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَمْزَحُ
وَلَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا فَکَانَ یُمَازِحُ
الْمُؤْمِنِیْنَ اَحْیَانًا لِتَطْیِیْبِ قُلُوْبِھِمْ
کَقَوْلِہٖ لَاَحْمِلَنَّکَ عَلَی ابْنِ النَّاقَۃِ
لِاَعْرَابِیٍّ وَلَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ عَجُوْزٌ
لِامْرَاَۃٍ وَکَانَ حَبِیْبُنَا صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلَ الْاَنْبِیَاءِ وَخَتْمَ
الْمُرْسَلِیْنَ وَمُنْتَھَی النَّبِیِّیْنَ وَعِیْسٰی
عَلَیْہِ السَّلَامُ یَقْتَدِیْ بِہٖ فِی الْاَحْکَامِ

اور میرا دل نہین سوتا اور یہ بھی فرمایا ہے کہ مین شب ایسی حالت مین
بسر کرتا ہون کہ میرا رب مجکو کھلا پلا دیتا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے
کہ مجکو نسیان نہین ہوتا لیکن نسیان کرا دیا جاتا ہی (تاکہ
اُسکے متعلق احکام سنت قرار پاوین) اور یہ بھی فرمایا ہے کہ
مین اپنے پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتا ہون جیسا اپنے آگے
سے دیکھتا ہون اور آپ ہمیشہ دل سے بیدار رہتے تھے اور
(باوجود اس بیداردلی کے) آپ کی نماز فجر کا قضا ہو جانا
ایک حکمت الٰہی کے سبب سے تھا جو اس امر کو مقتضی ہوئی
کہ قضا کا حکم امت پر ظاہر ہو جاوے (**وصل بست و دوم**
آپکے مزاح مین) اور آپنے یہ بھی فرمایا کہ مین خوش طبعی بھی
تو کرتا ہون مگر (اسمین بھی) بات سچ ہی کہتا ہون سو آپ
مومنین سے انکا دل خوش کرنیکے لیے کبھی کبھی خوش طبعی بھی
فرمایا کرتے تھے جیسے آپنے ایک اعرابی سے (جسنے سواری کے
لیے جانور مانگا تھا) فرمایا تھا کہ مین تجکو اونٹنی کے بچہ پر
سوار کرونگا (وہ یہ سمجھا کہ تکلم کے وقت جو بچہ ہے اُسپر سوار
کرنا مراد ہے اسی لیے کہا کہ مین بچہ کو کیا کرونگا آپکے جواب سے
معلوم ہو گیا کہ باعتبار ماضی کے جو بچہ تھا وہ مراد ہے) اور جیسے
آپنے ایک (بڑھیا) عورت سے فرمایا تھا کہ جنت مین کوئی بڑھیا
نہ جائے گی (اور وہ جب گھبرائی تب آپکے جواب سے ظاہر
ہو گیا کہ مطلب یہ ہے کہ جانیکے وقت کوئی بڑھیا نہ رہے گی
سب جوان ہونگی) (**وصل بست و سوم تتمۂ وصل**
ہفتم و بست و دوم مین) اور آپ افضل الانبیا
اور خاتم المرسلین اور منتہی النبیین تھے اور حضرت
عیسیٰ علیہ السلام احکام شرعیہ مین آپکی اقتدا کرینگے۔

وَاَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاسٰى مِنَ الشَّدَائِدِ مَا يُقَاسِيْهِ الْاِنْسَانُ لِتَضَاعُفِ ثَوَابِهٖ وَتَصَاعُدِ دَرَجَاتِهٖ فَمَرِضَ وَاشْتَكٰى وَاَصَابَهُ الْحَرُّ وَالْقَرُّ وَاَدْرَكَهُ الْجُوْعُ وَالْعَطَشُ وَلَحِقَهُ الْغَضَبُ وَالضَّجَرُ وَنَالَهُ الْاِعْيَاءُ وَالتَّعَبُ وَالضَّعْفُ وَالْكِبَرُ وَسَقَطَ فَجُحِشَ وَشَجَّهُ الْكُفَّارُ يَوْمَ اُحُدٍ وَاَدْمَوْا قَدَمَهٗ فِى الطَّائِفِ وَسُقِيَ السَّمَّ وَسُحِرَ وَتَدَاوٰى وَاحْتَجَمَ وَتَنَشَّرَ وَتَعَوَّذَ وَقَضٰى نَحْبَهٗ وَلَحِقَ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى وَتَخَلَّصَ مِنْ دَارِ الْاِمْتِحَانِ وَالْبَلْوٰى وَلٰكِنَّهٗ عَصَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنِ الْاَعْدَاءِ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ حَتّٰى عَنْ بَدْرِ بْنِ قَمِئَةَ يَوْمَ اُحُدٍ حِيْنَ رَمٰى بِحَجَرٍ فَشَجَّ

(**وصل بست و چہارم آپ کے بعض عوارض بشریت کے ظہور اور اسکی حکمت میں**) اور آپ کو بھی مثل دوسرے انسانوں کے شدائد جھیلنے کا اتفاق ہوا ہے تاکہ آپ کا ثواب مضاعف ہو اور درجات بلند ہوں پس آپ کو مرض بھی ہوا اور درد وغیرہ کی شکایت بھی ہوئی اور آپ کو گرمی اور سردی کا بھی اثر ہوا اور بھوک پیاس بھی لگی اور آپ کو (موقع پر) غصہ اور انقباض بھی ہوا اور آپ کو ماندگی اور خستگی بھی ہوتی تھی اور کمزوری اور پیری بھی ہوئی اور سواری پر سے گر کر آپ کے خراش بھی ہوگیا اور جنگ اُحد کے دن کفار کے ہاتھ سے آپ کے چہرہ اور سر میں زخم بھی ہوا اور کفار طائف نے آپ کے قدم مبارک کو خون آلود بھی کیا اور آپ کو زہر بھی کھلایا گیا اور آپ پر جادو بھی کیا گیا اور آپ نے دوا بھی کی پچھنے بھی لگوائے اور جھاڑ پھونک کا بھی استعمال کیا اور اپنا وقت پورا کر کے عالم بالا میں ملحق ہوگئے اور راس دار الامتحان والبلا سے آزاد ہوگئے اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے مواقع میں دشمنوں (کے قتل و ہلاک کی تدبیر کرنے) سے محفوظ رکھا حتیٰ کہ یوم احد میں جب بدر بن قمیہ نے آپ پر پتھر چلایا

وَجْنَتُهُ وَدَخَلَتْ حَلْقَتَانِ مِنَ
الْمِغْفَرِ فِيهَا وَأَخَذَ عَلَى أَبْصَارِ قُرَيْشٍ
عِنْدَ خُرُوجِهِ إِلَى الثَّوْرِ وَأَمْسَكَ عَنْهُ
سَيْفَ غَوْرَثَ وَحَجَرَ أَبِي جَهْلٍ وَفَرَسَ
سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ وَسِحْرَ لَبِيدِ بْنِ أَعْصَمَ
وَسَمَّ يَهُودِيَّةٍ وَفِي الْعِصْمَةِ وَالْأَذِيَّةِ
إِظْهَارٌ لِشَرَفِهِ وَإِيصَالُ ثَوَابِهِ وَكَيْلَا
يَضِلَّ فِيهِ النَّاسُ بِإِظْهَارِ الْعَجَائِبِ
وَالْمُعْجِزَاتِ كَمَا ضَلُّوا فِي عِيسَى وَعُزَيْرٍ
عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَلِيَكُونَ تَسْلِيَةً
لِأُمَّتِهِ فِي الْمَصَائِبِ وَهٰذِهِ الطَّوَارِي
إِنَّمَا كَانَتْ عَلَى جَسَدِهِ الْمُطَهَّرِ
الْبَشَرِيِّ لِمُشَارَكَةِ النَّوْعِ وَأَمَّا قَلْبُهُ
فَمُنَزَّهٌ مُقَدَّسٌ عَنِ التَّعَلُّقِ بِالْخَلْقِ
مَشْغُولٌ بِمُشَاهَدَةِ الْحَقِّ فَإِنَّهُ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ بِاللّٰهِ وَلِلّٰهِ وَفِي اللّٰهِ

اور اس سے آپ کا رخسارۂ مبارک زخمی ہوگیا اور خود آہنی
کے دو حلقے رخسارہ میں گھس گئے اس وقت آپ کو
اللہ تعالیٰ نے بچا لیا اور جب آپ جبل ثور کی طرف
(پوشیدہ) تشریف لے گئے اس وقت قریش کی آنکھوں
پر پردہ ڈال دیا اور غورث (بن حارث) کی تلوار
کو اور ابوجہل کے پتھر اور سراقہ بن مالک کے
گھوڑے کو اور لبید بن اعصم کے سحر (کے اثر
مقصود) کو اور (اسی طرح) یہودی عورت کے زہر
(کے اثر مقصود) کو آپ سے دور رکھا اور (ہلاکت
سے) آپ کے محفوظ رہنے میں اور (معمولی) تکلیف
ہو جانے میں آپ کے شرف کا اظہار ہے (یہ حکمت تو
محفوظ رہنے کی ہے) اور آپ کو ثواب دینا ہے
(یہ حکمت تکلیف ہونے میں ہے) اور (نیز اسلیے بھی تکلیف
ہوئی) تاکہ آپ کے بارہ میں معجزات و عجائب کے ظاہر فرمانے
کے سبب لوگ ضلالت میں نہ پڑ جاویں یعنی اگر جسمانی
تکلیف نہ ہوتی تو شاید کسی کو آپ پر الوہیت کا شبہہ
ہوجاتا) جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت
عزیر علیہ السلام کے بارہ میں احیاناً عجائب کے سبب
ضلالت میں پڑ گئے اور تاکہ مصائب میں آپ کی امت کے لیے
تسلی کا سبب ہو (کہ جب سید الانبیاء کو بھی تکالیف پہنچی ہیں تو ہم
کیا چیز ہیں) (حاصل یہ ہے کہ) آپ کی روح پر ان عوارض
کے اثر نہ ہونے میں) اور یہ عوارض مذکورہ صرف
آپ کے عنصری جسد شریف پر بوجہ مشارکت نوعی کے طاری ہوتے
تھے رہا آپ کا قلب مبارک سو وہ تعلق بالخلق سے
منزہ و مقدس اور مشاہدۂ حق میں مشغول تھا

وَمَعَ اللّٰهِ فِیْ کُلِّ لَحْظَةٍ وَّاٰنٍ حَتّٰی اَنَّ
اَکْلَهٗ وَشُرْبَهٗ وَلُبْسَهٗ وَحَرَکَتَهٗ وَسُکُوْنَهٗ
وَقَوْلَهٗ وَسُکُوْتَهٗ کُلَّهٗ کَانَ لِوَجْهِ اللّٰهِ وَ
بِاَمْرِ اللّٰهِ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا
وَحْیٌ یُّوْحٰی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ
اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ هٰذَا مُجْمَلُ
مَا فِی الْمُطَوَّلَاتِ فَاحْفَظْهُ فَاِنَّهٗ
لَا یَطَّلِعُ عَلَیْهِ اِلَّا الْعُلَمَاءُ الْمُحَقِّقُوْنَ
بَعْدَ تَتَبُّعِ الْکُتُبِ وَالدَّفَاتِرِ الْکَثِیْرَةِ وَاِنَّا
قَدْ اَعْطَیْنَاکَ مُجَالَةً نَّافِعَةً وَّعُلَالَةً
رَائِعَةً نَّسْتَوْعِبُهَا فِی الْمُدَّةِ الْیَسِیْرَةِ
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَارِئِهَا وَکَاتِبِهَا وَسَامِعِهَا
وَحَافِظِهَا وَرَاوِیْهَا وَمُؤَلِّفِهَا
اٰمِیْنَ وَلْنَخْتِمْ بِعِدَّةِ اَبْیَاتٍ
هِیَ تُحْفَةٌ مُّرْسَلَةٌ اِلٰی جَنَابِهٖ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

کیونکہ آپ ہر آن ہر لحظہ اللہ ہی کے ساتھ اللہ ہی کے واسطے اللہ ہی میں مستغرق اور اللہ ہی کی معیت میں تھے حتّٰی کہ آپ کا کھانا پینا پہننا حرکت سکون بولنا خاموش رہنا سب اللہ ہی کے واسطے اور اللہ ہی کے حکم سے تھا (چنانچہ ارشاد خداوندی ہے) اور آپ نفسانی خواہش سے کچھ نہیں بولتے یہ سب وحی ہی ہے جو آپ پر نازل کیجاتی ہے اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کے آل واصحاب پر قیامت تک رحمت کاملہ نازل فرماتا ہے یہ (جو کچھ لکھا گیا) مطولات کا اجمالی مضمون ہے اسکو یاد رکھو کیونکہ اسپر بجز علماء محققین کے اور وہ بھی کتب اور دفاتر کثیرہ کے تتبع کے بعد ہر شخص مطلع نہیں ہو سکتا اور ہم نے ایسا نافع فوری اور دلپسند سیری بخش مجموعہ تمکو دیدیا جسکو بہت قلیل مدت میں ضبط کر سکتے ہو اے اللہ اسکے پڑھنے والے کو اور لکھنے والے کو اور سننے والے کو اور یاد کرنے والے کو اور کسی کے سامنے نقل کرنیوالے کو اور تالیف کرنیوالے کو (اور ترجمہ کرنیوالے کو) بخشدیجیے آمین۔ اور ہم چند ابیات پر اسکو ختم کرتے ہیں جو آپکے دربار شریف میں بطور تحفہ کے (مبلغین صلوٰۃ وسلام کیواسطے سے) بھیجے جاتے ہیں یہ اشعار مولف کے ہیں

لمؤلفہ

يَا شَفِيعَ الْعِبَادِ خُذْ بِيَدِي ۔ أَنْتَ فِي الِاضْطِرَارِ مُعْتَمَدِي

دستگیری کیجیے میرے نبی ۔ کشمکش مین تم ہی ہو میرے نبی

لَيْسَ لِي مَلْجَأٌ سِوَاكَ أَغِثْ ۔ مَسَّنِي الضُّرُّ سَيِّدِي سَنَدِي

جز تمھارے ہے کہان میری پناہ ۔ فوج کلفت مجھپہ آ غالب ہوئی

غَشَّنِي الدَّهْرُ يَا ابْنَ عَبْدِ اللهِ ۔ كُنْ مُغِيثًا فَأَنْتَ لِي مَدَدِي

ابن عبد اللہ زمانہ ہے خلاف ۔ اے مرے مولےٰ خبر لیجیے مری

لَيْسَ لِي طَاعَةٌ وَلَا عَمَلٌ ۔ بَيْدَ حُبِّيكَ فَهُوَ لِي عُدَدِي

کچھ عمل ہے اور نہ طاعت میرے پاس ۔ ہے مگر دل مین محبت آپ کی

يَا رَسُولَ الْإِلٰهِ بَابُكَ لِي ۔ مِنْ غَمَامِ الْغُمُومِ مُلْتَحَدِي

مین ہون بس اور آپ کا در یا رسول ۔ ابر غم گھیرے نہ پھر مجکو کبھی

جُدْ بِلُقْيَاكَ فِي الْمَنَامِ وَكُنْ ۔ سَاتِرَ الذُّنُوبِ وَالْفَنَدِي

خواب مین چہرہ دکھا دیجیے مجھے ۔ اور مرے عیبون کو کر دیجیے خفی

أَنْتَ عَافٍ أَبَرُّ خَلْقِ اللهِ ۔ وَمُقِيلَ الْعِثَارِ وَاللَّدَدِي

درگذر کرنا خطاؤ عیب سے ۔ سب سے بڑھکر ہے یہ خصلت آپ کی

رَحْمَةً لِلْعِبَادِ قَاطِبَةً	بَلْ خُصُوصًا لِكُلِّ ذِي اَوَدٍ
سب خلائق کے لیے رحمت ہیں آپ	خاص کر جو ہیں گنہگار و غوی
لَيْتَنِي كُنْتُ تُرْبَ طَيْبَتِكُمْ	فَالْثَمْتُ النِّعَالَ ذَاكَ قَدِي
کاش ہو جاتا مدینہ کی میں خاک	نعل بوسی ہوتی کافی آپ کی
فَاُصَلِّي عَلَيْكَ بِالتَّسْلِيمِ	مُتْحِفًا عِنْدَ حَضْرَةِ الصَّمَدِ
آپ پر ہوں رحمتیں بے انتہا	حضرت حق کی طرف سے دائمی
بِعِدَادِ الرِّمَالِ وَالْاَنْفَاسِ	وَالنَّبَاتِ الْكَثِيرِ مُقْتَصِدِ
جسقدر دنیا میں ہیں ریت اور سانس	اور بھی ہے جسقدر روئید گی
وَعَلَى الْآلِ كُلِّهِمْ اَبَدًا	بَالِغًا عِنْدَ مُنْتَهَى الْاَمَدِ
اور تمھاری آل پر اصحاب پر	تا بقائے عمر دارِ اُخروی

تمت الرسالة المسماة بنسيم الحبيب في بلدة بهوپال سنة ۱۲۰۹ شهر ذي الحجة اخر السنة

یہ رسالہ مسمی بہ نسیم الحبیب شہر بھوپال ماہ ذی الحجہ آخر سال ۱۲۰۹ھ میں تمام ہوا اور ترجمہ اسکا مسمی بہ شمّ الطیب قصبہ تھانہ بھون ماہ رمضان عشرہ اخیرہ ۱۳۲۵ھ میں تمام ہوا والحمد لله

من الروض

فَانْظُرْ لِاَوْصَافِ خَيْرِ الْخَلْقِ فِي مِدَحِي	كَاَنَّهَا الْوَشْيُ اِذْ تَزْهُو بِهِ الْحِبَرُ

تم خیر الخلق کے اوصاف کو میرے مدائح میں دیکھو گویا وہ نقش و نگار ہیں جبکہ اُسپر دھاری دار کپڑا فخر کرتا ہے (یعنی جسطرح اُس کپڑے کی زینت نقش و نگار سے ہوتی ہے اسی طرح کلام مدحی کی زینت آپکے اوصاف سے ہے)

بَرٌّ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ زَانَهُ خُلُقٌ ⁂ مِثْلُ النَّسِيمِ فَلَا فَظٌّ وَلَا ضَجِرُ

آپ محسن ہیں شفیق ہیں رحیم ہیں زینت دی ہے آپکو ایسے اخلاق نے جو کہ مثل باد بہاری کے (مفرح) ہیں آپ ترش خو نہیں ہیں اور نہ تنگ خلق ہیں

يُلْفَى أَشَدَّ حَيَاءً مِنْ مُخَدَّرَةٍ ⁂ عَذْرَاءَ فِي خِدْرِهَا قَدْ زَانَهَا الْخَفَرُ

آپ حیا میں اُس پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ پائے جاتے ہیں جو اپنے پردہ میں رہتی ہو اسکو حیا نے زینت دی ہو

فَاقَ النَّبِيِّينَ أَخْلَاقًا وَمُعْجِزَةً ⁂ وَرُتْبَةً فَلَهُ التَّقْدِيمُ إِنْ حَضَرُوا

تمام انبیا علیہم السلام سے اخلاق اور معجزہ اور رتبہ میں فائق ہو گئے ہیں تو اگر سب موجود ہوں تو حق تقدیم آپ ہی کے لیے ہو

مُكَمَّلُ الْخَلْقِ لَا خَلْقٌ يُشَابِهُهُ ⁂ لَهُ اعْتِدَالٌ فَلَا طُولٌ وَلَا قِصَرُ

آپ صورت جسمانیہ میں بھی مکمل ہیں کہ کوئی خلق آپ کے مشابہ نہیں آپ میں اعتدال تھا نہ طول تھا نہ کوتاہ قامتی تھی

مُشْرَبٌ لَوْنُهُ الْمُبْيَضُّ مَنْظَرُهُ ⁂ بِحُمْرَةٍ وَمُحَيَّاهُ هُوَ الْقَمَرُ

آپ کے سفید منظر رنگ میں سرخی دمکتی تھی اور آپ کا چہرہ (مثل) چاند (کے) تھا

صَلْتُ الْجَبِينِ أَزَجُّ الْحَاجِبَيْنِ كَحِيلُ الْعَيْنِ مِنْ حُسْنِهِ لَا يَشْبَعُ النَّظَرُ

آپ کشادہ پیشانی تھے اور باریک ابرو سرمگین چشم کہ آپ کے حسن سے نگاہ سیر نہ ہوتی تھی

أَسِيلُ خَدٍّ مَلِيحُ الثَّغْرِ بَاسِمُهُ ⁂ مُفَلَّجٌ أَبْيَضُ الْأَسْنَانِ مَا الدُّرَرُ

سُبک رخسار تھے خوشنما اور خندان دندان تھے دانتوں کے درمیان رخنے تھے اور وہ دانت روشن تھے انکے روبرو موتی کی کیا حقیقت تھی

أَقْنَى أَشَمُّ طَوِيلُ الْجِيدِ مُشْرِقُهُ ⁂ مِثْلُ اللُّجَيْنِ الْمُصَفَّى مَا بِهِ عَكَرُ

بلند بینی اور باریک بینی دراز گردن اور روشن گردن اُس چاندی کے مثل تھی جو صاف کی ہوئی ہو جس میں میل نہ ہو

ذُو لِحْيَةٍ كَثَّةٍ زَانَتْ مَحَاسِنَهُ ۔۔۔ كَمَا يَزِينُ عُيُونَ الْغَادَةِ الْحَوَرُ

گنجان ڈاڑھی والے تھے جس نے آپ کے حسن کو اور زینت دیدی جیسا نازک اندام عورت کی آنکھوں کو آنکھ کی سفیدی اور سیاہی کی تیزی رونق دیتی

وَلِمَّةٍ تَبْلُغُ الْأُذُنَيْنِ عَاطِرَةٍ ۔۔۔ كَالْمِسْكِ لَوْنًا وَعَرْفًا حِينَ يَنْتَشِرُ

سر پر بال گھنے تھے جو کانوں تک پہونچتے تھے اور معطر تھے مثل مشک کے رنگ میں اور خوشبو میں جب وہ خوشبو پھیلتی تھی

ضَخْمُ الْكَرَادِيسِ رَحْبُ الصَّدْرِ وَاسِعَةٌ ۔۔۔ تُرَى بِهِ شَعَرَاتٌ خَطَّهَا الْقَدَرُ

آپ کے جوڑ بند بڑے تھے اور سینہ فراخ اور واسع تھا اسپر خفیف بال نظر آتے تھے جنکو قدرت الٰہیہ نے خط کے طور پر بنایا تھا

شَثْنُ الْأَكُفِّ خَمِيصُ الْبَطْنِ ذُو عُكَنٍ ۔۔۔ مَطْوِيَّةٍ طَالَ مَا يَطْوِي بِهَا الْحَجَرُ

آپکی ہتھیلیاں پر گوشت تھیں اور شکم پتلا اور خالی تھا اسمیں گرسنگی سے شکن پڑی رہتی تھی اور اکثر اوقات اُس سے پتھر باندھا جاتا تھا

عَبْلُ الذِّرَاعَيْنِ وَالسَّاقَيْنِ مُمْتَلِئٌ ۔۔۔ إِزَارُهُ لِنِصْفِ السَّاقِ يَتَّزِرُ

دونوں دست اور ساقین پُر تھے اور بدن کے پُر گوشت ہونیسے تہمد پُر رہتا تھا اور آپ نصف ساق تک تہمد باندھتے تھے

سَجِيَّةٌ عِنْدَ مَا يَمْشِي تَمَايُلُهُ ۔۔۔ تَخَالُ عَنْ صَبَبٍ سَارٍ يَنْحَدِرُ

آپکی عادت چلنے کے وقت جھکاؤ کے ساتھ چلنے کی تھی یہ خیال ہوتا تھا کہ گویا چلنے کے وقت کسی نشیب کی طرف اتر رہے ہیں

يَفُوحُ مِنْ عَرَقٍ مِثْلِ الْجُمَانِ لَهُ ۔۔۔ شَذًا أَتَطَّلَ الْغَوَانِي مِنْهُ تَعْتَطِرُ

آپکے پسینہ میں جو کہ چاندی کے موتیوں کے مشابہ تھا خوشبوئے مشک مہکتی تھی کہ حسین عورتیں اُسکو بجائے عطر لگاتی تھیں

قَضَى وَلَمْ يَكُ يَوْمًا مُدْرِكًا شِبَعًا ۔۔۔ مِنَ الشَّعِيرِ وَكَانَتْ فَرْشُهُ الْحُصُرُ

آپنے عمر ختم کردی اور ایک دن بھی جو سے شکم سیر ہونیکا موقع آپنے نہ پایا اور آپ کا فرش چٹائی کا تھا

هٰذا وقد مَلَكَ الدُّنیا بأجمعها	فرَدَّهُ الزهدُ عنها وهو مقتدرُ

کیفیت اُس حالت میں تھی کہ آپ تمام دنیا کے مالک ہوچکے تھے (یعنی وسیع سلطنت قبضہ میں تھی) پس آپ کو اُس دنیا سے زہد نے ہٹادیا باوجودیکہ آپ قادر تھے

فالثوبَ یرقعُهُ والشاةَ یحلبُها	وما رأی لأخی الإعدامِ یحتقرُ

آپ کپڑے کو پیوند لگا لیتے تھے اور بکری کا دودھ نکال لیتے تھے اور صاحب افلاس کو کبھی آپ نے حقیر نہیں سمجھا

والبیتَ یکنسُهُ والنعلَ یخصفُها	وإن دُعی أسعفَ الداعی ولا یذرُ

اور گھر میں جھاڑو دیلیتے تھے اور (اپنا) جوتا گانٹھ لیتے تھے اور اگر کوئی آپکی دعوت کرتا تو منظور فرما لیتے تھے اور پہلو تہی نہیں فرماتے تھے

کان البراقُ لهُ والخیلُ یرکبُها	والإبلُ أیضاً کذاك البغلُ والحُمُرُ

آپ کے لیے بُراق تھا اور گھوڑے تھے کہ اُنپر آپ سوار ہوتے تھے اور شتر پر بھی اسی طرح خچر اور دراز گوش پر بھی

ما عابَ قطُّ طعاماً أحضروهُ لهُ	ولا لسائلهِ الملحاحِ ینتهرُ

کسی کھانے میں آپنے عیب نہیں نکالا جو کچھ آپ کے سامنے لے آئے اور نہ کسی لپٹنے والے سائل کو آپ جھڑکتے تھے

یعفو ویصفحُ عن جانٍ جنی کرماً	ویقبلُ العذرَ ممن جاءَ یعتذرُ

آپ اپنے کرم سے خطاوار کی خطا کو معاف فرما دیتے اور درگذر فرماتے اور جو کوئی عذر کرتا ہوا آتا آپ اُسکا عذر قبول فرماتے

ولیس یغضبُ إلا أن تُری حُرَمٌ	للهِ منهوکةٌ أو هُتِّکت سُتُرُ

اور آپ غصہ نہ کرتے تھے مگر (دو حالتوں میں) یا تو اللہ تعالیٰ کی ممنوع کی ہوئی چیزیں اس تکاب میں آتی ہوئی نظر آتیں (اور) یا کسی کی پردہ دری کیجاتی

ما أمّهُ سائلٌ یرجونهُ أبداً	إلا انثنی وهو مثری الکفِّ مشتهرُ

آپکے پاس کوئی ایسا سائل نہیں آیا جو آپکے دست مبارک کی عطا کی امید رکھتا ہو مگر وہ ایسی حالت میں واپس گیا کہ اُسکے ہاتھ میں ثروت ہوتی اور وہ ثروت میں مشہور ہوتا یعنی اسلیے کہ خوب دیتے تھے جس سے اُسکی ثروت ظاہر ہو جاتی ۱۲ منہ

[illegible]	تسُمّا وفصل	[illegible]

فصل بائیسوین آپ کے بعض معجزات مین - اگر نظر صحیح سے کام لیا جاوے تو آپکے
معجزات ضبط و احصار سے متجاوز ہین کیونکہ آپ کا ہر قول ہر فعل ہر حال باعتبار
تضمن حکم و مصالح و اسرار کے خارق عادت ہے اور ظاہر ہے کہ اقوال و افعال
و احوال کے تمام جزئیات کا حصر عادۃً نہ ممکن ہے اور نہ واقع ہوا اور ان حکمتون کا
علم تفصیلاً عرفاء و حکماء الٰہی کے صدور و قلوب مین القا ہوتا ہے اور اجمالاً
کتب اسرار شریعت مین مثل تصنیفات امام غزالیؒ و امام شعرانی و شاہ ولی اللہ و
حسین جسر رحمہم اللہ تعالی جستہ جستہ پائے جاتے ہین تو اس بنا پر آپ کے معجزات
فوق الحد و العد ہوئے لیکن چونکہ اسکا ادراک عوام کا حصہ نہین ہے اسلیے اس سے
قطع نظر کرکے اگر ان ہی خوارق پر اکتفا کیا جاوے جو نظر ظاہر و عامی مین بھی خارق
ہین وہ بھی دس ہزار سے کم نہین چنانچہ سات ہزار سات سو معجزہ پر تو صرف
قرآن مجید اپنی بلاغت کے اعتبار سے قطع نظر اسکے اخبار عن المغیبات سے مشتمل
ہی تقریر اسکی جیسا کہ قاضی عیاضؒ نے فرمایا ہے یہ ہے کہ کلام اللہ مین جسقدر کلام
کہ برابر سورۂ انا اعطینا کے ہے معجزہ ہے اور سورۂ انا اعطینا مین دس کلمے
ہین اور سارے کلام اللہ مین کچھ اوپر ستتر ہزار کلمے ہین سو جب ستتر ہزار کو دس پر
تقسیم کرین سات ہزار سات سو حاصل ہوتے ہین پس کلام اللہ مین سات ہزار
سات سو معجزے ہین اور اگر اسکی پیش گوئیون کو لیا جاوے جن مین سے تیرہ ۱۳
ار الکلام المبین مین جمع کی ہین اور نیز ستتر ہزار سے جسقدر بیشی ہے اسکو بھی دس پر
تقسیم کرکے حاصل قسمت کو ملا لیا جاوے تو اس عدد مین اور اضافہ ہوتا ہے یہ تو قرآن مجید
کے معجزات ہوئے اور محدثینؒ و اہل سیر نے جو معجزات آپ کے موافق

اپنے علم کے لکھے ہین وہ بقول محدثین تین ہزار ہین جن مین سے ایک ہزار جزے
امام سیوطی رحنے خصائص کبریٰ مین نقل کیے ہین اور تین سو سے زائد الکلام المبین
مین مذکور ہین تو اس حساب سے دس ہزار سے زائد ہوتے ہین اگر خصائص کبریٰ
دستیاب نہو یا عربی نہ جاننے والون کی سمجھ مین نہ آوے تو کتاب الکلام المبین
کا بھی مطالعہ اس باب مین کافی و موجب تقویت ایمان ہے اس کتاب مین اوّل
ایک تقریر بطور تمہید کے لکھی ہے جسمین آپکے معجزات کا عالم کے تمام اقسام
سے متعلق ہونا بیان کیا ہے پھر اُسکے اثبات کے لیے ہر قسم کے معجزات کو جدا جدا
ذکر کیا ہے چونکہ یہ میرا رسالہ بہت مختصر ہے اسلیے اسمین صرف اُس تقریر کو بوجہ
اُسکے دلپذیر و دلچسپ ہونیکے نقل کرکے تمام اقسام کے معجزات مین سے دو دو سے
چار تک پر اقتصار کرتا ہون وہ تقریر ملخصًا یہ ہے قال اللہ تعالیٰ وما ارسلناك
الا رحمۃ للعالمین یعنی نہین بھیجا ہمنے تمکو اے محمد مگر رحمت واسطے تمام عالمونکے صحیح مسلم مین ہے
کہ آپنے فرمایا کہ قیامت تب آویگی جب زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہیگا (اور ظاہر ہے
کہ اللہ اللہ کہنے والے آپ ہی کی رسالت کے ماننے والے ہین) پس رسالت آپکی باعث
بقا و امن سب عالمون کا ہے اور نہ صرف نوع انسان بلکہ سب اقسام عالم کے
آپ کی رسالت سے نفع یاب ہین اور اسی لیے اللہ جل جلالہ نے آپ کو جمیع
اقسام عالم مین معجزات عنایت فرمائے (اور معجزہ چونکہ دلیل ثبوت نبوت ہے
اور دلیل شاہد ہوتی ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ تمام اقسام عالم باعتبار
تعلق معجزات کے آپ کی نبوت پر دلالت کرنے والے اور شہادت دینے والے
ہین پس آپ کی شان کیسی عظیم ہے کہ جسطرح توحید پر تمام عالم گواہ ہے اسی طرح

آپ کی رسالت پر تمام عالم گواہ ہے) چنانچہ بیان اُسکا یہ ہے کہ عالم ۲ قسم ہے عالم معانی اور عالم اعیان عالم معانی عبارت ہے اُن چیزون سے کہ دوسری چیز مین ہو کے پائے جاتے ہین بذات خود قائم نہین اور انھین عرض بھی کہتے ہین جیسے کلام اور علم اور رنگ اور بو اور عالم اعیان عبارت ہے اُن چیزون سے جو بذات خود قائم ہین اور اُنھین جوہر بھی کہتے ہین جیسے زمین آسمان آدمی درخت پتھر عالم اعیان ۲ قسم ہے عالم ذوی العقول یعنی وہ لوگ جو عقل رکھتے ہین جیسے انسان اور جن اور عالم غیر ذوی العقول یعنی وہ جو عقل نہین رکھتے جیسے جمادات و حیوانات عالم ذوی العقول تین قسم ہے عالم ملائکہ اور عالم انسان اور عالم جنات اور عالم غیر ذوی العقول یا علوی ہے یعنی آسمان اور ستارے یا سفلی یعنی وہ اجسام جو آسمان کے تلے ہین اور عالم سفلی ۲ قسم ہے عالم بسائط اور عالم مرکبات عالم بسائط عبارت ہے عناصر اربعہ یعنی آب و آتش و باد و خاک سے اور عالم مرکبات تین قسم ہے جمادات و نباتات و حیوانات اور انھین موالید ثلاثہ

---

۱ دلالت اضطراریہ تو سب اور بشہادت اختیاریہ بجز عصاۃ کے جیسا کہ توحید کے باب مین ارشاد حق ہے سورۂ حج مین الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السمٰوات ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب وکثیر من الناس وکثیر حق علیہ العذاب اور رسالت کے باب مین وہ ارشاد نبوی ہے جو آگے متن مین معجزات کے سلسلہ مین عالم حیوانات کے بیان مین اول حدیث ہے جسمین تصریح ہے کہ جتنی چیزین آسمان و زمین مین ہین سب جانتی ہین کہ مین رسول خدا ہون سوا نافرمان جن اور انس کے اُس حدیث کے اصل الفاظ یہ ہین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بین السماء والارض الا یعلم انی رسول اللہ الا عاصی الجن والانس رواہ احمد والدارمی عن جابرؓ کذا فی الرحمۃ المہداۃ پس اس آیت کا جو حاصل توحید کے باب مین ہے بالکل اُسی کے مطابق اس حدیث کا حاصل رسالت کے باب مین ہے ۱۲ منہ

کہتے ہین پس اقسام تفصیلی عالم کے نو ہوے (عالم معانی ملائکہ انسان جن عالم علوی
افلاک و کواکب بسائط یعنی عناصر جمادات نباتات حیوانات اور یہ عاجز مرکبات کی
اسطرح تقسیم کرتا ہے ایک وہ جسمین ایسا مزاج ہو کہ مرکب کی ترکیب کو چندے محفوظ
رکھ سکے ایک وہ جو محفوظ نہ رکھ سکے ثانی کو کائنات الجو کہتے ہین جیسے سحاب وغیرہ
اور اول کی وہی تین قسم ہین جو موالید ثلثہ کہلاتی ہین پس اسطرح سے کل اقسام
دس ہوئے نو وہ جو مذکور ہوئے دسوین کائنات الجو) اور ہر قسم مین جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ظاہر ہوے ہین اسکے بعد نو باب لائے ہین اور ہر باب مین معجزا
کثیرہ ذکر کیے ہین احقر نے ہر باب مین سے دو دو[1] سے چار تک معجزات لے لیے ہین جسکو ترتیب
اقسام نقل کرتا ہون[2] عالم معانی ۱ قرآن مجید باعتبار اپنی بلاغت واخبار عن المغیبات کے
۲ وہ خبرین جو آپنے قبل الوقوع بیان فرمائین جیسے صحیحین مین حضرت حذیفہؓ سے
روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک وعظ مین جتنے امور قیامت تک
ہونیوالے تھے سب بیان فرمائے جسنے یاد رکھا اُسے یاد رہا اور بھول گیا جو بھول گئے اور میرے
ان اصحاب کو اُس بیان کی خبر ہے اور بعض شے اُسمین سے ہوتی ہے کہ مین اُسے
بھول گیا تھا پھر مین جب دیکھتا ہون اُسے تب مجھے یاد آجاتی ہے یعنی بعد
وقوع خبر کے پہچان جاتا ہون کہ یہ وہی بات ہے جسکی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے خبر دی تھی جسطرح سے کہ کسی شخص کی صورت آدمی کو یاد ہو اور وہ شخص غائب
ہوجاوے پھر جب اُسے دیکھتا ہے پہچان جاتا ہے اھ ۳ وہ واقعات حالی جو آپنے دیکھی

ف۱ کہین کہین لفظی تغیر کا یا کہین دوسری کتاب سے نقل کا بھی بضرورت اتفاق ہوا ہے ۱۲ منہ
ف۲ اور اس ترتیب مین کائنات الجو کو بعد بسائط کے ذکر کیا جاوے گا ۱۲ منہ

بیان فرما دیے جیسے بخاریؒ نے انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (غزوۂ موتہ کے قصہ مین) خبر شہادت زیدؓ اور جعفرؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ کی لوگون کو سُنا دی قبل اسکے کہ خبر آوے اور آپ نے فرمایا کہ نشان لیا زیدؓ نے پس شہید ہوا پھر نشان لیا جعفرؓ نے پس شہید ہوا پھر نشان لیا ابن رواحہؓ نے پس شہید ہوا اور آپ کی آنکھون سے آنسو جاری تھے اور فرمایا آپ نے کہ آخر کو ایک خدا کی تلوار (یعنی حضرت خالدؓ) نے نشان لیا اور فتح حاصل ہوئی (پھر اسی کے مطابق خبر آئی) عالم ملائکہ ۴ صحیح مسلم مین حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ روز بدر ایک شخص مسلمانون مین سے پیچھے ایک شخص کے مشرکون مین سے دوڑتا تھا کہ ناگاہ اُسنے ایک کوڑے مارنے کی آواز سُنی اور ایک سوار کی کہ اُسنے کہا بڑھ اے حیزوم سو کیا دیکھتا ہے کہ وہ مشرک آگے اُسکے چت پڑا ہے اور ناک اُسکی ٹوٹ گئی ہے اور مُنھ پھٹ گیا ہے کوڑے کی مار سے۔ اور یہ سب جگہ سبز ہوگئی ہے وہ شخص مسلمان انصاری تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین اُسنے اِس واقعہ کو بیان کیا آپ نے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے یہ آسمان سوم کی مدد مین کا فرشتہ تھا **ف** حیزوم فرشتہ کے گھوڑے کا نام ہے **ف** اللہ تعالے نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لیے اکثر غزوات مین فرشتون کو بھیجا چنانچہ بدر مین اور اُحد مین اور حُنین مین فرشتون نے مدد کی ۵ بیہقی نے دلائل النبوۃ مین اور ابن سعد نے طبقات مین عمار بن یاسرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت حمزہؓ نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ مجھے جبرئیل علیہ السلام کو اُنکی اصلی صورت پر دکھا دیجیے

آپ نے فرمایا کہ تم دیکھ نہ سکوگے اُنھون نے کہا آپ دکھا دیجیے آپ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ وہ بیٹھ گئے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کعبہ پر اُترے آپ نے حضرت حمزہؓ سے فرمایا کہ نگاہ اُٹھاؤ اُنھون نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا حضرت جبرئیل علیہ السلام کا جسم مانند زبرجد اخضر یعنی زمرد سبز چمکتے ہوئے کے تھا سو غش کھا کر گر گئے۔ عالم انسان سے ۶ ظہور ہدایت جیسے صحیح مسلم مین ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ انھون نے کہا کہ مین اپنی مان کو اسلام کی طرف دعوت کرتا تھا اور وہ مشرکہ تھی ایکدن مین نے اُس سے اسلام کے لیے کہا اسنے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم کی شان مین کلمہ بے ادبی کہا مجھے ناگوار ہوا اور مین روتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین آیا اور مین نے کہا اے رسول اللہ صلے اللہ علیک وسلم دعا فرمائیے کہ خداے تعالی میری مان کو ہدایت کرے آپ نے فرمایا اللھم اھد اُم ابی ھریرۃ یا اللہ ہدایت کر ابوہریرہ کی مان کو مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سُنکر خوش ہوتا ہوا اپنے گھر آیا دیکھا دروازہ بند ہے اور میری مان نے میرے پاؤن کی آواز سُنکر کہا کہ وہین ٹھیرو اے ابوہریرہ اور مین نے پانی کی آواز سُنی سو میری مان نے نہاکے اور کپڑے پہن کے دروازہ کھولا اور کہا اے ابوہریرہ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمدًا عبدہٗ و رسولہٗ مین خوش ہوکر شدت خوشی سے روتا ہوا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین آیا اور اپنی مان کے اسلام کی خبر دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حمد الٰہی بجالائے ۷ ظہور برکت جیسے بیہقی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حنظلہ بن حذیم کے سر پر ہاتھ رکھا اور اُنکے حق مین دعاے برکت کی سو یہ حال ہو گیا کہ کسی آدمی کے منھ مین ورم ہوتا یا کسی بکری کے تھن مین ورم ہوتا

اور وہ ورم والا محل ورم کو حنظلہ کے سر مین موضع مس جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر لگا دیتا تو صاف ورم جاتا رہتا ۸ شفاے مرضیٰ جیسے بیہقی اور طبرانی اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ حبیب بن فُدیک کے باپ کی آنکھون مین پھلی پڑ گئی اور بالکل اندھے ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکی آنکھون پر دم کیا اُسی وقت اُنکی آنکھین اچھی ہو گئین راوی کہتا ہے کہ مین نے اُنھین اسّی برس کی عمر مین سوئی مین ڈورا ڈالتے دیکھا ع۹ قہر بے ادبان جیسے مسلم نے سلمہؓ بن اکوع سے روایت کی ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بائین ہاتھ سے کھانا کھاتا تھا آپ نے فرمایا سیدھے ہاتھ سے کھا اُسنے کہا کہ مین سیدھے ہاتھ سے کھا نہین سکتا حالانکہ ہاتھ اُسکا اچھا تھا یہ بات اُسنے غلط بیانی سے براہ استنکاف کہی تھی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو سیدھے ہاتھ سے نہ کھا سکے گا اُسکا ایسا ہی حال ہو گیا کہ سیدھا ہاتھ اُسکا کام سی جاتا رہا مُنہ تک نہین پہونچ سکتا تھا عالم جن ع۱۰ خطیب نے جابرؓ بن عبداللہ سے ایک حدیث طویل مین روایت کی ہے کہ وہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر مین تھے راہ مین ایک گانوٗن مین پہونچے اُس گانوٗن کے آدمی خبر آپ کی آمد کی سُنکر باہر گانوٗن کے منتظر تھے جب آپ وہان پہونچے تو اُنھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اِس گانوٗن مین ایک عورت نوجوان ہے اُسپر ایک جن عاشق ہوا ہے اور اُسپر آ چڑھا ہے نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے قریب ہے کہ ہلاک ہو جاوے جابرؓ کہتے ہین کہ مین نے اُس عورت کو دیکھا بہت خوبصورت تھی جیسے چاند کا ٹکڑا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے بلا کر فرمایا کہ اے جن

تو جانتا ہے کہ مین کون ہون محمدؐ رسول خدا ہون اس عورت کو چھوڑ دے
اور چلا جا آپکے یہ فرماتے ہی وہ عورت ہشیار ہوگئی اور نقاب مُنھ پر کھینچ لیا
اور مردون سے شرم کرنے لگی ور بالکل صحیح ہوگئی ؀۱۱ ترمذیؒ نے حضرت
ابو ایوب انصاریؓ سے روایت کیا ہے کہ انکے ایک بخاری مین خرما بھرے تھے
سو ایک جنیہ آکر اسمین سے نکال لیجاتی اُنھون نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کے حضور مین اُسکی شکایت کی آپنے فرمایا جاؤ اور ابکی جب اسکو دیکھو تو یون
کہنا بسم اللہ اجیبی رسول اللہ یعنی اللہ کا نام لیکر کہتا ہون کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کے بلانے پر چل سو اُنھون نے اُسکو پکڑ لیا پھر اُسکے قسم کھانے پر کہ اب نہ آؤنگی
چھوڑ دیا تھا الی آخر الحدیث **ف** یہ آپ کا معجزہ ہے کہ باوجود اُسکے سومن نہ ہونیکے
محض آپکے نام کی برکت سے گرفتار ہوگئی عالم علوی افلاک و کواکب ؀۱۲ و ۱۳ چاند کا
دو ٹکڑے ہوجانا کواکب کے متعلق اور معراج مین سمٰوات کو طے کرنا افلاک کے متعلق صحیح
اور عظیم معجزے ہین عالم بسائط یعنی عناصر ؀۱۴ متعلق خاک جیسے صحیحین مین حضرت
ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ ہمارا پیچھا کیا (یعنی سفر ہجرت مین) سراقہ بن مالک نے
سو مین نے اُسے دیکھکر کہا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمین ایک شخص نے آلیا آپنے
فرمایا لاتحزن ان اللہ معنا یعنی غم مت کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر آپنے سراقہ
کے لیے بددعا کی سو اُسکا گھوڑا پیٹ تک سخت زمین مین گھس گیا اور اُسنے
کہا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم دونون صاحبون نے میرے لیے بددعا کی ہے
اب دعا کرو کہ مین نجات پاؤن اور مین قسم کھاتا ہون کہ تمھارے طلب کرنیوالونکو

؀ یہ خود ترمذی سے نقل کیا ہے ۱۲ منہ

مین پھیر دونگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکی نجات کے لیے دعا کی سو اُس نے
نجات پائی اور پھر گیا اور جو کوئی اُسے ملتا تھا اُسے پھیر دیتا تھا اور کہدیتا تھا
کہ ادھر کوئی نہین ہے اھ ؁ ۱۵ متعلق آب جیسے صحیحین مین جابرؓ سے روایت ہے
کہ حدیبیہ مین لوگ پیاسے ہوئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے
ایک لوٹا تھا کہ اُس سے آپ نے وضو کیا سب لوگون نے عرض کیا کہ ہمارے لشکر مین
نہ پینے کے لیے پانی ہے نہ وضو کے لیے مگر اُسی قدر کہ آپ کے اِس لوٹے مین ہے
(کیونکہ چاہ حدیبیہ مین بوجہ قلت پانی کے ایک قطرہ نہ رہا تھا سب کھینچ لیا تھا
رواہ البخاری) پس آپ نے اپنے دست مبارک کو لوٹے مین رکھا اور پانی آپ کی
اُنگلیون سے جوش مارنے لگا سو ہم سب آدمیون نے پانی پیا اور وضو کیا حضرت
جابرؓ سے پوچھا گیا کہ تم سب کتنے آدمی تھے اِنھون نے کہا کہ اگر لاکھ آدمی ہوتے تو کفایت
کرجاتا (یعنی پانی اتنا کثیر تھا مگر) ہم پندرہ سو آدمی تھے ؁ ۱۶ متعلق آتش جیسے
صحیحین مین حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایام غزوۂ خندق مین انھون نے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے لیے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور ایک
صاع (یعنی تین سیر سے کچھ زائد) جو کا آٹا تیار کیا اور حضورؐ مین آکے چپکے سے
اسکی اطلاع کی اور عرض کیا کہ آپ مع چند آدمیون کے تشریف لیچلیے آپ نے تمام
اہل خندق کو کہ ایک ہزار تھے پکار کر جمع کرلیا اور ساتھ لیچلے اور جابرؓ سے فرمایا
کہ ہانڈی مت اُتاریو اور آٹے کو مت پکائیو جب تک مین نہ آؤن بعد اِسکے
آپ تشریف لائے اور آب دہن مبارک گوندھے ہوے آٹے مین اور ہانڈی
مین ڈالا اور دعاے برکت کی اور آپ نے فرمایا کہ ایک پکانے والی اور بلوا اور شوربا

نکال نکال کے ہانڈی مین سے دو اُسے چولھے پر سے اُتارو نہین جابرؓ کہتے ہین کہ ہزار آدمی تھے قسم ہے خدا کی سبھون نے کھایا اور ہماری ہانڈی ویسی ہی جوش مین رہی اور آٹا اُتنا ہی رہا جتنا پہلے تھا **ف** اس سے عالم آتش مین بھی ایک امر خارق ظاہر ہوا کہ آگ کا اثر شوربے مین کہ کم کر دینا ہے واقع نہین ہوا (بلکہ بالعکس وہ افزونی کا سبب بن گئی جیسا چولھے پر سے اُتارنے کی ممانعت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس افزونی مین آگ کو بھی دخل ہے) **۱۷** متعلق ہوا جیسے اُسی غزوہ خندق مین واقع ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کفّار پر پُروائی ہوا ٹھنڈی بھیجی کہ خوب کڑاکے کا جاڑا پڑا اور ہوا نے اُن کو نہایت عاجز اور تنگ کیا غبار بے شمار اُنکے منھون پر ڈالا اور آگ اُنکی بجھا دی اور ہانڈیان اُنکی اُلٹ دین اور میخین اُنکی اُکھاڑ دین کہ خیمے اُنکے گر پڑے اور گھوڑے اُن کے کھل کر آپسمین لڑنے لگے اور چھوٹ کر لشکر مین دُند مچا دیا اُسوقت آپ نے حضرت حذیفہؓ کو کفّار کی خبر لانیکے لیے مامور فرمایا اور شدّت سردی سے محفوظی کے لیے دعا فرمائی حضرت حذیفہؓ کہتے ہین کہ بہ برکت آپ کی دعا کے مجھے جانے آنے مین مطلق سردی نہ معلوم ہوئی بلکہ ایسا حال تھا کہ گویا مین حمّام مین چلا جاتا ہون (بعضہ من تواریخ حبیب آلہ) **ف** ایسی سخت ہوا کا اُنپر اثر نکرنا صریح خارق ہے عالم کائنات الجو **۱۸** جیسے صحیحین مین حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین ایک بار قحط ہوا سو ایک بار آپ خطبہ جمعہ کا فرما رہے تھے ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ مال ہلاک ہو گیا اور عیال بھوکون مرتے ہین آپ مینھ کے واسطے دعا کیجیے آپ نے دونون ہاتھ اُٹھائے

اور اُسوقت آسمان پر کوئی ٹکڑا بھی ابر کا نہ تھا قسم خدا کی ہنوز آپ ہاتھ رکھنے نہین پائے کہ ابر مانند پہاڑون کے ہر طرف سے گھر آیا آپ منبر سے اُترنے نہین پائے تھے کہ ریش مبارک سے قطرات مینھ کے گرنے لگے سو اُس دن سے دوسرے جمعہ تک مینھ برسا پھر جمعہ کے دن اُسی اعرابی نے یا اور کسی شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ مکانات گر پڑے اور مال ڈوب گیا آپ دعا فرمائیے کہ مینھ تھم جاوے آپ نے دونون ہاتھ اُٹھا کر دعا کی اے اللہ گرد ہمارے برسے اور ہم پر نہ برسے اور جدھر ابر کی طرف آپ نے اشارہ کیا وہین کھل گیا سو مدینہ پر تو بالکل پانی کا برسنا موقوف ہو گیا اور گرد مدینہ کے برستا رہا اطراف سے جو لوگ آتے تھے کثرت مینھ کی بیان کرتے تھے ف آپ کی دعا سے ابر کا فوراً اُٹھ آنا اور اشارہ سے ابر کا ہٹ جانا ان دونون مین ظہور ہے معجزہ کا سحاب مین ۱۹ اور جیسے جلالین مین جسکو کمالین مین اشارہ سے ابر کا نسائی و ابن جریر بزار کی طرف منسوب کیا ہے نقل کیا ہے کہ ایک شخص کے پاس دعوت اسلام کے لیے آپ نے کسی کو بھیجا اُسنے آپ کی اور حق تعالیٰ کی شان مین گستاخانہ کہا کہ رسول اللہ کون ہوتے ہین اللہ کیسا ہوتا ہے سونے کا یا چاندی کا یا تانبے کا معاً اُسپر بجلی گری اور اُسکی کھوپڑی اُڑا دی ف اس واقعہ مین آپ کی شان مین گستاخی کرنے کو بھی ظاہر ہے کہ دخل ہے اس اعتبار سے ظہور معجزہ کا صاعقہ مین کہ کائنات جو سے ہے۔ عالم جمادات و عالم نباتات ۲۰ ترمذی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مین تھا سو آپ بعض اطراف مکہ کی طرف نکلے اور مین بھی آپ کے ساتھ تھا۔

سو جو پہاڑ یا درخت سامنے آتا وہ یہ کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ ف پہاڑ جمادات سے ہین اور درخت نباتات سے سو دونون مین ظہور معجزے کا ہوا

۲۱ صحیح بخاری مین جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبے کے وقت ایک ستون مسجد پر کہ چھوہارے کے درخت کا تھا تکیہ لگا لیتے تھے جب منبر بنا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر خطبہ پڑھنا شروع کیا یکبارگی وہ ستون چھوہارے کا چلا کے اس زور سے رونے لگا کہ قریب تھا کہ پھٹ جاوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اُترے اور اُس ستون کو اپنے بدن مبارک سے چمٹا لیا سو وہ ستون ہچکیان لینے لگا جسطرح وہ لڑکا جو رونے سے چُپ کرایا جاتا ہے ہچکیان لیتا ہے یہان تک کہ تھم گیا حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ یہ ہمیشہ ذکر سُنا کرتا تھا اب جو نہ سُنا تو رونے لگا ف یہ ستون باعتبار اصلی حالت کے نباتات سے ہے اور باعتبار موجودہ حالت کے جمادات سے پس اس معجزہ کو دونون قسمون سے تعلق ہوا اور اس گریہ مین جسطرح مفارقت ذکر کو دخل ہے اسی طرح مفارقت ذاکر یعنی ذات مقدسہ نبویہ کو ورنہ سینہ سے لگانے سے خاموش نہ ہو جاتا پس اس حیثیت سے یہ آپ کا معجزہ ہے)

۲۲ ترمذی نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین تھوڑے چھوہارے لایا اور عرض کیا کہ ان چھوہارون کے لیے دعاے برکت کر دیجیے آپ نے اُن چھوہارونکو اکٹھا کر کے اُن مین دعاے برکت کی اور مجھسے فرمایا کہ انھین لے کے اپنے توشہ دان مین ڈال رکھو جب تمھارا جی چاہے اُسمین سے ہاتھ ڈال کر نکال لو مگر اُسے جھاڑنا مت۔ ابوہریرہؓ کہتے ہین کہ اُن چھوہارون مین ایسی برکت ہوئی کہ مین نے

اتنے اتنے وسق (کہ ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع وہ ظرف ہے جسمین ساڑھے تین سیر گندم سما سکین) اللہ کی راہ مین خرچ کیے اور ہمیشہ اُسمین سے ہم کھاتے اور کھلاتے رہے اور وہ توشہ دان ہمیشہ میری کمر مین لگا رہتا تھا یہان تک کہ بروز شہادت حضرت عثمانؓ کے (کہ قریب تیس برس کے زمانہ ہوتا ہی) میری کمر مین سے کٹ کے کہین گر پڑا اور جاتا رہا (ف یہ معجزہ ایسی چیز مین ظاہر ہوا جو اصل مین نبات کا ثمرہ ہے اور فی الحال جماد ہے اسکو بھی دونون سی تعلق ہوا)

عالم حیوانات ۲۳ احمد[1] اور دارمی نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک باغ مین تشریف لے گئے وہان ایک اونٹ تھا بڑا شریر جو کوئی باغ مین جاتا اُسپر دوڑتا اور کاٹنے کے لیے جھپٹتا آپ نے اُسے بُلایا اور وہ آیا اور اُسنے آپکے سامنے سجدہ کیا آپنے اُسکی ناک مین مہار ڈال دی اور فرمایا جتنی چیزین آسمان زمین مین ہین سب جانتی ہین کہ مین رسول خدا ہون سوا نافرمان جن اور انس کے ۲۴ بیہقی نے سفینہؓ سے روایت کی ہے کہ مین دریاے شور مین تھا جہاز ٹوٹ گیا مین ایک تختہ پر بیٹھ لیا بہتے بہتے ایک نیستان مین پہونچا وہان مجھسے ایک شیر ملا اور میری طرف آیا مین نے کہا کہ مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام آزاد ہون وہ شیر میری طرف بڑھ آیا اور اپنا کندھا میرے بدن مین مارا پھر میرے ساتھ چلا یہان تک کہ مجھے راہ پر کھڑا کر دیا اور تھوڑی دیر ٹھہر کر باریک باریک

[1] الکلام المبین مین اسکو مسلم اور ابو داؤد کی طرف بروایت عبداللہ بن جعفر منسوب کیا ہو مگر اسمین نہ ملا اور رحمۃ مہداۃ مین احمد اور دارمی سے بروایت حضرت جابرؓ نقل کرنا سبب اس تغیر کا ہوا ۱۲ منہ

کچھ آواز کرتا رہا اور میرے ہاتھ سے اپنی دم چھوا دی مین سمجھا کہ مجھے رخصت کرتا ہی (ف یہ اوپر
قصّہ ماکول جانور کا تھا یہ غیر ماکول کا اور وہ حیات مین تھا اور یہ بعد وفات
جسمین وجہ اعجاز قوی تر ہے کیونکہ وفات کے بعد اور قویٰ کی فاعلیت کا
بھی احتمال نہین ہوسکتا) ع ۲۵ بخاری مین حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے
کہ آپ نے ایک قدح دودھ کا گھر مین پایا حکم دیا کہ اصحاب صُفّہ کو بُلا لو یہ بھوکے
تھے انھون نے اپنے دل مین کہا کہ مجھی کو دیدیتے تو مین سیر ہو کر پیتا بعد اسکے
مین نے اُن سب کو بلایا آپ نے ارشاد فرمایا کہ انھین دودھ پلاؤ مین نے پلانا
شروع کیا یہان تک کہ سبھون نے سیر ہو کر پیا پھر مجھسے کہا کہ تم پیو مین نے
پیا آپ نے فرمایا اور پیو مین پیتا جاتا تھا یہان تک کہ مین نے قسم کھا کر کہا کہ اب
پیٹ مین جگہ نہین پھر باقی آپ نے پیا ف یہ اجزاے حیوان مین معجزہ کا ظہور
ہوا یہان تک الکلام المبین مین حدیثین لاکر پھر اقسام نہ گانہ عالم کے متعلق
معجزات کو قرآن مجید سے بھی ثابت کیا ہی جسکو شوق ہو مطالعہ فرمالے فقط

من الروض

یَدٌ بِهَا النَّفْعُ وَ الضَّرُّ الْمُعْتَرَفِ
وَجَاهِدٍ فِیْ الْاَدْوَاءِ وَالْعَطَرِ
کَمْ اَبْرَءَتْ اَلَمًا کَمْ اَذْهَبَتْ لَمَمًا
کَمْ اَظْهَرَتْ لِمَا یَنْمُوْ لَهَا شَعَرٌ
وَکَمْ شَفَتْ سَقَمًا کَمْ اَظْهَرَتْ مَدَدًا
کَمْ فَرَّحَتْ کَمَدًا اَعْمَیٰ بِهٖ عَوَرٌ

ترجمہ لہ آپکا ایسا ہاتھ ہی کہ اُسمین نفع بھی ہے اور ضرر بھی ہی معترف کے لیے (نفع ہی) اور منکر کے لیے (ضرر ہی) سو وہ بیماری کا بھی سبب ہے اور حاجت وآلی کا بھی سبب ہے ۲ اُس ہاتھ نے بہت المونکو اچھا کیا اور بہت سے آسیب کو دور کیا بہت سے موی سر کو ظاہر کیا کہ اُسکے سبب (سر پے مومین) بال جم آئے ۳ اور بہت سے بیمارونکو شفا دی اور بہت سی مدد کو ظاہر کیا بہت رنجونکو دور کیا ایسے لوگون سے جنمین کوئی خلل تھا

ف٥١ وَدَرَّتِ الشَّاةُ مِنْهَا وَالْحَصَا نَطَقَتْ
فِيْهَا وَاَوْرَقَتِ الْاَغْصَانُ وَالشَّجَرُ
ف٥٢ وَالْقَوْمُ مِنْ رَمْيِهَا يَوْمَ اللِّقَاءِ عَمُوْا
وَمِنْ اَصَابِعِهَا الْاَمْوَاهُ تَنْفَجِرُ
ف٥٣ وَالْمَاءُ مِنْ رِيْقِهِ زَادَتْ حَلَاوَتُهُ
وَالنَّخْلُ مِنْ عَامِهِ اَضْحٰى لَهُ ثَمَرُ
ف٥٤ وَالْجِذْعُ حَنَّ اِلَيْهِ حِيْنَ فَارَقَهُ
حَتّٰى عَلَا مِنْهُ مَا بَيْنَ الْمَلَا خُوَرُ
ف٥٥ وَالذِّئْبُ وَالضَّبُّ كُلٌّ مِنْهُمَا شَهِدَا
شَهَادَةَ الْحَقِّ يَرْوِيْهَا لَكَ الْخَبَرُ
ف٥٦ وَرَاحَ يَشْكُوْ اِلَيْهِ جَوْرَ صَاحِبِهِ
اَلْبَعِيْرُ وَالدَّمْعُ مِنْ عَيْنَيْهِ مُنْحَدِرُ
ف٥٧ وَاَطْعَمَ الْجَيْشَ مِنْ صَاعٍ فَاَشْبَعَهُ
وَمِنْهُ اَرْوَاهُ لَمَّا مَسَّهُ الْعُسُرُ
ف٥٨ فَلَا هَمَمْتَ بِحَصْرِ اٰيَاتٍ لَهُ ظَهَرَتْ
اِلَّا اِذَا كَانَ يُحْصَى الرَّمْلُ وَالْمَدَرُ
ف٥٩ كَفٰى بِمُعْجِزَةِ الْقُرْاٰنِ مُعْجِزَةً
طُوْلَ الزَّمَانِ غَدَا تُتْلٰى وَتُسْتَطَرُ
ف٦٠ فِيْهِ بِجُمْعَةِ الْاَشْيَا فَلَا صُحُفٌ
اِلَّا وَحَازَ مَعَانِيْهَا وَلَا زُبُرُ
ف٦١ فَهُوَ الشِّفَاءُ الَّذِيْ يُحْيِي الْقُلُوْبَ بِهِ
قَدْ فَازَ مُتَّعِظٌ مِنْهُ وَمُدَّكِرُ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

ف٥١ اور اُس ہاتھ سے بکری نے دودھ دیا اور اُسمیں سنگریزے بولے اور شاخیں اور درخت برگ دار ہوگئے ف٥٢ اور قوم کفار اُس ہاتھ کے خاک پھینکدینے سے اندھے ہوگئے اور اُس ہاتھ کی اُنگلیوں سے پانی جاری ہوتے تھے ف٥٣ اور پانی کی شیرینی آپکے لعاب مبارک کے سبب بڑھ گئی اور کھجور کا درخت اسی سال بار آور ہوگیا ف٥٤ اور تنہ درخت کا آپکی جدائی سے گریہ وزاری کرنے لگا یہانتک کہ مجمع میں اُسمیں سے آواز نکلکر بلند ہوگئی ف٥٥ اور بھیڑیے اور سوسمار دونوں نے سچی شہادت (آپ کی رسالت کی) دی اسکو حدیث روایت کرتی ہے ف٥٦ اور اونٹ آپ سے اپنے مالک کی بے راہی کی شکایت کرتا تھا اور آنسو اسکی آنکھوں سے جاری تھے ف٥٧ اور ایک بڑے لشکر کو ایک صاع سے کھانا کھلا کر شکم سیر کردیا اور اُس سے آسودہ کردیا جبکہ اُس لشکر کو تنگی نے مس کیا ف٥٨ اے مخاطب آپکے جو معجزات ظاہر ہوے اُن کے شمار کرنے کا قصد مت کرو مگر جسوقت کہ ریگ اور سنگپاروں کا شمار کیا جاوے ف٥٩ قرآن مجید کا معجزہ کافی معجزہ ہے کہ زمان طویل تک تلاوت کیا جاویگا اور لکھا جاویگا ف٦٠ اُسمیں بہت سے مضامین جمع ہیں سو نہ کوئی صحیفے ایسے ہیں جسکے معانی پر قرآن مشتمل نہ ہوا ور نہ کتابیں ہیں ف٦١ سو وہ قرآن شفا ہے جس سے قلوب زندہ ہوتے ہیں اُس سے وعظ و پند کا قبول کرنیوالا

فصل تئیسوین آپ کے بعض اسماے شریفہ مین مع اُنکی مختصر تفسیر کے

محمدؐ یہ آپ کا علم یعنی خاص نام ہے احمدؐ عیسیٰ علیہ السلام نے اس نام سے بشارت دی ہے متوکل معنی ظاہر ہین ماحی آپ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے کفر کو محو فرمایا حاشر یعنی آپ چونکہ سب سے اوّل قیامت مین محشور ہون گے اور سب آپ کے بعد تو گویا اُنکے حشر کے سبب آپ ہوئے عاقب یعنی سب انبیا علیہم السلام کے عقب مین اور آخر مین تشریف لائے مقفی[۵] اسکے بھی یہی معنی ہین نبی التوبۃ یعنی آپ کی شریعت مین عفو ذنوب کے لیے محض توبہ اپنی شرائط سے کافی ہے بخلاف بعضی پہلی امتون کے کہ قتل نفس اُسمین شرط تھا نبی الملحمۃ یعنی قتال کے نبی کیونکہ آپ کی شریعت مین جہاد مشروع ہوا ہے نبی الرحمۃ آپ کا رحمۃ للعالمین ہونا ظاہر ہے مسلمانون کے لیے تو آخرت مین بھی اور کفار کے لیے دنیا مین کہ پہلی اُمتونکے سے عذاب نہین آتے اور باقی اجزاے عالم کے لیے بھی کہ بقاے عالم کا آپکے بقاے دین کے ساتھ مربوط ہے جب آپکے دین کا کوئی اثر نہ رہے گا حتیٰ کہ اللہ اللہ کہنے والا بھی نہ رہیگا قیامت قائم ہو کر تمام عالم درہم وبرہم ہو جاویگا فاتح یعنی کشایندہ آپ کی بدولت دروازہ ہدایت مفتوح ہوا امصار و دیار کُفّار کے فتح ہوے جنّت کے دروازے آپ کی اتباع سے کشادہ ہون گے امین معنی ظاہر ہین شاہد قیامت مین آپ اپنی اُمّت کے شاہد ہون گے مبشر و بشیر یعنی مومنین کو خوشخبری دینے والے نذیر یعنی کفار کو عذاب سے ڈرانے والے قاسم یعنی فیوض اور اموال کے تقسیم کرنیوالے ضحوک و قتال ان دونون کا استعمال جُدا جُدا نہین ہوتا یعنی اہل ایمان سے ہنسنے بولنے والے اور کفار سے قتال کرنیوالے عبد اللہ معنی ظاہر ہین سراج منیر یعنی ہدایت کے چراغ روشن سید ولد آدم

[۵] اسم فاعل از تفعیل ۱۲ منہ

یعنی سب بنی آدم کے سردار **صاحب لواء الحمد** یعنی قیامت مین آپؐ کے ہاتھ مین لواء الحمد ہوگا اور سب اوّلین وآخرین اُسکے تلے ہون گے **صاحب مقام** یعنی مقام شفاعت مین آپ کھڑے کیے جاوینگے **صادق** یعنی سچی خبر دینے والے **مصدوق** یعنی آپ کو سب خبرین وحی سے سچی ملتی ہین **رؤف رحیم** دونون کے معنی مہربان اور بہت مہربان ہین بعض انمین سے آپکے ساتھ خاص ہین اور بعض دوسرے انبیا علیہم السّلام مین بھی مشترک ہین اور اکثر ان اسمائے مذکورہ مین وہ ہین جوکسی وصف خاص یا وصف غالب پر دلالت کرتے ہین اور عرف مین لقب ونام ایسے ہی اسما کو کہتے ہین اسی اعتبار سے پچیس تیس کے درمیان تک شمار کیے گئے ہین ورنہ آپ کے اوصاف مین سے اگر ہر وصف سے ایک اسم مشتق کیا جاوے تو دو سَو سے زائد بلکہ بقول بعض علما ایک ہزار تک پہونچتے ہین کذا فی زاد المعاد۔

من الروض

مُحَمَّدٌ[۱] اَحْمَدُ الْمَنْسُوْبُ مَادِحُهٗ
اِلَيْهِ فَهُوَ بِهٰذَا الْفَخْرِ يَفْتَخِرُ
اَلْفَاتِحُ[۲] الْخَاتِمُ الْهَادِيْ بِدَعْوَتِهٖ
اِلَى الْهُدٰى وَلِدِيْنِ اللهِ يَنْتَصِرُ
اَلْحَاشِرُ[۳] الْعَاقِبُ الْمَاحِيْ بِبَعْثَتِهٖ
عَنَّا الظَّلَامَ وَلَيْلُ الشِّرْكِ مُنْدَثِرُ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

۱؎ محمدؐ ہین احمد ہین آپکا مادح آپکی طرف منسوب کیا جاتا ہے سو وہ اس فخر پر فخر کرتا ہی ۲؎ آپ فتاح والے ہین (کہ آپکے نور سے خلق کا افتتاح ہوا) اور آپ اختتام والے ہین (کہ آپ پر نبوت ختم ہوئی) اپنی دعوت سے راہ حق کی طرف ہادی ہین اور دین الٰہی کی نصرت فرماتے ہین۔ ۳؎ آپکے بعد سب کا حشر ہوگا آپ سب انبیا کے بعد آئے ہین آپ اپنی بعثت سے تاریکیون کو ہمسے محو کرنیوالے ہین اور شرک کی رات مٹ جانے والی ہے ۱۲ منہ

فصل چوبیسوین آپ کے بعض خصائص مین یعنی اُن امور کے بیان مین جو حق تعالیٰ

نے تمام انبیا علیہم السلام مین سے صرف آپ ہی کو عطا فرمائے اور وہ چند قسم کے ہین
ایک قسم وہ امور جو دنیا مین تشریف لانے سے پہلے آپ کی ذات مقدسہ مین پائے گئے
مثلاً سب سے اول آپ کے نور پاک کا پیدا ہونا سب سے پہلے آپکو نبوت عطا ہونا یوم میثاق
مین سب سے اول الست بربکم کے جواب مین آپکا بلیٰ فرمانا آپکا نام مبارک عرش پر
لکھا جانا خلق عالم سے آپ کا مقصود ہونا پہلی سب کتب مین آپ کی بشارت وفضیلت
ہونا حضرت آدم علیہ السلام وحضرت نوح علیہ السلام وحضرت ابراہیم علیہ السلام کو
آپ کی برکات حاصل ہونا انکی روایات فصل اول و دوم مین گذری ہین وغیر ذلک
دوسری قسم وہ امور جو دنیا مین تشریف آوری کے وقت قبل نبوت ظاہر ہوے
مثلاً مُہر نبوت کا شانہ پر ہونا اسکی روایت چھٹی فصل مین مذکور ہے وغیر ذلک
تیسری قسم وہ امور جو بعد نبوت ظاہر ہوئے اور مختص ہین ذات مبارک کے ساتھ
مثلاً معراج اور اسمین عجائب ملکوت وجنت ونار پر مطلع ہونا اور حق تعالیٰ کو دیکھنا کہانت
کا منقطع ہوجانا اذان واقامت مین نام مبارک ہونا ایسی کتاب عطا ہونا جو
ہر طرح معجز ہے لفظاً بھی معنیً بھی تغیر سے محفوظ رہنے مین بھی زبانی یاد ہونے مین
بھی صدقہ کا حرام ہونا نوم سے وضو کا واجب ہونا ازواج مطہرات کا امت پر
ابداً حرام ہونا آپ کی صاحبزادی سے بھی نسب اولاد کا ثابت ہونا آنکھ سے پیچھے سے
برابر دیکھنا دور دور تک آپ کا رعب پہونچنا آپ کو جوامع الکلم عطا ہونا تمام
خلائق کی طرف مبعوث ہونا آپ پر نبوت کا ختم ہونا آپ کے متبعین کا سب انبیا
کے تابعین سے زیادہ ہونا سب مخلوق سے آپ کا افضل ہونا چوتھی قسم وہ امور

جو آپ کی برکت سے منجملہ تمام امم کے خاص آپکی امت کو عطا ہوئے مثلاً غنائم کا حلال ہونا تمام زمین پر نماز کا جائز ہونا تیمم کا مشروع ہونا اذان و اقامت کا مقرر ہونا نماز مین انکی صفوف کا بطرز صفوف ملائکہ ہونا جمعہ کا ایک خاص عبادت و ساعت اجابت کے لیے مقرر ہونا روزہ کے لیے سحری کی اجازت رمضان مین شب قدر ایک نیکی کرین تو ادنیٰ درجہ دس حصہ اور زیادہ بھی ثواب ملنا وسوسہ و خطا و نسیان کا گناہ نہ ہونا (شاید پہلی امتون مین انکے اسباب کا انسداد بھی واجب ہوگا اور اسی اعتبار سے یہ خاص ہوا اس امت کے ساتھ) احکام شاقہ کا مرتفع ہوجانا تصویر و مسکرات کا ناجائز ہونا (کہ یہ سد باب ہے مفاسد بیشمار کا اور مفاسد سے بچانا رحمت ہے جیساکہ بعض جگہ تسہیل حکم بھی رحمت ہے) اجماع امت کا حجت ہونا اور اسمین ضلالت کا احتمال نہ ہونا اختلاف فرعی کا رحمت ہونا امم سابقہ کے سے عذاب نہ آنا طاعون کا شہادت ہونا علما سے وہ کام دین کا لیا جانا جو انبیا کیا کرتے تھے قرب قیامت تک جماعت اہل حق کا مؤید من اللہ ہوکر پایا جانا وغیر ذلک پانچوین قسم وہ امور جو دنیا سے تشریف لیجانے کے بعد برزخ یا قیامت مین ظاہر ہوئے یا ہونگے انکا بیان وفات کے بعد کی تین[1] فصلون مین آویگا ھذا کلہ من التمام منہ بتصرف فی الالفاظ والترتیب وبعضہ من المشکوٰۃ

من القصیدۃ

فھو الذی تم معناہ وصورتہ
ثم اصطفاہ حبیبا باری النسم

لہ پس آپ فضائل باطنی و ظاہری مین کمال کے درجہ کو پہونچے ہوے ہین پھر خداوند تعالیٰ شانہ نے جو خالق تمام مخلوقات کا ہے آپ کو اپنا حبیب بنالیا عطر الوردہ

[1] یعنی اُن تینون فصلون مین ایسے خصائص بھی ہین یہ ہین کہ سب خصائص ہی ہین چنانچہ حیات انبیا و تحریم جسد و صلوٰۃ فی القبر سب انبیاء علیہم السلام مین مشترک ہے ۱۲ منہ

مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِيْكٍ فِي مَحَاسِنِهٖ فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيْهِ غَيْرُ مُنْقَسِمٖ يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمٖ	؎۱ آپ اس سے پاک ہین کہ آپ کی خوبیوں مین اور کوئی آپ کا شریک ہو (پس جوہر حسن جو آپ مین پایا جاتا ہے وہ غیر منقسم اور غیر مشترک ہے بلکہ مخصوص آپ ہی کے ساتھ ہے ۱۲ عطر الوردہ

فصل چھبیسوین آپ کے ماکولات و مشروبات و مرکوبات وغیرہ مین -

اِن چیزون کو آپ کی ذات بابرکات سے دو تعلق ہین ایک تشریع کہ ان مین کیا جائز ہے کیا ناجائز اسکے متعلق روایات کو جمع کرنا اور اُن سے احکام کو اخذ کرنا یہ منصب فقیہ کا ہے دوسرا تعلق اِنکا استعمال کرنا حاجت اور مصلحت کے لیے اس حیثیت سے یہ شعبہ سیر کا ہے یہان اسی اعتبار سے زاد المعاد سے مختصراً بیان کیا جاتا ہے ماکولات و مشروبات غذا یا دوا اُنمین بعض وہ چیزین ہین جنکا خود آپ سے استعمال ثابت ہے اور بعض وہ ہین کہ اُنکا وصف فرمایا ہے چنانچہ احادیث[1] مقام سے سب بالتعیین معلوم ہو جاوے گا۔ اِثمد[2] یعنی سرمہ سیاہ صفہانی حدیث ارشاد فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تم اثمد کو استعمال مین رکھو وہ نگاہ کو تیز کرتا ہے اور بال کو جماتا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور آپ کی عادت شریف بھی دونون آنکھون مین ابن ماجہ کی روایت پر تین تین سلائی اور ترمذی کی روایت پر داہنی مین تین اور بائین مین دو لگانے کی تھی یعنی عادت دونون طرح تھی اُترج یعنی ترنج ارشاد فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ

؎۱ اِن احادیث کے لغات یعنی اسماء ادویہ واغذیہ کا ترجمہ اکثر قاموس سے کیا گیا ہے ۱۲ منہ

؎۲ اسمین حروف ہجا کی ترتیب رکھی گئی ہے ۱۲ منہ

وسلم نے جو مومن قرآن پڑھتا ہے اُسکی مثال ترنج کی سی ہے کہ مزہ بھی پاکیزہ اور خوشبو بھی پاکیزہ روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے **بطیخ** یعنی تربوز آپ تربوز کو خرماے تازہ کے ساتھ نوش فرمارہے تھے اور یہ ارشاد فرماتے تھے کہ اسکی گرمی اُسکی سردی کی دافع (اور مصلح) ہے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے **بلح** یعنی خرماے سبز یعنی خام ارشاد فرمایا آپ نے کہ خرماے سبز خرماے خشک سے کھایا کرو شیطان آدمی کو دونون چیزین کھاتے ہوئے دیکھتا ہے (متاسف ہو کر) کہتا ہے کہ یہ آدمی اب تک جیتا رہا کہ کہنہ کے ساتھ جدید پھل کو کھا رہا ہے روایت کیا اسکو نسائی اور ابن ماجہ نے **بُسر** یعنی خرماے نیم پختہ صحیح حدیث مین ہے کہ جب آپ اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ ابو الہیثمؓ کے یہان مہمان ہوے تو وہ ایک خوشہ خرما کا لائے آپ نے ارشاد فرمایا پختہ پختہ کیون نہ چھانٹ لائے (تاکہ پورا خوشہ ضائع نہ ہوتا) اُنھون نے عرض کیا کہ میرا جی چاہا کہ آپ حضرات (اپنی طبیعت کے موافق) خود پختہ اور نیم پختہ کو چھانٹ لین (یعنی جنکو جو اچھا معلوم ہو) **بصل** یعنی پیاز حضرت عائشہؓ سے کسی نے پیاز کی نسبت پوچھا اُنھون نے کہا کہ سب سے اخیر جو کھانا آپ نے تناول فرمایا اُسمین پیاز تھا روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور صحیحین مین آپ نے اِسکے کھانے والے کو مسجد مین آنے سے منع فرمایا ہے اور ایک دوسری حدیث مین آپ کا ارشاد ہے کہ جو کوئی پیاز یا لہسن کھاوے تو اُنکو پکا کر بدبو ماردے **تمر** یعنی خرماے خشک آپ نے اسکی تعریف بھی فرمائی ہے کہ جو کوئی صبح کو سات تمر کھالے اُس روز اُسکو جادو اور زہر ضرر اثر نہین کرتا اور فرمایا ہے کہ جس گھر مین تمر نہ ہو اُسکے رہنے والے بھوکے ہین اور آپ سے کھانا بھی بکثرت

ثابت ہے مسکہ سے بھی روٹی سے بھی تنہا بھی ثلج یعنی برف حدیث صحیح مین ہے
آپنے دعا فرمائی کہ اے اللہ مجکو میرے گناہون سے دھو ڈال پانی اور برف
اور اولے سے اھ اس سے مدح برف کی نکلتی ہے ثوم یعنی لہسن اسکا بیان
پیاز کے ساتھ گذر چکا ثرید یعنی گوشت کے شوربے مین روٹی توڑی ہوئی آپنے
ارشاد فرمایا کہ حضرت عائشہؓ کی فضیلت دوسری عورتون پر ایسی ہے جیسے ثرید
کی فضیلت دوسری غذاؤن پر روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے (اس سے
ظاہر فضیلت ثرید کی معلوم ہوئی) جبن یعنی پنیر سفر تبوک مین آپ کی خدمت مین
لایا گیا آپنے چاقو منگایا اور بسم اللہ کہکر اسکا ٹکڑا کاٹا روایت کیا اسکو ابوداؤد
نے حنا یعنی مہندی آپکے کوئی پھنسی نکلتی یا کانٹا لگ جاتا تو آپ اسپر مہندی
رکھدیتے روایت کیا اسکو ترمذی نے حبۃ السوداء یعنی کلونجی اسکا شونیز بھی نام
آیا ہے آپنے فرمایا ہے کلونجی کا استعمال کیا کرو کہ اسمین بجز موت کے سب بیماریونسے
شفا ہے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم ذحرف یعنی رائی اسکا نام حدیث مین
ثفاء آیا ہے اور عام محاورہ مین حب الرشاد کہتے ہین آپنے ارشاد فرمایا ہے کہ
دو چیزون مین کسقدر شفا ہے ثفاء مین اور ایلوہ مین روایت کیا اسکو ابوعبید
وغیرہ نے اور مراسیل مین ابوداؤد نے حلبہ یعنی میتھی عبدالرحمن بن القاسم سے
مرفوعاً منقول ہے کہ آپنے فرمایا کہ میتھی سے شفا حاصل کرو خبز یعنی روٹی آپ کو
شوربے مین توڑی بہت پسند تھی روایت کیا اسکو ابوداؤد نے اور آپنے ایکبار گیہونکی
روٹی گھی سے چپڑی ہوئی کی تمنا فرمائی چنانچہ ایک صحابی نے حاضر کیا مگر آپنے
گھی کے ظرف کو تحقیق فرمایا تو معلوم ہوا کہ سوسمار یعنی گوہ کے چمڑے کی کپی مین تھا

آپ نے فرمایا اُٹھالو روایت کیا اسکو بھی ابوداؤد نے خل یعنی سرکہ آپ نے نوش بھی فرمایا اور تعریف بھی کی کہ سرکہ خوب سالن ہے روایت کیا اسکو مسلم نے دُہن یعنی روغن آپ سر مین کثرت سے تیل لگاتے تھے روایت کیا اسکو ترمذی نے شمائل مین اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ روغن زیتون کھاؤ بھی اور لگاؤ بھی روایت کیا اسکو بھی ترمذی نے ذریرہ یعنی ایک قسم کا مرکّب عطر حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ مین نے حج وداع مین آپ کے احرام باندھنے کے وقت (یعنی قبل) اور احرام کھولنے کے وقت (یعنی بعد) آپ کو اپنے ہاتھ سے ذریرہ کی خوشبو لگائی روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے رطب یعنی خرماے پختہ تازہ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کہتے ہین کہ مینے آپ کو ککڑی خرماے پختہ تازہ کے ساتھ کھاتے ہوئے دیکھا روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے اور آپ نماز کے قبل خُرماے تر سے روزہ افطار فرماتے اگر خرماے تر نہ ہوے تو خرماے خشک سے یہ بھی نہ ہوے تو پانی سے روایت کیا اسکو ابوداؤد نے ریحان یعنی خوشبودار پھول آپ نے ارشاد فرمایا جس شخص کے سامنے ریحان پیش کیا جاوے اُسکو رد نہ کرے کیونکہ اسمین (بار احسان) بھی ہلکا ہی ہے اور خوشبو پاکیزہ ہے (یعنی دوسرے کا ضرر نہین اپنا نفع ہی) روایت کیا اسکو مسلم نے (اور اسی کے حکم مین ہر خوشبو ہی) زیت یعنی روغن زیتون اسکا بیان دُہن مین آچکا زنجبیل یعنی سونٹھ بادشاہ روم نے ایک گھڑا زنجبیل سے بھرا ہوا آپ کے پاس ہدیۃً بھیجا تھا آپ نے ایک ایک ٹکڑا سب کو کھانے کو دیا روایت کیا اسکو ابونعیم نے کتاب طب نبوی مین سنا مشہور ہے آپ نے ایک صحابیہ کو سنا کا مسہل لینے کو فرمایا اور ارشاد فرمایا

کہ اگر کوئی چیز موت سے شفا دینے والی ہوتی تو وہ سنا ہوتی روایت کیا اِسکو
ترمذی اور ابن ماجہ نے **سنوت** اِسکے معنی مین اختلاف ہے بعض اطبا نے ایک خاص
تفسیر کو ترجیح دی ہے یعنی شہد جو گھی کے ظرف مین رکھا گیا ہو آپنے ارشاد فرمایا
کہ سنا اور سنوت کو برتا کرو کہ اِن دونون مین بجز موت کے تمام امراض سے شفا ہے
روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اِن بعض اطبا نے وجہ ترجیح مین کہا ہے کہ شہد اور گھی سے
سنا کی اصلاح اور اسہال کی اعانت ہوتی ہے **سفرجل** یعنی سیب وہی آپ نے
ابوذرؓ کو ایک سیب دیکر فرمایا کہ یہ قلب کو تقویت دیتا ہے اور طبیعت کو خوش کرتا ہے
اور سینہ کی کرب کو دور کرتا ہے روایت کیا اسکو نسائی **سمن** یعنی گھی خبز کی بیان مین
آپ کا گھی کی تمنا فرمانا گذرا ہے **سمک** یعنی مچھلی آپنے عنبر ماہی کا گوشت صحابہ کے
پاس سے لیکر نوش فرمایا زاد المعاد مین سریۃ الخبط کے قصہ مین صحیحین سے نقل کیا ہے
سلق یعنی چقندر آپ نے حضرت علیؓ کو کہ وہ نقاہت کی حالت مین تھے جو اور چقندر
سے مرکب کھانے کو موافق مزاج فرمایا روایت کیا اسکو ترمذی و ابوداؤد نے **شونیز**
یعنی کلونجی اسکا ذکر حبۃ السوداء مین گذر چکا **شعیر** یعنی جو آپ کا معمول تھا کہ گھروالونکو
بخار مین حریرہ جو بنوا کر پلاتے تھے اور فرمایا کرتے کہ یہ حزین کے قلب کو قوت دیتا ہے اور
مریض کے قلب سے کرب کو دور کرتا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور یہ سب کو
معلوم ہے کہ آپ کی اکثر غذا یہی غلہ تھا **شوی** یعنی بھنا ہوا گوشت آپ کا تناول
فرمانا چند حدیثون مین ہے جو ترمذی مین مذکور ہین **شحم** یعنی چربی ایک یہودی نے
آپ کی دعوت کی اور جو کی روٹی اور چربی جسمین کچھ تغیر آ گیا تھا پیش کی **صبر** یعنی ایلوہ
اسکا ذکر بیان حرمت مین گذر چکا ہے **طیب** یعنی خوشبو آپ نے ارشاد فرمایا

کہ مجکو دنیا کی چیزون مین سے منکوحہ بیبیان اور خوشبو پسند ہے **عسل** یعنی شہد آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہر مہینہ تین دن صبح کے وقت شہد چاٹ لیا کرے اُسکو کوئی بڑی بلا نہ پہونچے گی روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے **عجوہ** مدینۂ منورہ کی کھجور ونمین سے ایک خاص قسم ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ عجوہ جنت سے ہے اور وہ زہر سے شفا ہے روایت کیا اسکو نسائی اور ابن ماجہ نے **عود ہندی** اسکی دو قسمین ہین ایک قسط کہلاتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ دوا کی چیزون مین سے سب سے بہتر پچھنے لگوانا ہے اور قسط بحری روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ اِس عود ہندی کو استعمال مین لایا کرو اِسمین سات شفائین ہین اور دوسری قسم خوشبو مین برتی جاتی ہے آپ اُسکو سُلگا کر خوشبو لیتے تھے روایت کیا اسکو مسلم نے **قثاء** یعنی ککڑی آپ نے ککڑی کو خرمائے تازہ سے تناول فرمایا ہے روایت کیا اسکو ترمذی وغیرہ نے **کماۃ** جسکو بعضے کُرمُتّا اور بعضے سانپ کی چھتری کہتے ہین آپ نے فرمایا ہے کہ کماۃ مشابہ مَنّ کے ہے (جو بنی اسرائیل پر نازل ہوا تھا یعنی جیسے وہ مفت کی چیز اور کثیر المنفعت تھی ایسے ہی یہ ہے) اور اُسکا عرق آنکھ کے لیے شفا ہے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے **کباث** یعنی پیلو کا پھل ایک بار صحابہ جنگل مین اسکو چن رہے تھے آپ نے فرمایا سیاہ لو وہ عمدہ ہوتا ہے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے **لحم** یعنی گوشت آپ نے فرمایا کہ اہل دنیا واہل جنت کی سب غذاؤن کا سردار گوشت ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور آپ دست کا گوشت پسند فرماتے تھے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے اور آپ نے فرمایا کہ پشت کا گوشت عمدہ ہوتا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور آپ نے

خرگوش کا گوشت بھی قبول فرمایا ہے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے اور گورخر کا
گوشت کھانے کی صحابہ کو اجازت دی تھی روایت کیا اسکو بھی بخاری ومسلم نے
اور آپ نے سکھلایا ہوا گوشت بھی کھایا ہے سنن مین روایت کیا ہے اور مرغ کا
گوشت بھی آپ نے کھایا ہے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے اور سنن مین سرخاب کا
گوشت کھانا آپ کا مروی ہے اور صحابہ نے آپ کی ہمراہی مین ٹڈی کھائی ہے
روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے لبن یعنی دودھ آپ نے دودھ کی مدح بھی فرمائی
ہے کہ بجز دودھ کے اور کوئی چیز مجکو ایسی معلوم نہین کہ جو کھانے اور پینے دونون
سے کافی ہوجاوے روایت کیا گیا یہ سنن مین اور خود بھی نوش فرمایا ہے اور
پھر پانی منگاکر کُلّی کی ہے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے ماء یعنی پانی بعض
خاص پانیون کی آپ نے فضیلت بیان فرمائی ہے چنانچہ سیحان وجیحان
ونیل وفرات کو انہار جنت سے فرمایا روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے (بعض محققین نے
اسکی توجیہ مین کہا ہے کہ پانی کے جیّد ہونے کے تمام طرق انمین جمع ہین اس لیے
تشبیہًا انہار جنت سے تشبیہ دی) اور زمزم کی نسبت ارشاد فرمایا ہے کہ زمزم
جس نیت سے پیا جاوے اُسی کے لیے ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور
یہ حدیث حسن ہے مسک یعنی مُشک آپ نے فرمایا ہے کہ سب خوشبوؤن مین
پاکیزہ خوشبو مُشک ہے روایت کیا اسکو مسلم نے اور آپ نے احرام کے قبل اور احرام
کے بعد اسکا استعمال بھی فرمایا ہے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے ملح یعنی نمک
آپ نے فرمایا کہ تمھاری نانخورش مین سردار نمک ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ
نے نورہ یعنی چونا آپ جب (بال صاف کرنے کے لیے) اسکا استعمال فرماتے

تو اول پوشیدہ بدن کو لگاتے روایت کیا ابن ماجہ نے (یعنی کبھی اس سے بھی بال دور کر دیے ہوں گے) بنق یعنی بیر آپ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام جب زمین پر اُترے تو سب سے اول بیر کھایا تھا روایت کیا اسکو ابونعیم نے اپنی کتاب طب نبویؐ میں ورس یعنی ایک خاص قسم کی زرد گھاس جس سے کپڑے وغیرہ رنگے جاتے ہیں آپ نے ذات الجنب میں ورس اور روغن زیتون کی تعریف فرمائی روایت کیا اسکو ترمذی نے یقطین یعنی کدو آپ کا برتن میں سے تلاش کرکرکے کھانا بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے اور حضرت عائشہؓ کو فرمایا کہ جب ہنڈیا پکاؤ تو کدو زیادہ ڈالا کرو کہ وہ قلب حزین کو قوّت دیتا ہے اور آپ کی ہیئت کھانا کھانے کے وقت دو تھیں ایک اُکڑو دوسرے دوزانو کہ بائیں قدم کا تلوا داہنے قدم کی پشت سے لگا ہوتا اور آپ تین اُنگلیوں سے کھاتے اور فارغ ہونے کے بعد اُنکو چاٹ لیتے اور پانی شیریں اور سرد پیتے ابو الہیثمؓ سے آپ نے باسی پانی طلب فرمایا تھا اور آپ کے لیے بیر سُقیا سے شیریں پانی لایا جایا کرتا تھا اور پانی تین سانس میں پیتے تھے اور بیٹھکر پانی پیتے اور آپ کے پاس پانی پینے کا ایک پیالہ لکڑی کا اور ایک پیالہ کانچ کا تھا ملبوسات آپکا لباس چادر اور لنگی اور کُرتا اور عمامہ ہوتا تھا اور سفید کپڑے کو بہت پسند فرماتے اور مخطط چادر کو بھی پسند رکھتے اور عمامہ کے نیچے ٹوپی بھی پہنتے اور گاہے صرف ٹوپی یا صرف عمامہ پر بھی اکتفا فرماتے اور شملہ کبھی ہوتا کبھی نہ ہوتا اور قبا بھی پہنا ہے اور آپ کی چادر کا طول چھ ہاتھ اور عرض تین ہاتھ ایک بالشت اور تہمد کا طول چار ہاتھ ایک بالشت اور عرض دو ہاتھ ایک بالشت آیا ہے اور چادر بوٹہ دار اور سادہ دونوں طرح کی

پہنی ہے اور سیاہ کپڑا بھی پہنا ہے اور شاہ روم نے آپ کی خدمت میں ایک
پوستین جسمیں ریشم کی سنجاف لگی تھی بھیجا تھا وہ بھی پہنا ہے اور پائجامہ آپ نے
خریدا ہے اور بعض روایات میں پہننا بھی آیا ہے اور آپکے پاس دو چادریں سبزؔف
اور ایک کھیس سیاہ اور ایک کھیس سُرخ دھاری کا اور ایک کھیس بالونکا یعنی
کمّل تھا اور کُرتہ سوت کا تھا جسکے دامن اور آستین دراز نہ تھیں اور آپنے کتان
اور صوف بھی پہنا ہے مگر زیادہ استعمال سوتی کپڑے کا فرماتے تھے اور قیمتی کپڑا بھی
استعمال فرمایا ہے اور تکیہ آپ کا چمڑے کا تھا جسکے اندر پوست خرما بھرا تھا اور
آپ کبھی بستر پر سوتے کبھی چمڑے پر کبھی چٹائی پر کبھی زمین پر کبھی چارپائی پر کبھی سیاہ
کمّل پر ایک بستر آپ کا چمڑے کا تھا جسکے اندر پوست خرما بھرا تھا اور اوڑھنا بھی
اوڑھتے تھے اور نعلین اور خفین بھی پہنتے تھے مرکوبات سات گھوڑے تھے
جنکے یہ نام ہیں سکب۔ مرتجز۔ لحیف۔ لزاز۔ ظرب۔ سبحہ۔ ورد۔ اور پانچ
خچر تھے ایک دُلدل یہ مقوقس شاہ مصر نے بھیجا تھا دوسرا فضہ فروہ نے جو کہ قبیلہ
جذام سے تھا بھیجا تھا تیسرا ایک سفید خچر تھا جسکو حاکم ایلہ نے پیش کیا تھا اور
ایک چوتھا اور تھا جو حاکم دومۃ الجندل نے بھیجا تھا اور بعض نے پانچواں بھی
کہا ہے جو نجاشی شاہ حبشہ نے بھیجا تھا اور دراز گوش تین تھے ایک عفیر جو شاہ
مصر نے بھیجا تھا دوسرا اور تھا جو فروہ مذکور نے بھیجا تھا اور تیسرا حضرت سعدؓ بن
عبادہ نے پیش کیا تھا اور دو یا تین سانڈنیاں تھیں ایک قصوی دوسری عضباء
تیسری جدعاء اور بعض نے یہ دونوں نام ایک کے کہے ہیں اور پینتالیس اونٹنیاں

ف زاد المعاد میں مراد اِس سے سبز دھاری کا لیا ہے ۱۲ منہ

دودھ کی تھیلین اور سو بکریان تھین اس سے زائد نہونے دیتے جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ایک بکری ذبح کر دیتے ہذا کلہ من زاد المعاد تنبیہ اس فصل مین جو کچھ ذکر کیا گیا بعض امور مین استمرار تھا بعض خاص حالات و خاص ازمنہ کے اعتبار سے ہین اور زیادہ تفصیل کتب احادیث مین ہے **من الریاض**۔

قضیؐ ولم یک لو ما مدرکا شبعا
من الشعیر وکانت فرشہ الحصر
ھذا وقد ملک الدنیا باجمعھا
فردہ الزھد عنھا وھو مقتدر
فالثوب یرقعہ والشاۃ یحلبھا
وما رأی لأخ الاعدام یحتقر
والبیت یکنسہ والنعل یخصفھا
وان دعی اسعف الداعی فلا یذر
کان البراق لہ والخیل یرکبھا
والابل ایضا کذاک البغل والحمر
یارب صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک من زانت بہ العصر

لہ آپ نے اپنی عمر پوری فرما دی اور ایک وز بھی جَو سے شکم سیری کی نوبت نہین آئی اور آپ کا فرش بوریا تھا ۵۲ یہ حالت اسپر تھی کہ تمام دنیا کے مالک تھے لیکن زہد نے آپ کو دنیا سے باز رکھا با وجود اسکے کہ آپ مقدور رکھتے تھے ۵۳ سو کپڑے کو خود پیوند لگا لیتے اور بکری کو خود دودھ لیتے اور کسی نادار کی تحقیر کرتے ہوئے نہین دیکھے گئے ۵۴ اور گھر مین جھاڑو دے لیتے اور نعل کو خود گانٹھ لیتے اور اگر آپ کی دعوت کیجاتی تو داعی کی آرزو پوری فرماتے اور اعراض نہ فرماتے ۵۵ آپ کے لیے براق بھی تھا اور گھوڑے بھی تھے جنپر آپ سوار ہوتے تھے اور اونٹ پر بھی اسی طرح خچر اور دراز گوش پر بھی ۱۲ منہ

فصل چھبیسوین آپ کے اہل و عیال و حشم و خدم مین ازواج مطہرات سب سے اول حضرت خدیجہؓ سے نکاح کیا اسوقت آپ کی عمر پچیس برس کی اور انکی چالیس برس کی تھی اور بجز حضرت ابراہیمؓ کے کہ وہ ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے ہین باقی تمام اولاد

۵ یہ اشعار فصل ۱۵ کے ختم پر آچکے ہین مگر چونکہ مجکو اس فصل ۲۵ کے مناسب اشعار میسر نہ ہوئے اور بوجہ التزام کے خالی رہنا مناسب معلوم ہوا اسلیے ان اشعار کو باوجود تھوڑی سی مناسبت ورمکر رہونے کے غنیمت سمجھکر درج کر دیا اگر کسی کو دوسرے مناسب اشعار ملجاوین انکے الحاق کی اجازت بلکہ درخواست معروض ہے ۵ یہ تمام فصل بھی زاد المعاد سے لکھی ہے ۱۲

آپ کی ان ہی سے ہیں۔ اور ہجرت سے تین سال قبل ان کی وفات ہو گئی پھر انکی وفات کے تھوڑے دنوں بعد حضرت سودہؓ بنت زمعہ قرشیہ سے نکاح کیا پھر تھوڑی ہی مدت بعد حضرت عائشہؓ سے نکاح کیا اُسوقت انکی عمر چھ سال کی تھی اور ہجرت کے پہلے سال میں جبکہ انکی عمر نو سال کی تھی رخصت ہو کر آئیں اور آپ کی بیبیوں میں کنواری صرف ایک یہی تھیں پھر حفصہؓ بنت عمرؓ سے نکاح کیا پھر زینبؓ بنت خزیمہ قلیسیہؓ سے نکاح کیا اور دو مہینہ بعد وفات کر گئیں پھر حضرت ام سلمہؓ سے نکاح کیا اور انکی وفات آپ کی سب بیبیوں کے بعد ہوئی پھر حضرت زینبؓ بنت جحش سے نکاح ہوا یہ آپ کی پھوپی زاد بہن ہیں اور بعد وفات نبوی سب بیبیوں سے پہلے انکی وفات ہوئی اور غزوہ بنی مصطلق کے زمانہ میں حضرت جویریہؓ سے نکاح ہوا یہ اس غزوہ میں قید ہو کر آئی تھیں آزاد کیے جانیکے بعد انسے نکاح کیا پھر حضرت ام حبیبہؓ سے جبکہ وہ حبشہ میں ہجرت کر کے گئی ہوئی تھیں بواسطۂ وکیل سنہ چار ہجری میں نکاح ہوا اور نجاشی شاہ حبشہ نے چار سو دینار اُنکو آپکی طرف سے مہر دیا (یہ ایک ہزار روپیہ سے کچھ زیادہ ہوتا ہے) اور غزوۂ خیبر کے زمانہ میں حضرت صفیہؓ سے نکاح ہوا یہ اس غزوہ میں قید ہو کر آئی تھیں آزاد کرنیکے بعد انسے نکاح ہوا پھر حضرت میمونہؓ سے عمرۃ القضا کے زمانہ میں نکاح ہوا یہ گیارہ ہیں جنمیں سے دو سامنے وفات پا گئیں اور نو آپ کی وفات کے وقت زندہ تھیں اور بعض منکوحات و مخطوبات کا اور بھی ذکر آیا ہے مگر انمیں اقوال متفق نہیں ہیں سراری یعنی وہ کنیزیں جو ہمبستری کے لیے ہوں حضرت ماریہؓ انسے حضرت ابراہیمؑ پیدا ہوئے تھے حضرت ریحانہ حضرت جمیلہ ایک اور جو حضرت زینبؓ نے ہبہ کر دی تھی اولاد اوّل صاحبزادہ

قاسم آپ کی کنیت ابو القاسم ان ہی سے ہے بچپن میں انتقال کر گئے پھر حضرت رقیہؓ و حضرت ام کلثومؓ و حضرت فاطمہؓ پیدا ہوئیں ان تینوں میں اختلاف ہے کہ بڑی کونسی ہیں پھر عبد اللہؓ پیدا ہوئے طیب و طاہر ان ہی کے لقب ہیں یہ بقول صحیح بعدِ نبوت پیدا ہوئے انکا بھی بچپن میں انتقال ہو گیا یہ سب حضرت خدیجہؓ سے ہیں پھر سنہ آٹھ ہجری میں حضرت ابراہیمؑ ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے پیدا ہوئے اور شیر خوارگی میں انتقال کر گئے صرف حضرت فاطمہؓ آپ کی وفات کے وقت زندہ تھیں چھ ماہ بعد وفات کر گئی تھیں اعمام حضرت حمزہؓ حضرت عباسؓ ابو طالب ابو لہب زبیر عبد الکعبہ حارث مقوم بعض نے یہ دونوں نام ایک ہی کے بتلائے ہیں ضرار قثم مغیرہ عیداق بعض نے ان دونوں کو ایک کہا ہے پس یہ بارہ ہوئے یا دس اسلام صرف دو لائے حضرت حمزہؓ حضرت عباسؓ بعض نے اور بھی اعمام لکھے ہیں عمات حضرت صفیہ یہ اسلام لائیں عاتکہ اروی ان دونوں کے اسلام میں اختلاف ہے برہ امیمہ ام حکیم موالی یعنی غلام و کنیز حضرت زیدؓ بن حارثہ اسلم ابو رافع ثوبان ابو کبشہ سلیم شقران رباح یسار مدعم کرکرہ انجشہ سفینہ انیسہ افلح عبیدہ طہمان کیسان ذکوان مہران مروان بعض نے یہ پانچوں ایک ہی کے نام علی اختلاف الاقوال بتلائے ہیں حنین سندر فضالہ مابور واقد ابو واقد قسام ابو عسیب ابو مویہبہ یہ سب غلاموں کے نام ہیں اور کنیزیں تھیں سلمیٰ ام رافع میمونہ بنت سعد خضرہ رضوی ریشحہ ام ضمیرہ میمونہ بنت ابی عسیب ماریہ ریحانہ خدام یعنی گھر کے یا خاص خاص کاروبار کرنے والے حضرت انسؓ اکثر کام انکے متعلق تھے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نعل و مسواک کی خدمت انکے سپرد تھی حضرت عقبہ بن عامر

جہنی سفر میں خچر کے ساتھ رہتے اسلع بن شریک یہ ناقہ کے ساتھ رہتے حضرت بلالؓ مؤذن آمد و خرچ انکی تحویل میں ہوتا سعد حضرت ابوذر غفاری ایمن بن عبید ان کے متعلق وضو و استنجا کی خدمت تھی اور انکی والدہ ام ایمن معیقیب انکے پاس انگشتری رہتی۔ **مؤذنین** کل چار تھے دو مدینہ میں حضرت بلال اور حضرت ابن ام مکتوم اور ایک قبا میں حضرت سعد القرظ ایک مکہ میں حضرت ابو محذورہ **حارسین** یعنی جو پہرہ چوکی دیتے تھے حضرت سعد بن معاذ یوم بدر میں اور حضرت محمد بن مسلمہ یوم احد میں اور حضرت زبیر بن عوام یوم خندق میں اور عباد بن بشر نے بھی بعض اوقات یہ کام کیا مگر جب آیۃ واللہ یعصمک من الناس نازل ہوئی آپ نے پہرہ موقوف کیا **کاتبین** یعنی آپ کے منشی حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت زبیرؓ حضرت عامر بن فہیرہؓ حضرت عمرو بن العاصؓ حضرت ابی بن کعبؓ حضرت عبداللہؓ بن ارقم حضرت ثابتؓ بن قیس بن شماس حضرت حنظلہ بنؓ ربیع اسدی حضرت مغیرہؓ ابن شعبہ حضرت عبداللہ بنؓ رواحہ حضرت خالد بنؓ ابو لید حضرت خالد بن سعید بن العاصؓ حضرت معاویہ بنؓ ابی سفیان حضرت زید بن ثابتؓ اور یہ اکثر اس کام کو کرتے تھے **ضارب اعناق** یعنی جو لوگ آپ کی پیشی میں واجب القتل مجرموں کی گردن مارتے تھے حضرت علیؓ حضرت زبیر بنؓ عوام حضرت مقداد بنؓ عمرو حضرت محمد بن مسلمہ حضرت عاصمؓ بن ثابت ضحاک بنؓ سفیان **شعراء و خطباء** یعنی اسلام کی حمایت میں نظم کہنے والے اور تقریر کرنے والے حضرت کعب بن مالک حضرت عبداللہ بن رواحہ حضرت حسان بن ثابت یہ سب شاعر تھے اور مقرر حضرت ثابت قیس بن شماس تھے من المواہب۔

تُوُفِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَنْ تِسْعِ نِسْوَۃٍ اِلَیْھِنَّ تُعْزٰی الْمَکْرُمَاتُ وَتُنْسَبُ فَعَائِشَۃُ مَیْمُوْنَۃٌ وَصَفِیَّۃٌ وَحَفْصَۃُ تَتْلُوْھُنَّ ھِنْدٌ وَزَیْنَبُ جُوَیْرِیَّۃٌ مَعَ رَمْلَۃٍ ثُمَّ سَوْدَۃٌ ثَلَاثٌ وَّسِتٌّ ذِکْرُھُنَّ مُھَذَّبُ فَصَلَّی عَلَیْہِ اللّٰہُ مَا دَامَ شَارِقٌ مِنَ الشَّرْقِ یَشْرُقُ ثُمَّ فِی الْغَرْبِ یَغْرُبُ	لہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نو بیبیان چھوڑ کر وفات فرمائی کہ اُنکی طرف امور شریفہ منسوب کیے جاتے ہین ۲ے وہ عائشہ ہین اور میمونہ ہین اور صفیہ ہین اور حفصہ ہین اُنکے بعد ہند اور زینب ہین ۳ے اور جویریہ ہین اور رملہ ہین پھر سودہ ہین یہ کل نو ہوئین کہ اُنکا ذکر منقح ہے ۴ے سو اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت بھیجے جب تک آفتاب مشرق سے نکلے اور مغرب مین غروب ہو ۱۲ منہ

فصل ستائیسوین وفات شریف سے آپ پر اور آپ کی امت پر نعمت رحمت الٰہیہ کے تام اور کامل ہونے مین ہر چند یہ واقعہ طبعاً و فطرۃً ایسا جان فرسا و ہوش ربا ہے کہ اسکی نظیر دوسرا واقعہ ہوا اور نہ ہوگا مگر آپ کی شان رحمۃٌ للعالمین ہونے کی ایسی مطلق ہے کہ اس واقعہ مین بھی اُسکا ظہور بدرجۂ اتم ہوا یعنی یہ وفات بھی امت کے لیے مظہر رحمت الٰہیہ ہوئی اور جب آپ سبب رحمت ہین تو خود کس درجہ مورد رحمت ہونگے تو یہ وفات خود آپ کے لیے بھی نعمت عظمیٰ ہوئی چنانچہ شرعاً ونصاً روایات ذیل سے یہ دونون دعوے ثابت ہین اس لیے عقلاً بھی یہ دلائل فضائل سے ہوئی چنانچہ اسی حیثیت سے یہان اسکا مختصراً بیان کیا جاتا ہے ورنہ خوشی مین غم کا کیا ذکر **پہلی روایت** طبرانی نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا کہ جب سورۂ اذا جاء نصر اللہ نازل کی گئی تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

ے ہذا للمؤلف منہ عسہ اس فصل کی روایات اکثر مواہب سے اور بعض صحاح سے لی ہین ۱۲ منہ

جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ مجکو میری موت کی خبر (اشارۃً) سُنائی گئی ہے تو جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا وللاٰخرۃُ خیرٌ لک من الاُولیٰ یعنی آخرت آپکے لیے دنیا سے زیادہ بہتر (اور نافع) ہے **ف** اسمین تصریح ہے کہ ملاء اعلیٰ کا سفر آپ کے لیے زیادہ نافع ہے کہ اُسمین قرب بلا حجاب ہے حق تعالیٰ کا اور سرور اتم ہے اپنے مقام کی نعمتون کے مشاہدہ کا **دوسری روایت** بخاریؔ و مسلمؔ نے حضرت ابو سعیدؓ خدری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مرض وفات مین) منبر پر بیٹھے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بندہ کو دنیا کی زیب و زینت اور اپنے پاس کی چیزون کے درمیان مین اختیار دیا اور اُس بندہ نے خدائے تعالیٰ کے پاس کی چیزون کو ترجیح دی تو حضرت ابو بکرؓ رونے لگے تو (ہم لوگونکی سمجھ مین بعد مین آیا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد تھے اُس بندہ سے جسکو اختیار دیا گیا جسکو ابو بکرؓ سمجھ گئے **ف** اِس سے بھی نصًّا ثابت ہوا کہ آپ نے آخرت کے سفر کو پسند کیا اور ظاہر ہے کہ آپ کی پسند کافی دلیل ہے خیریت آخرت کی **تیسری روایت** شیخین نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کو مرض مین اختیار دیا جاتا ہے کہ دنیا مین رہین یا آخرت مین اور آپ کو مرض وفات مین کھانسی اُٹھتی تھی اور یون فرماتے تھے مع الذین انعمت علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین یعنی اُن لوگون کے ساتھ (رہنا چاہتا ہون) جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے کہ وہ نبی ہین اور صدیق ہین اور شہید ہین اور صلح ہین بس مجکو یقین ہوگیا کہ آپ کو اختیار دیا گیا ہے (جسپر آپنے آخرت کو اختیار فرمایا) یہ بھی دعوی مقصود مین نص ہے **چوتھی روایت** شیخین نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ آپ صحت مین فرمایا کرتے تھے کہ جس نبی کی

وفات ہوتی ہے اُسکا مقام جنت مین رہنے کا دکھلا کر اختیار دیدیا جاتا ہے جب آپ پر مرض کی شدت ہوئی تو اوپر نگاہ اُٹھا کر فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی یعنی اے اللہ عالمِ بالا کے رفقا کو اختیار کرتا ہون اور صحیح ابن حبان مین رفیق اعلی کے بعد یہ زیادت بھی مرفوعاً وارد ہے مع جبرئیل ومیکائیل واسرافیل **ف** یہ بھی شل احادیث بالا کے مقصود مین صریح ہے **پانچوین روایت** عبدالرزاق نے طاؤسؒ سے مرسلاً نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجکو دو اختیار دیے گئے ایک یہ کہ دنیا مین اتنا رہون کہ اپنی امت کے فتوحات کو دیکھون دوسرے یہ کہ (آخرت کو چلنے مین) تعجیل کرون مین نے تعجیل ہی کو اختیار کیا **ف** جو اوپر ہے وہ بیان بھی ہے بلکہ اُس سے بھی زیادہ صریح ہے کہ وہان تو تخییر صحابہؓ نے سمجھی تھی یہان خود آپ ہی کے ارشاد سے منقول ہے **چھٹی روایت** بیہقی کی ایک طویل حدیث مین ہے کہ حضرت ملک الموتؑ نے عرض کیا کہ حق تعالی نے مجکو بھیجا ہے اگر آپ فرمائین تو روح قبض کرون اور اگر آپ فرمائین تو چھوڑ دون مجکو حکم ہے کہ آپکے حکم کی اطاعت کرون آپنے جبرئیل علیہ السلام کی طرف دیکھا جبرئیل علیہ السلام نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالی آپکی لقا کا مشتاق ہے آپ نے ملک الموت کو قبض روح کی اجازت دی بیہقی نے ان اللہ قد اشتاق الی لقائک کی تفسیر مین کہا ہے معناہ قد اراد لقائک بان یردک من دنیاک الی معادک زیادۃ فی قربک وکرامتک **ف** اس سے بھی آخرت کے سفر کا راجح ہونا ظاہر ہے کہ وہ مرتبہ اشتیاق حق تعالی پر بالمعنے اللائق بہ تعالے کما ذکرہ البیہقی بس جسطرح آپنے سفر آخرت کو پسند فرمایا حق تعالی نے بھی آپ کے لیے اُسی کو پسند فرمایا (کلہ من المواہب والمشکوٰۃ) **ساتوین روایت** مسلم مین

حضرت انس رضی سے ایک طویل حدیث میں جسمین ام ایمنؓ آپ کو یاد کر کے رونے لگیں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول مروی ہے کہ تم کیون روتی ہو کیا تمکو معلوم نہین کہ خدا کے تعالیٰ کے پاس کی نعمتین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے (یہان سے) بہتر ہین اور انھون نے بھی تصدیق کی پھر رونے کی یہ وجہ بتلائی کہ وحی آسمان سے منقطع ہو گئی سو وہ دونون حضرات بھی رونے لگے **ف** اس حدیث سے بھی تین صحابیون کا اتفاق مدعا ئے مقام پر ثابت ہوا **آٹھوین روایت** امام مسلم نے ابوموسیٰؓ سے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے بندون میں سے کسی امت پر رحمت کرنے کا ارادہ فرماتے ہین تو اس امت کے پیغمبر کو امت سے پہلے وفات دیدیتے ہین اور اس پیغمبر کو اس امت کے لیے بطور میر سامان اور سلف کے آگے بھیجدیتے ہین اور جب کسی امت کی ہلاکت کا ارادہ کرتے ہین تو پیغمبر کے زندہ رہتے ہوئے اسکو سزا دیتے ہین اور اسکو ہلاک کردیتے ہین اور وہ پیغمبر دیکھتا ہوتا ہے سو اسکے ہلاک ہونے سے اس پیغمبر کی آنکھین ٹھنڈی کرتے ہین چونکہ ان لوگون نے اس پیغمبر کی تکذیب اور نافرمانی کی تھی **ف** اس حدیث سے آپ کے سفر آخرت کا امت کے حق مین علامت رحمت ہونا معلوم ہوا جیسے پہلی روایات مین خود آپ کے حق مین اتم نعمت ہونا ثابت ہوا تھا **نوین روایت** حضرت ابن عباسؓ سے اس حدیث مین جسمین آپ ان لوگون کا ثواب بیان فرما رہے تھے جنکی اولاد بچپن مین مرجاتی ہے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی نے پوچھا کہ جسکا کوئی بچہ آگے نہ گیا ہو آپنے فرمایا اپنی امت کے لیے مین آگے جاتا ہون کیونکہ میری (وفات کی) برابر ان پر کوئی مصیبت ہی نہ ہوگی

عـــہ فی باب قبل باب اثبات حوض نبینا صلے اللہ علیہ وسلم ۱۲ منہ

روایت کیا اسکو ترمذی نے ف اس حدیث سے بھی آپ کی وفات کی ایک حکمت امت کے لیے معلوم ہوئی کہ اُسپر صبر کرنے سے ثواب عظیم کے مستحق ہوے دسوین روایت ابن ماجہ مین ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جسپر کوئی مصیبت پڑے وہ میری (وفات کے واقعہ) مصیبت کو یاد کر کے تسلی حاصل کرلے ف اسمین ثواب کے علاوہ ایک اور حکمت تسلی کی معلوم ہوئی گیارھوین روایت قیسؓ بن سعد سے روایت ہے کہ مَین مقام حیرہ مین ایک رئیس کے سامنے رعایا کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھکر آیا اور حضور مین عرض کیا کہ آپ کے سامنے تو سجدہ کرنا اور زیادہ زیبا ہے آپ نے فرمایا اچھا اگر تم میری قبر پر گذرو تو کیا اُسکو بھی سجدہ کرو مین نے عرض کیا نہین آپ نے فرمایا تو بس ایسا مت کرو روایت کیا اسکو ابوداؤد نے ف مطلب آپ کے سوال کا یہ ظاہر فرمانا تھا کہ تمھارے اقرار سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مسجودیت کے لیے حیات شرط ہے اور ظاہر ہے کہ حیّ حقیقی حق تعالیٰ کے سوا کوئی نہین تو بس سجدہ اُسی کو زیبا ہے اس حدیث سے بھی ایک حکمت وفات کی مستنبط ہوئی کہ اگر آپ ہمیشہ ظاہر مین زندہ رہتے تو عجب نہین ہزارون نادانون کو شبہہ الوہیت کا آپ پر ہوجاتا سو وفات سے حیات خاص کا زوال اور اُس سے عدم الوہیت پر استدلال ظاہر ہوگیا اور امت کے لیے یہ بڑی رحمت ہے بارھوین روایت حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مین نے اللہ تعالیٰ سے اپنی وفات کے بعد اپنے اصحاب کے اختلاف کے متعلق پوچھا ارشاد ہوا کہ اے محمدؐ آپ کے اصحاب میرے نزدیک بمنزلہ ستارون کے ہین کہ کوئی کسی سے زیادہ قوی ہوتا ہے مگر نور سب مین ہے سو جو شخص اُنکے اختلاف کی جس شق کو لے لیگا وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے

روایت کیا اسکو رزینؒ نے ف یہ اختلاف فروع اجتہادیہ مین وجوہ دلالت
نصوص کے اختلاف سے ہے جسمین ہر شخص کا قصد اتباع دلیل شرعی کا ہے سو یہ
رحمت ہے کہ اسمین امت کو سہولت ہے اور ظاہر ہے کہ یہ اختلاف موقوف ہے
اجتہاد پر اور اگر حضور تشریف رکھتے ہوتے تو ہر واقعہ مین نص حاصل ہو سکتی تھی
اجتہاد کا باب کیسے واسع ہوتا تو یہ سہولت مختصہ بوجود اجتہاد کہ رحمت حق بحدیث
مذکور ہے کیسے ظاہر ہوتی پس اول کی سات روایتون سے خود حضور صلے اللہ علیہ
وسلم کے حق مین آپ کی توجہ ملاء اعلیٰ کی نعمت ہونے کی وجہ اور اخیر کی پانچ روایتون
سے امت کے حق مین اُسکی رحمت ہونے کی وجوہ ثابت ہوتی ہین لیکن اِسکے یہ معنی نہین
کہ یہ واقعہ کسی حیثیت سے بھی مصیبت نہین ہے اوّل تو خود روایات بالا مین بعض
حکمتین خود مصیبت ہونے پر ہی متفرع ہین دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم جو بعد انبیا
علیہم السلام کے اکمل البشر ہین علماً بھی عملاً بھی قالاً بھی انسے اضطراب کے اقوال و افعال صادر
نہ ہوتے اور وہ تو بشر تھے ملائکہ تک سے تاسف اور بکا ثابت ہے چنانچہ بیہقی کی
روایت مین ہے کہ آپ کے اخیر وقت مین جبرئیل علیہ السلام نے کہا ھذا اٰخر
موطئی من الارض یعنی یہ میرا آخری آنا ہے زمین پر یعنی وحی لیکر اِسکے سیاق سے تاسف
ظاہر ہے اور ابو نعیم نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے کہ جب روح قبض ہوئی تو
ملک الموتؑ روتے ہوئے آسمان کو چڑھے اور مین نے آسمان سے آواز سُنی وامحمداہ
اِس سے بکاء عزرائیلؑ کا ثابت ہوا اور ابن ابی الدنیا نے حضرت انسؓ سے آپکی وفات کے
بعد حضرت خضر علیہ السلام کا تعزیت کے لیے اصحاب کے پاس آنا اور اُن کا رونا
روایت کیا ہے اگر خضر علیہ السلام پیغمبر ہون اور اہل حق کے نزدیک پیغمبر ملائکہ سے

افضل ہوتے ہیں تو انکا رونا ملائکہ کے رونے سے بھی زیادہ عجیب ہے اور دلیل ہے اِسکے مصیبت ہونے کی تیسری روایات میں مصیبت ہونے کی وجود کی تصریح بھی ہے چنانچہ مرفوع حدیث میں مسلم نے ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے اصحاب کے لیے سبب امن ہوں جب میں چلا جاؤں گا تو موعودہ بلائیں (فتن وحروب) اُن پر آوینگی اور میرے اصحاب میری امت کے لیے سبب امن ہیں جب میرے اصحاب چلے جاوینگے تو موعودہ بلائیں (بدعات وشرور) امت پر آوینگی اور موقوف حدیث میں اوپر ساتویں روایت میں حضرت ام ایمنؓ کا قول کہ آسمان سے وحی منقطع ہوگئی جس نے حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کو بھی رولا دیا آچکا ہے یہ تینوں امر اُسکے مصیبت ہونے پر صریح دلیل ہیں اور ایک واقعہ کا مختلف حیثیتوں میں مختلف وصف سے موصوف ہونا کوئی امر غریب نہیں ہے اس تحقیق کے بعد مختصراً واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔

آپکا ابتدائے مرض حضرت میمونہؓ کے گھر ہوا اور بعض کے نزدیک حضرت زینبؓ بنت جحش کے گھر اور بعض کے نزدیک ریحانہؓ کے گھر (یہ آپ کی کنیزک تھیں) اور پیر کے دن ابتدا ہوئی اور بعض کے نزدیک ہفتہ کے دن اور بعض کے نزدیک بُدھ کے دن اور کل مدت مرض بعض نے تیرہ دن کہے ہیں بعض نے چودہ بعض نے بارہ بعض نے دس میرے نزدیک اس اختلاف میں تطبیق یہ ہے کہ مرض کی بالکل ابتدا کو بعض لوگ خفیف سمجھکر شمار نہیں کرتے بعض لوگ شمار کرتے ہیں اب سب اقوال جمع ہوجاویں گے اور مرض درد سر سے شروع ہوا اور اُسمیں بخار بڑھ گیا اور آپ کو جو خیبر میں یہودیوں نے گوشت میں زہر دیا تھا

اور آپ نے تھوڑا سا تناول فرمانے کے بعد جب انکشاف ہوا چھوڑ دیا تھا آپ نے
اس مرض میں یہ بھی فرمایا کہ اُس زہر کا اثر ہمیشہ ہوتا رہا مگر اب اُس نے اپنا پورا
کام کر دیا ہے تو اِس معنی کر حضورؐ کو زہر سے شہادت ہوئی چنانچہ ابن مسعودؓ اور بھی
بعض سلف اِسکے قائل تھے اور بعض ضعیف روایات میں آپ کا مرض ذات الجنب
آیا ہے اور بعض روایات میں خود آپ کے ارشاد سے اسکی نفی آتی ہے بعض علما نے
وجہ جمع میں یہ کہا ہے کہ ذات الجنب کا اطلاق دو مرضوں پر آتا ہے ایک جو
ورم حار سی ہو دوسرا جو اضلاع کے درمیان ریح کے احتباس سے ہو اول کی نفی ہے
دوسرے کا اثبات چنانچہ ابن سعد کی روایت میں تصریح ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کو خاصرہ یعنی درد کوکھ کا دورہ ہوتا تھا اسمین شدت ہو گئی جب مرض میں شدت
ہوئی حضرت ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا اور انھوں نے سترہ نمازیں پڑھائیں
اور درمیان میں ایک وقت نہایت تکلف سے آپ نے بھی بیٹھکر نماز پڑھائی اور ایک
روز صحابہؓ کے رنج و غم کو سنکر باہر مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر بیٹھکر بہت سے وصایا
ونصائح ارشاد فرمائیں اور واحدی نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ آپنے
قریب زمانہ وفات کے ہم لوگوں کو حضرت عائشہؓ کے گھر میں جمع کیا اور قرب سفر کی
خبر سنائی ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو غسل کون دیگا فرمایا میرے گھر والے
ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو کفن کس کپڑے میں دیں فرمایا میرے اِن ہی کپڑوں میں
(آپکا لباس ردا و ازار و قمیص ہوتا تھا) اور اگر چاہو مصر کے سفید کپڑوں میں یا یمانی
چادر جوڑہ میں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر نماز کون پڑھیگا فرمایا جب غسل و
کفن سے فارغ ہو تو میرا جنازہ قبر کے قریب رکھکر ہٹ جانا اول ملائکہ نماز پڑھیں گے

پھر تم گروہ گروہ آتے جانا اور نماز پڑھتے جانا اور اول اہل بیت کے مرد پڑھین پھر اُنکی عورتین پھر تم اور لوگ ہم نے عرض کیا کہ قبر مین کون اُتاریگا آپنے فرمایا میرے اہل بیت اور اُنکے ساتھ ملائکہ ہون گے طبرانی نے بھی اسکو روایت کیا اور بہت ہی ضعیف روایت ہے اور ایک روز جبکہ مسجد مین حضرت ابوبکرؓ صحابہؓ کو نماز پڑھا رہے تھے آپ نے دولت خانہ کا پردہ اُٹھایا اور صحابہ کو دیکھکر تبسّم فرمایا لوگ سمجھے کہ آپ تشریف لاوینگے اُسوقت صحابہؓ کی بیتابی کا عجب حال تھا قریب تھا کہ نماز مین کچھ پریشانی ہو جاوے اور حضرت ابوبکرؓ نے پیچھے ہٹنا چاہا آپ نے دست مبارک سے اشارہ فرمایا کہ نماز پوری کرو اور پردہ چھوڑکر دولت خانہ مین تشریف لیگئے

بس یہ تھی اخیر زیارت آپ کی حیات مین اور کچھ واقعات قرب وفات کے روایات بالا کے ضمن مین مذکور ہوئے ہین اور وفات آپ کی شروع ربیع الاول سنہ دس ہجرت روز دوشنبہ کو قبل زوال یا بعد زوال آفتاب ہوئی اور بوجہ غلبۂ حیرت و وحشت کہ بعضون کو وفات ہی کا یقین نہ ہوا بعضے ہوش مین نہ رہے بعضے احکام متعلق خاص آپکے غسل و کفن و صلوٰۃ و دفن کے مخفی رہے کیونکہ اور اموات پر تو آپ کو قیاس اسلیے نہین کیا کہ احتمال غالب خصوصیت کا تھا چنانچہ کچھ خصوصیتین واقع مین بھی ثابت ہوئین اور نص اسلیے مشہور نہ تھی کہ صحابہ نے عام سوالات کی طرح اسکو تحقیق نہین کیا اور دل بھی کیسے گوارا کرتا کہ اسکا نام بھی زبان پر لاوین گو مستقل مزاج مخصوصین و مقربین صحابہ نے ان احکام کا علم بھی حاصل کر رکھا تھا

ؐ اور تاریخ کی تحقیق نہین ہوئی اور بارھوین جو مشہور ہے وہ حساب درست نہین ہوتا کیونکہ اُس سال ذی الحجہ کی نوین جمعہ کی تھی اور یوم وفات دوشنبہ ثابت ہے بس جمعہ کو نوین ذی الحجہ ہو کر بارھوین ربیع الاول دوشنبہ کو کسی طرح نہین ہو سکتی ۱۲ منہ

اور بعض کے متعلق عین وقت پر الہام ہوا چنانچہ آگے آتا ہے مگر تاہم عام طور پر تو ان معلومات کا ذخیرہ مجمع کے پاس نہ تھا پھر اسلام کی آیندہ حفاظت کے انتظام کی جُدا فکر تھی اور واقع مین یہ فکر سب سے مہم تھی اور وہ موقوف تھا کسی ایک شخص کو حاکم بناکر اُسپر مجتمع و متفق ہوجانے پر کچھ دیر اسمین لگی پھر نماز آپ کی لوگون نے متفرق طور پر پڑھی کیونکہ اسمین جماعت نہوئی تھی جیسا آگے آتا ہے اور اسمین دیر لگنا ظاہر ہے اور جسد مبارک کے تغیر کا احتمال نہ تھا اِسلیے یہی چاہا کہ سب اس شرف نماز سے شرفیاب ہوجاوین اِن مجموعی اسباب کو لازم تھا دفن مین توقف ہونا چنانچہ وہ دن پیر کا اور اگلا دن منگل کا گذر کر شب چہارشنبہ کو دفن کیے گئے اور ایک دوسری روایت مین ہے کہ یوم منگل مین دفن ہوے اور ایک تیسری روایت مین ہے کہ یوم بدھ مین دفن ہوئے مگر یہ دونون روایتین بھی پہلی روایت پر محمول ہین اسطرح سے کہ عربی حساب مین رات شروع ہوجانے سے تاریخ بدل جاتی ہے پس اس بنا پر منگل گذرنے کے بعد کی شب کو یوم بدھ کہدیا اور بعض اہل عرف شروع رات کو تابع تاریخ گذشتہ کے سمجھا کرتے ہین پس اس بنا پر شب کو بھی یوم منگل کہدیا اور سچ تو یہ ہے کہ یہ واقعہ جیسا ہوش ربا تھا اُسپر نظر کرتے ہوئے تو آپ بہت ہی جلد دفن ہوئے ورنہ مہینون کا بھی توقف عجیب نہ تھا اور صحابہ کا ایسی حالت مین یہ استقلال یہ بھی حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی فیض صحبت و تربیت تھا اور خشک مزاج خالی دماغ معترض کو اس کا کیا ذوق ہوسکتا ہے ؎

اے ترا خارے بپا نشکستہ کے دانی کہ چیست	حال شیرانے کہ شمشیر بلا برسر خورند

اور بیہقی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کو غسل دینا چاہا تو تجرید

کہ آپ کے کپڑے مثل اموات کے اُتارلیے جاوین یا مع کپڑون کے غسل دین جب اسمین اختلاف ہوا اللہ تعالیٰ نے اُنپر نیند کو مسلط کیا اور گھر کے گوشہ سے ایک کلام کرنے والے نے کلام کیا اور یہ نہ جانتے تھے کہ یہ کون ہے کہ مع کپڑون کے غسل دو پس قمیص کے اوپر پانی ڈالتے تھے اور قمیص سمیت ملتے تھے اور ابن سعد کی روایت مین ہے کہ اُسوقت ایک تیز خوشبو دار ہوا اُٹھی اھ پھر آپ کا کُرتہ نچوڑ دیا گیا اور آپ کے کفن مین بہت سے اقوال ہین ترمذی نے حضرت عائشہؓ کی اس حدیث کو سب سے اصح کہا ہے کہ آپ کو تین سفید یمانی کپڑون مین کفن دیا گیا جنمین قمیص اور عمامہ نہ تھا کسی نے لوگون کا قول نقل کیا کہ دو سفید کپڑے اور ایک مخطط اُنھون نے کہا کہ مخطط کپڑا لایا تو گیا تھا مگر واپس کردیا گیا اور اُسمین آپ کو کفن نہین دیا اور شیخین کی یہ بھی روایت ہے کہ وہ تینون کپڑے سوت کے تھے (اور حنفیہ نے قمیص کو اس لیے مسنون کہا ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک میّت کو قمیص دیا روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے) اور حضرت عائشہؓ کی حدیث سے جسمین نفی قمیص کی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس قمیص مین حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا تھا وہ نکال لیا گیا تھا نووی نے اسی کو صواب کہا اور عقلی وجہ سے بھی اسکو ترجیح دی ہے کہ اگر وہ رہتا تو تمام اوپر کا کفن تر ہوکر خراب ہوجاتا اور ابو داؤد کی روایت کو جسمین دو کپڑے اور وہ قمیص جسمین آپ کی وفات ہوئی مروی ہین یزید بن زیاد کی وجہ سے ضعیف کہا ہے اور ابن ماجہ مین حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب آپ کا جنازہ تیار کرکے گھر مین گیا تو اول مردون نے گروہ گروہ ہوکر نماز پڑھی پھر عورتین آئین پھر بچے آئے اور اس نماز مین کوئی امام نہین ہوا پھر دفن مین کلام ہوا تو حضرت ابوبکرؓ نے

فرمایا کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیا کی روح اُسی جگہ قبض کرتے ہین جہان وہ انبیا دفن ہونا پسند کرتے ہین آپ کو اُس جگہ دفن کرو جہان آپ کا بستر تھا روایت کیا اسکو ترمذی نے (اس سے یہ لازم نہین آتا کہ ہر نبی کا مدفن اُنکا محل وفات ہی ہو بلکہ صرف محل وفات مین دفن کا محبوب ہونا ثابت ہوتا ہے اور لوگ اپنے ارادہ سے یا کسی عارض کی وجہ سے دوسری جگہ دفن کردین تو اور بات ہے) اور حضرت ابو طلحہؓ نے آپ کی لحد کھودی اور قبر شریف مین چار حضرات نے اُتارا حضرت علیؓ حضرت عباسؓ اور دو صاحبزادے حضرت عباسؓ کے قثمؓ اور فضلؓ اور آپکی لحد پر نو اینٹین کچی کھڑی کی گئین و شقرانؓ نے کہ آپ کے آزاد کیے ہوئے غلام تھے اپنی راے سے ایک کھیس نجران کا بنا ہوا جسکو آپ اوڑھا کرتے تھے قبر شریف مین بچھا دیا تھا مگر ابن عبد البر نے نقل کیا ہے کہ پھر وہ نکال لیا گیا اور حضرت بلالؓ نے ایک مشک پانی کی قبر شریف پر چھڑک دی سرھانے کی طرف سے شروع کیا اور بخاری مین سفیان تمار سے روایت ہے کہ اُنھون نے آپ کی قبر شریف کوہان کے شکل کی دیکھی اور دارمی نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ مین نے آپ کی تشریف آوری مدینہ کے دن سے زیادہ کوئی دن احسن اور روشن تر اور یوم وفات سے زیادہ اقبح اور تاریک تر نہین دیکھا ترمذی نے اُنسے روایت کیا ہے کہ جس روز حضورؐ مدینہ مین تشریف لائے ہین اُسکی ہر چیز روشن ہوگئی اور جس روز آپ کی وفات ہوئی ہے اُسکی ہر چیز تاریک ہوگئی اور ہنوز دفن کرکے مٹی سے ہاتھ بھی نہ جھاڑے تھے کہ اپنے قلوب مین ہمنے تغیر پایا (اسکا یہ مطلب نہین کہ نعوذ باللہ ہمارے عقیدے یا عمل مین فرق آگیا بلکہ آپ کی قرب وصحبت ومشاہدہ کے ساتھ جو انوار خاص تھے

وہ نہ رہے اور شیخ کامل سے قرب و بعد میں تفاوت اب بھی مشاہد ہے) اور قبر شریف کی زیارت میں صحیح حدیثیں آئی ہیں چنانچہ دارقطنی نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا من زار قبری وجبت لہ شفاعتی اور عبدالحق نے اپنے احکام وسطیٰ و صغریٰ میں اسکو روایت کرکے اس سے سکوت کیا اور انکا سکوت (بوجہ اس التزام کے) دلیل ہے اسکی صحت پر اور معجم کبیر طبرانی میں ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا من جاءنی زائرا لا تحملہ حاجۃ الا زیارتی کان حقا علیّ ان اکون شفیعا لہ یوم القیامۃ اسکو ابن السکن نے صحیح کہا ہے اور متکلم فیہ حدیثیں اس باب میں کثیر ہیں اور تعدد طرق و تقوی باحادیث صحیحہ مذکورہ سابقہ ان کے ضعف کا جابر ہوسکتا ہے یہ تو فتوی استدلال تھا اور ذوق اس فتوے کو یہ کہکر قوی کرتا ہے ؎

علی بربع العامریۃ وقفۃ لیملی علیّ الشوق والدمع کاتب ومن مذہبی حب الدیار لاہلہا وللناس فیما یعشقون مذاہب	۱ لیلیٰ عامریہ کی منزل پر کچھ توقف کرنا مجھپر لازم ہے تاکہ شوق مجھکو مضمون لکھوائے اور آنسو لکھنے والا ہو ۱۲ ۲ اور میرا مذہب ہے گھروں سے محبت کرنا گھروالونکی علاقہ سے اور لوگونکے اپنی محبوب چیزوں کے باب میں مختلف مذاہب ہیں ۱۲

اور ایک حدیث میں جو وارد ہے لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد وہ سفر الی القبر الشریف کی نہی پر دلالت نہیں کرتی کیونکہ یہاں استثنا مفرغ ہونے سے مستثنیٰ منہ مقدر ہے اور بوجہ متصل ہونے استثنا کے چونکہ اصل اسمیں متصل ہے وہ مستثنیٰ کی جنس سے ہوگا اور جسقدر اقرب فی التجانس ہوگا وہ احق للتعیین ہوگا اور جنس قریب مساجد ثلثہ کی ظاہر ہے کہ مفہوم مسجد ہے پس تقدیر اسطرح ہوگی لا تشد الرحال

الی مسجد الا الی ثلثۃ مساجد اس صورت مین مطلقاً مشاہد و مقابر کی طرف سفر کرنا حدیث مذکور مین مسکوت عنہ ہوگا اور نہی پر دال نہ ہوگا اور تائید اسکی ایک صریح حدیث سے ہوتی ہے جسکو مولانا مفتی صدرالدین خان دہلوی مرحوم و مغفور نے اپنے رسالہ منتہی المقال مین اسطرح نقل کیا ہے فی مسند احمد عن ابی سعید الخدری قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا ینبغی للمطی ان تشد رحالہ الی مسجد ینبغی فیہ الصلوٰۃ غیر المسجد الحرام والمسجد الاقصیٰ ومسجدی ہذا اور معنی اسکے یہ ہین کہ دوسرے مساجد کی طرف جنمین کہ تضاعف ثواب کا وعدہ نہین ہے اس نیت سے سفر کرنا کہ وہان نماز پڑھنے سے زیادہ ثواب ہوگا تقول علی الشارع ہے اسلیے منہی عنہ ہے اور مقابر خاصہ مین برکات خاصہ ثابت ہین پھر زوروا القبور مین بھی اطلاق اذن ہے البتہ یہ شرط ضرور ہے کہ اور مفاسد لازم نہ آوین خوب سمجھ لو من المواہب اللطیفۃ ترجمہ

الا یا رسول اللہ کنت رجاءنا	لہ یا رسول اللہ آپ ہمارے امید گاہ تھے
وکنت بنا برًّا ولم تک جافیا	اور آپ ہمپر شفیق تھے اور سخت نہ تھے اور آپ
وکنت رحیما ہادیا ومعلما	رحیم ہادی اور تعلیم فرمانے والے تھے جسکو رونا ہو
لیبک علیک الیوم من کان باکیا	آج آپ پر روئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
فدی لرسول اللہ امی وخالتی	وسلم پر فدا ہو میری ماں اور خالہ اور چچا اور ماموں
وعمی وخالی ثم نفسی ومالیا	پھر میری جان اور مال سو اگر پروردگار عالم
فلو ان رب الناس ابقی نبینا	ہمارے نبی کو باقی رکھتا تو ہم سعادت اندوز ہوتے
سعدنا ولکن امرہ کان ماضیا	لیکن اسکا حکم نافذ ہونے والا ہے آپ پر
علیک من اللہ السلام تحیۃ	اللہ تعالی کی طرف سے تحیت ہو اور آپ
وادخلت جنات من العدن راضیا	جنات عدن مین راضی ہوکر داخل کیے جاوین

فصل اٹھائیسوین آپ کے عالم برزخ مین تشریف رکھنے کے متعلق بعض احوال وفضائل مین۔ **پہلی روایت** ابن المبارک نے حضرت سعید بن المسیّب سے روایت کیا ہے کہ کوئی دن ایسا نہین ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر آپ کی اُمت کے اعمال صبح وشام پیش نہ کیے جاتے ہون کذا فی المواہب **دوسری روایت** مشکوٰۃ مین حضرت ابو الدرداؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ وہ انبیا کے جسد کو کھاسکے پس خدا کے پیغمبر زندہ ہوتے ہین اور اُنکو رزق دیا جاتا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے **ف** پس آپ کا زندہ رہنا بھی قبر شریف مین ثابت ہوا اور یہ رزق اُس عالم کے مناسب ہوتا ہے اور گو شہدا کے لیے بھی حیات اور رزق وارد ہے مگر انبیا علیہم السّلام مین اُنسے اکمل واقویٰ ہے اور **تیسری روایت** بیہقی وغیرہ نے حدیث انسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیا علیہم السّلام اپنی قبرون مین زندہ ہوتے ہین اور نماز پڑھتے ہین کذا فی المواہب **ف** یہ تکلیفی نہین بلکہ تلذذ کے لیے ہے اور اس حیات سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ آپ کو ہر جگہ سے پکارنا جائز ہے کیونکہ مشکوٰۃ مین بیہقی سے بروایت حضرت انسؓ خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے کہ جو شخص میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے اُسکو مین خود سُن لیتا ہون اور جو شخص دور سے درود بھیجتا ہے وہ مجکو پہونچائی جاتی ہے یعنی بذریعۂ فرشتون کے جیسا مشکوٰۃ ہی مین نسائی اور دارمی سے بروایت ابن مسعودؓ آپ کا ارشاد مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ملائکہ زمین مین سیاحت

کرنے والے مقرر ہین کہ میری اُمت کی طرف سے مجھکو سلام پہونچاتے رہتے ہین
چوتھی روایت مشکوٰۃ مین نُبیہ بن وہب سے روایت ہے کہ کعب الاحبار
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور حاضرین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا
ذکر کیا تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کوئی دن ایسا نہین آتا جسمین ستر ہزار فرشتے نہ آتے
ہون یہان تک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کو بازو مارتے ہوئے
احاطہ کر لیتے ہین اور آپ پر درود پڑھتے ہین یہان تک کہ جب شام ہوتی ہے
وہ آسمان پر چڑھ جاتے ہین اور دوسرے فرشتے اُسی طرح کے اُترتے ہین اور
ایسا ہی کرتے ہین یہان تک کہ جب (قیامت کے دن) زمین قبر کی شق ہوگی
تو آپ ستر ہزار فرشتون کے ساتھ باہر تشریف لاوینگے کہ وہ آپ کو لے چلینگے
روایت کیا اسکو دارمی نے **ف** اس سے آپ کا شرف عظیم برزخ مین
ظاہر ہے **پانچوین روایت** مشکوٰۃ مین ابو داؤد و بیہقی سے بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
ارشاد نبوی نقل کیا ہے کہ جو شخص مجھپر سلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ مجھپر میری روح کو
واپس کر دیتا ہے یہان تک کہ مین اُسکے سلام کا جواب دیتا ہون **ف** اس سے
حیات مین شبہہ نہ کیا جاوے کیونکہ مراد یہ ہے کہ میری روح جو ملکوت و جبروت
مین مستغرق تھی جسطرح کہ دنیا مین نزول وحی کے وقت کیفیت ہوتی تھی اُس سے
افاقہ ہوکر سلام کی طرف متوجہ ہوجاتا ہون اسکو ردّ روح سے تعبیر فرما دیا کذا
فی اللمعات تلخیص مجموعہ روایات سے علاوہ فضیلت حیات و اکرام ملائکہ
کے برزخ مین آپکے یہ مشاغل ثابت ہوتے ہین اعمال امت کا ملاحظہ فرمانا نماز پڑھنا
غذا مناسب اُس عالم کے نوش فرمانا سلام کا سُننا نزدیک سے خود اور دور سے

بذریعہ ملائکہ سلام کا جواب دینا یہ تو دائماً ثابت ہیں اور احیاناً بعض خواص امت سے یقظہ میں کلام اور ہدایت فرمانا بھی آثار و اخبار میں مذکور ہے اور حالت رؤیا و کشف میں تو ایسے واقعات حیز حصر و احصار سے متجاوز ہیں اور ان مشاغل کے ایک وقت اجتماع سے تزاحم کا وسوسہ نہ کیا جاوے کیونکہ برزخ میں روح کو خصوصاً روح مبارک کو بہت وسعت ہوتی ہے مگر اس وسعت سے امور غیر ثابتہ بالدلیل الصحیح یعنی منفیہ یا مسکوت عنہا کو ثابت یا ثابتہ احیاناً کو ثابت بالدوام ماننا جائز نہیں ہوگا خوب سمجھ لیا جاوے

تَاللّٰهِ اُقْسِمُ مَا وَاَتَاكَ مُنْكَسِرٌ
اِلَّا وَاَصْبَحَ مِنْهُ الْكَسْرُ يَنْجَبِرُ
وَلَا احْتَمٰى بِحِمَاكَ الْمُحْتَمِىْ فَزِعًا
اِلَّا دَعَا وَبِاَمْنٍ مَّا لَهٗ خَطَرٌ
وَلَا اَتَاكَ فَقِيْرُ الْحَالِ ذُوْ اَمَلٍ
اِلَّا وَفَاضَ مِنَ الْاِثْرِ لَهٗ نَهَرٌ
وَلَا اَتَاكَ امْرُءٌ مِّنْ ذَنْبِهٖ وَجِلٌ
اِلَّا دَعَا وَبِعَفْوٍ وَّهُوَ مُغْتَفِرٌ
وَلَا دَعَاكَ لَهِيْفٌ عِنْدَ نَازِلَةٍ
اِلَّا وَلَبَّاهُ مِنْكَ الْعَوْنُ وَالْيُسُرُ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

ترجمہ

۵۱ میں قسم کھاتا ہوں کہ آپکے پاس (مزار شریف پر) کوئی شکستہ حال (دعا کے لیے عرض کرنیکو) نہیں پہونچا مگر کہ اسکی شکستگی کی اصلاح ہو گئی (اسطرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپ نے سنکر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہو گیا) ۵۲ اور نہ کسی پناہ لینے والے نے گھبرا کر آپکے دربار میں پناہ لی مگر کہ امن و امان کیساتھ واپس ہوا اس حالت سے کہ اسکو (اپنی حاضری پر) شرمندگی نہیں ہوئی (جیسا ناکام جانے میں ہوتی) ۵۳ اور نہ آپکے پاس (مزار شریف پر) کوئی فقیر حال امیدوار (دعا کے لیے عرض کرنیکو) حاضر ہوا مگر کہ اُسکے نشان قدم ہی سے اُسکے لیے نہر (حوائج کی) جاری ہو گئی (اسطرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپ نے سنکر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہو گیا) ۵۴ اور نہ آپکے پاس (مزار شریف پر) کوئی شخص اپنے گناہ سے ڈرتا ہوا (دعاے مغفرت کے لیے عرض کرنیکو) آیا مگر کہ وہ عفو کے ساتھ بخشا ہوا ہو گیا (اسطرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپنے سنکر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہو گیا) ۵۵ اور نہ کسی مغموم نے کسی حادثہ کیوقت آپکو (زائر یعنی حاضر ہو کر دعا کے لیے) پکارا مگر آپکی جانب سے عون و آسانی نے اسکو جواب دیا (اسطرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپنے سنکر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہو گیا) ۱۲ منہ

فصل اُنتیسویں آپکے اُن بعض فضائل مختصہ میں جو میدان قیامت میں ظاہر ہونگی پہلی روایت حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میں سردار ہونگا اولاد آدم کا (یعنی کُل آدمیوں کا) قیامت کے روز اور میں اُن سب میں پہلا ہونگا جنکی قبر شق ہوگی (یعنی سب سے اوّل میں قبر سے اُٹھونگا اور سب (شفاعت کرنیوالوں) سے پہلا شفاعت کرنے والا ہونگا) اور سب سے اوّل میری شفاعت قبول کیجاوے گی روایت کیا اسکو مسلم نے اور شیخین کی ایک حدیث میں جو قیامت میں صعقہ سے سب سے اوّل موسیٰ علیہ السلام کا ہوش میں آنا آیا ہے سو یہ وہ صعقہ نہیں ہے جسکے بعد بعث ہوگا کہ اسمیں حضورؐ سب سے مقدم ہیں بلکہ بعد بعث کے ایک صعقہ فزع ہوگا جیساکہ آپ کا فاکون اوّل من یفیق فرمانا اسکا قرینہ ہے سو اُسمیں موسیٰ علیہ السلام مقدم ہونگے جسمیں احتمال یہ ہے کہ وہ کسی عارض سے ہو جسکی طرف خود اُس حدیث میں بھی اشارہ ہے فلاادری احوسب بصعقۃ الطور الخ یعنی طور پر بیہوش ہوجانیکے عوض میں شاید اُسوقت بیہوش نہ ہوئے ہوں یا پہلے ہوش میں آگئے ہوں جیسا عنقریب ابراہیم علیہ السلام کے تقدم فی اللباس کی وجہ اسی کی نظیر آتی ہے دوسری روایت حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میں سب پیغمبروں سے زیادہ ہونگا اس بات میں کہ میرے تابع قیامت کے روز زیادہ ہونگے اور میں سب سے اوّل دروازہ بہشت کا کھٹکھٹاؤنگا روایت کیا اسکو مسلم نے تیسری روایت مواہب میں ابن زنجویہ سے بروایت کثیر بن مرہ حضرمی روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میں

ف یعنی اسی فصل کی ساتویں روایت میں ۱۲ منہ

(قیامت کے روز) براق پر ہونگا اور تمام انبیاؑ میں سے اُس روز میں اُسکے ساتھ مختص ہونگا چوتھی روایت حضرت جابرؓ سے ایک حدیث میں جسمین خصائص کا ذکر ہے یہ جملہ بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمایا ہوا مروی ہے کہ مجکو شفاعت (کبریٰ) عطا کی گئی ہے (جو تمام عالم کے واسطے فصل حساب کے لیے ہوگی اور وہ آپ ہی کے ساتھ مخصوص ہے) روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے پانچویں روایت حضرت ابو سعیدؓ سے منجملہ خصائص حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی ہے کہ میرے ہاتھ میں (قیامت کے روز) لواء الحمد ہوگا اور میں فخر کی راہ سے نہیں کہتا اور جتنے نبی ہیں آدمؑ بھی اور اُنکے سوا اور بھی وہ سب میرے اُس لوا کے نیچے ہوں گے روایت کیا اسکو ترمذی نے چھٹی روایت حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میں سب سے پہلے قبر سے نکلونگا جب لوگ مبعوث ہونگے اور میں اُنکا پیشرو ہونگا جب حق تعالیٰ کی پیشی میں آوینگے اور میں اُنکی طرف سے (شفاعت کے لیے) بات چیت کرونگا جب وہ خاموش ہوں گے اور اُن سب میں مجھسے شفاعت کے لیے درخواست کیجاویگی جب وہ (موقف میں حساب سے) محبوس کیے جاوینگے اور میں اُنکا بشارت دینے والا ہونگا جب وہ نا امید ہوجاوینگے اور کرامت (اور ہر خیر) کی کنجیاں اُس دن میرے ہاتھ میں ہونگی اور لواء الحمد اُس روز میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں اپنے رب کے نزدیک تمام بنی آدم سے زیادہ مکرم ہوں گا ایک ہزار خادم (میرے اکرام و خدمت کے لیے) میرے پاس آمد و رفت کرینگے (اور ایسے حسین ہوں گے) گویا کہ وہ بیضے ہیں جو (غبار وغیرہ سے) محفوظ ہوں

یا موتی ہین جو بکھرے پڑے ہون روایت کیا اسکو ترمذی اور دارمی نے ف اور فصل سابق کی
چوتھی روایت مین قبر شریف سے نکلنے کے وقت ستر ہزار فرشتون کا آپکے جلو مین
ہونا مذکور ہو چکا ہے ساتوین روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (بعد انشقاق ارض کی حالت کی نسبت) فرمایا کہ
مجکو جنت کے جوڑون مین سے ایک جوڑا پہنایا جائیگا پھر مین عرش کی داہنی طرف کھڑا
ہون گا کہ کوئی شخص خلائق مین سے بجز میرے اُس مقام پر کھڑا نہ ہوگا روایت کیا
اسکو ترمذی نے ف لمعات مین ہے کہ غالباً یہ مقام محمود ہے اور ایک تفسیر مقام
محمود کی ابن مسعودؓ و مجاہدؒ سے آپ کا عرش پر بٹھلایا جانا اور ایک تفسیر ابن عباسؓ سے
کرسی پر بٹھلایا جانا مواہب مین مع مالہ وما علیہ وارد ہے اور ابن مسعودؓ کی حدیث
مین جسکو دارمی نے روایت کیا ہے جو یہ آیا ہے کہ مجکو ابراہیم علیہ السلام کے بعد
لباس پہنایا جاویگا تو خود اُس حدیث مین غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قبر سے
نکلنے کے وقت نہین ہے بلکہ میدان قیامت کا ذکر ہے چنانچہ اُسمین ہے ویجاء بکم
حفاۃ پس تطبیق اسطرح ہوئی کہ ایک لباس تو قبر سے نکلنے کے قبل پہنایا جاویگا اُسمین
حضورؐ مقدم ہین اور ایک لباس قبر سے نکلنے کے بعد پہنایا جاویگا اُسمین حضرت
ابراہیم علیہ السلام مقدم ہون گے جسکی وجہ شاید یہ ہو کہ اُنکو بقول مورخین نمرود نے
آگ مین زائد کپڑے اُتار کر ڈالا تھا یہ اُسکا صلہ ہو بہر حال انشقاق ارض کے بعد
لباس عطا ہونے مین حضورؐ ہی مقدم ٹھیرے آٹھوین روایت حضرت ابو ہریرہؓ
سے ایک طویل حدیث مین روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
جہنم کے وسط مین پل صراط قائم کیا جاویگا سو سب رسولون سے پہلے میں اپنی امت کو

لیکر گذرون گا روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے **نوین روایت** حضرت سمرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نبی کا ایک حوض ہوگا اور وہ سب اسکا فخر کرینگے کہ کس کے حوض پر لوگ زیادہ آتے ہین اور مجکو امید ہے کہ میرے حوض پر لوگ بہت آوینگے (کیونکہ میری امت زیادہ ہوگی) روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف** اس سے آپکے حوض کا اورون کے حوض سے پُر رونق زیادہ ہونا ثابت ہوا اور یہ آپکے خصائص مین سے ہے **دسوین روایت** حضرت انسؓ سے ایک حدیث طویل مین روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (اذن بالشفاعۃ کے متعلق) فرمایا کہ اللہ تعالی میرے قلب مین ایسے مضامین حمد وثنا کے القا فرماوینگے کہ اب میرے ذہن مین حاضر نہین روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے **ف** یہ علمی فضیلت آپکی اُس روز ظاہر ہوگی کہ ذات وصفات کے متعلق ایسے وسیع معلومات کے ساتھ آپ خاص ہونگے یہ سب حدیثین بجز تیسری روایت کے مشکوۃ مین ہین

من القصیدۃ

۱ هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِيْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ ۔ لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ	۱ وہی ہے ایسا محبوب خدائے تعالی کا کہ اُسکی شفاعت کبری کی امید کیجاتی ہے ہر ہول کے لیے ہولہا ہے روز قیامت سے جسمین آدمی بزور داخل کیے جاوینگے
۲ دَعَا اِلَى اللّٰهِ فَالْمُسْتَمْسِكُوْنَ بِهٖ ۔ مُسْتَمْسِكُوْنَ بِحَبْلٍ غَيْرِ مُنْفَصِمِ	۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگونکو خدا کی طرف بلایا سو جس نے آپکے طریق کو مضبوط پکڑ لیا تو اُسنے ایسی مضبوط رسّی کو پکڑ لیا جو کبھی نہین ٹوٹے گی (بلکہ قیامت مین بھی وہ ذریعہ شفاعت بنے گی)
۳ اِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْ مَعَادِيْ اٰخِذًا بِيَدِيْ ۔ فَضْلًا وَّاِلَّا فَقُلْ يَا زَلَّةَ الْقَدَمِ	۳ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم براہ فضل وکرم وازروے عہد میری دستگیری آخرت مین یا نہ فرمائین گے تو تو کہہ کہ افسوس میری لغزش قدم پر (کہ کیون اعمال صالحہ نہ کیے)

یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ	۱۵۴ اے بزرگترین مخلوقات لوقت نزول حادثہ عظیم
سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ	وعام کے آپکے سوا کوئی ایسا نہین ہے جسکی مین پناہ مین
وَلَنْ یَّضِیْقَ رَسُوْلَ اللّٰهِ جَاهُکَ بِیْ	آؤن (صرف آپ ہی کا بھروسا ہے) ۱۵۵ اور ہرگز
اِذَا الْکَرِیْمُ تَحَلّٰی بِاسْمِ مُنْتَقِمِ	تنگ ہوگا عرصۂ قدر و منزلت آپکا اے رسول اللہ صلی اللہ
یَا نَفْسُ لَا تَقْنَطِیْ مِنْ زَلَّةٍ عَظُمَتْ	علیہ وسلم بسبب شفاعت میری کے اُسوقت کہ خداوند
اِنَّ الْکَبَائِرَ فِی الْغُفْرَانِ کَاللَّمَمِ	کریم بصفت منتقم جلوہ فرما ہوگا ۱۵۶ اے میرے نفس
لَعَلَّ رَحْمَةَ رَبِّیْ حِیْنَ یَقْسِمُهَا	اُس گناہ کے سبب جو بڑا ہے عفو سے نا امید مت ہو
تَاْتِیْ عَلٰی حَسَبِ الْعِصْیَانِ فِی الْقِسَمِ	کیونکہ بے شک گناہان کبیرہ در باب بخشش مثل
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	صغیرہ ہین ۱۵۷ امید ہے کہ میرے پروردگار
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ	کی رحمت جب وہ اُسکو اپنے بندون پر تقسیم کریگا
	تو وہ رحمت بقدر گناہان حصہ مین آویگی اعطر الوردہ

فصل تیسوین آپکے اُن بعض فضائل مختصہ مین جو جنت مین ظاہر ہون گے۔

پہلی روایت مشکوٰۃ مین حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مین قیامت کے روز جنت کے دروازہ پر آؤنگا اور اُسکو کھلواؤن گا خازن جنت پوچھے گا کہ کون ہین مین کہونگا کہ محمدؐ ہون وہ کہے گا کہ آپ ہی کی نسبت مجکو حکم ہوا ہے کہ آپکے قبل کسی کے لیے نہ کھولون روایت کیا اسکو مسلم نے دوسری روایت امام احمد نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کوثر کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ ایک نہر ہے جنت مین کہ مجکو میرے رب نے عطا فرمائی ہے وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیرین ہے اور بخاری کی روایت مین حضرت عائشہؓ سے ہے کہ آپنے یہ بھی فرمایا کہ اُسکے دونون

کنارون پر مجوّف موتی ہین اُسمین برتن (پانی پینے کے) اسقدر پڑے ہین جتنے
ستارے اور نسائی کی روایت مین حضرت عائشہؓ سے ہے کہ وہ وسط جنت مین
ہوگی اور اُسکے دونون کنارون پر موتی اور یاقوت کے محل ہین اور اُسکی مٹی مشک
ہے اور اُسکے سنگریزے موتی اور یاقوت ہین اور احمد اور ابن ماجہ و ترمذی کی روایت
مین ابن عمرؓ سے اسطرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوثر ایک نہر ہے
جنت مین اُسکے دونون کنارے سونیکے ہین اور پانی موتی پر چلتا ہے اور ابن
ابی الدنیا نے حضرت ابن عباسؓ سے موقوفاً روایت کیا ہے کہ وہ ایک نہر ہے
جنت مین اسکا عمق ستر ہزار فرسخ ہے اُسکے دونون کنارے موتی اور زبرجد اور
یاقوت کے ہین اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور انبیاءؑ کے قبل اُسکے ساتھ
خاص فرمایا ہے اور ترمذی کی روایت مین حضرت انسؓ سے ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوثر ایک نہر ہے جنت مین اُسمین پرندے ہین جیسے
اونٹونکی گردنین حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ وہ تو بڑے لطیف ہین آپ نے فرمایا
کہ اُنکے کھانے والے اُنسے بھی زیادہ لطیف ہین ف یہ نہر جنت مین اُس حوض کے
علاوہ ہے جو میدان قیامت مین ہوگا اور بخاری کی روایت کے موافق اُس حوض مین
اِسی نہر سے پانی گریگا اور مسلم کی روایت کے موافق دو پرنالون سے کہ ایک چاندی کا
اور ایک سونے کا ہوگا جنت کا پانی اُس حوض مین پہونچے گا مجموعہ روایت شیخین سے
اُن پرنالون سے اِسی نہر کا پانی جانا ثابت ہوتا ہے اور اِن سب روایات کے
مجموعہ سے چند صفات فاضلہ اُس نہر کی اور خاص ہونا اُسکا حضورؐ کے ساتھ بہت
واضح ہے تیسری روایت مسلم نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے

روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم نے فرمایا کہ جب تم مؤذن کی اذان سُنا کرو تو جو وہ کہے تم بھی کہا کرو پھر مجھپر درود بھیجا کرو کیونکہ جو شخص مجھپر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اُسپر اللہ تعالیٰ دس رحمتیں بھیجتا ہے پھر میرے لیے وسیلہ کی دعا کیا کرو اور وہ وسیلہ جنت مین ایک درجہ ہے کہ تمام بندگان خدا مین سے اُسکا مستحق ایک ہی بندہ ہے اور اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ بندہ مین ہی ہونگا سو جو شخص میرے لیے وسیلہ کی دعا کریگا اُسکے لیے میری شفاعت واقع ہو گی اور مسند احمد مین ابو سعید خدریؓ کی روایت سے ارشاد نبویؐ ہے کہ وسیلہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک درجہ ہے جس سے بڑھکر کوئی درجہ نہین **ف** قواعد سے یہ امر متعین تھا کہ حضورؐ ہی اِسکے مستحق ہین کیونکہ جب آپ کا افضل الخلق ہونا ثابت ہے تو ظاہر ہے کہ افضل درجات آپ ہی کے لیے ہے مگر اس ارشاد فرمانیکے وقت تک جزئیاً تصریح نہوئی ہو گی جو ایسا ارشاد فرمایا **چوتھی روایت** حضرت ابن عباسؓ سے اِس آیت کی تفسیر مین وَلَسَوۡفَ یُعۡطِیۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰی مروی ہے کہ اُنھون نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک ہزار محل جنت مین دیے ہین اور ہر محل مین آپ کی شان کے لائق ازواج اور خادم ہین روایت کیا اسکو ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اور ایسی بات چونکہ راے سے نہین کہی جا سکتی اسلیے یہ موقوف حکماً مرفوع ہے **پانچوین روایت** حضرت ابن عباسؓ سے ایک حدیث مین روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مین سب سے پہلے جنت کا حلقہ ہلاؤنگا تو اللہ تعالیٰ میرے لیے دروازہ کھولدینگے اور مجکو اسمین داخل فرماوینگے اور میرے ساتھ فقراء مومنین ہونگے روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف** یہ بھی آپکی فضیلت

خاصہ ہے جو جنت مین ظاہر ہوگی کہ آپ کی امت کے لوگ سب امم سے پہلے جنت مین داخل ہون گے **چھٹی روایت** حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ بجز انبیا و مرسلین کے تمام اگلے اور پچھلے میانہ عمر والے اہل جنت کے سردار ہون گے روایت کیا اسکو ترمذی نے اور ابن ماجہ نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے **ف** آپ کی امت مین سے دو بزرگون کا تمام امم اولین و آخرین کے کہول مین سردار ہونا یہ بھی آپ کی فضیلت مختصہ ہے جو جنت مین ظاہر ہوگی **ساتوین حدیث روایت** حضرت حذیفہؓ سے ایک حدیث مین روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ ایک فرشتہ آیا ہے جو اس شب سے قبل کبھی زمین پر نہین آیا اسلیے حق تعالی سے درخواست کی کہ مجکو آکر سلام کرے اور مجکو بشارت دے کہ فاطمہؓ تمام اہل جنت کی بیبیون مین سردار ہونگی اور حسنؓ اور حسینؓ تمام اہل جنت کے جوانون مین سردار ہون گے روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف** آپ کے خاندان مین سے ان حضرات کا جنت مین جوانون اور عورتون کا سردار ہونا یہ بھی آپ کی فضیلت خاصہ ہے کہ جنت مین ظاہر ہوگی اور باوجودیکہ حضرات حسنینؓ نے سنِ کہولت پایا ہے مگر انکو جوان سنِ شیخوخت کے مقابلہ مین کہا گیا اور چونکہ ان کی عمر حضرت شیخینؓ سے کم ہوئی اسلیے شیخینؓ کو کہول اور حسنینؓ کو شباب کہا گیا یہ تین روایتین اخیر کی اور ایک اول کی مشکوٰۃ سے نقل کی گئین باقی سب مواہب سے ہین۔

ف یعنی چونکہ شیخین کی عمر تریسٹھ سال کی ہوئی اور حضرت حسنؓ کی عمر سینتالیس سے کچھ زائد اور حضرت حسینؓ کی عمر چھپن سے کچھ زائد ہوئی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حضرت شیخین سو وفات کے وقت کہول تھے لیکن مجموعہ وفاتین کے وقت یعنی جب حضرت عمرؓ کی وفات ہوئی ہے حضرت حسنینؓ شاب تھے پس لفظ شباب اپنے معنی پر رہے گا ۱۲ منہ

من القصیدة

فحزت کل فخار غیر مشترک
وجزت کل مقام غیر مزدحم
وجل مقدار ما ولیت من رتب
وعز ادراک ما اولیت من نعم
یا رب صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلهم

لہ پس آپ نے ہر قسم کی بزرگی جس میں کوئی آپ کا شریک نہیں ہے جمع کرلی اور آپ ہر عالی مقام سے جس میں کوئی آپ کو مزاحمت کرنے والا نہ تھا گزر گئے یعنی آپ کو وہ بلند ترین مراتب (اصل فضائل مختصہ مذکورہ مقام جنت کے العیب) حاصل ہوئے جو اور انبیا کو حاصل نہیں ہوئے لہ اور بہت بڑی ہے قدر اُن مراتب کی جو آپ کو عطا کیے گئے اور فہم و ادراک اُن نعمتوں کا جو آپ کو منجانب خداوند تعالیٰ عطا کی گئی دشوار تر ہے ۱۲ عطر الوردہ

فصل اکتیسوین آپ کے افضل المخلوقات ہونے مین اسکی تصریح اسلیے ضروری ہوئی کہ فصول سابقہ مین اکثر واقعات سے نفس فضیلت ثابت ہے اور وہ مستلزم نہین افضلیت کو اور بدون اِسکے اعتقاد کے نفس فضائل کا اعتقاد کافی نہین اور گو یہ مسئلہ ایسا اجماعی اور مسلّمات ضروریہ سے ہے جسپر استدلال ہی کی حاجت نہین مگر تبرکاً کچھ روایات لکھی جاتی ہین **اول روایت** حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اوّلین و آخرین مین زیادہ مکرم ہون روایت کیا اسکو ترمذی و دارمی نے کذا فی المشکوٰة **دوسری روایت** حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شب معراج مین بُراق حاضر کیا گیا تو وہ سوار ہونیکے وقت شوخی کرنے لگا جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کیا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ایسا کرتا ہے تجھپر تو ایسا کوئی شخص سوار ہی نہین ہوا ہے جو اُنسے زیادہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک مکرم ہو پس وہ (شرم سے) پسینہ پسینہ ہو گیا کذا فی سنن الترمذی ۔

تیسری روایت امام احمدؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے
کہ جب آپ (شب معراج مین) بیت المقدس مین تشریف لائے نماز پڑھنے کھڑے
ہوئے تو تمام انبیا آپ کے ہمراہ (مقتدی ہوکر جیسا کہ مسلم مین ابن مسعودؓ کی روایت مین
حضورؐ کا ارشاد ہے فامتہم) نماز پڑھنے لگے اور ابوسعیدؓ کی روایت مین ہے کہ
بیت المقدس مین داخل ہوکر فرشتون کے ساتھ نماز ادا کی (یعنی فرشتے بھی مقتدی تھے)
پھر انبیا علیہم السّلام کی ارواح سے ملاقات ہوئی اور سب نے حق تعالیٰ کی ثنا کے بعد
اپنے اپنے فضائل بیان کیے جب حضورؐ کے خطبہ کی نوبت آئی جسمین آپ نے اپنا
رحمۃ للعالمین ہونا اور مبعوث الی کافۃ الناس ہونا اور اپنی امت کا خیر الامم وامۃ
وسط ہونا اور اپنا خاتم النبیین ہونا بھی بیان فرمایا اُسکو سُنکر ابراہیمؑ نے سب انبیا
علیہم السّلام کو خطاب کرکے فرمایا کہ بہذا فضلکم محمدؐ یعنی ان ہی فضائل سے محمدؐ تم سب سے
بڑھ گئے اور ابراہیم علیہ السلام کا یہ ارشاد بزار اور حاکم نے بھی حضرت ابوہریرۃؓ سے
روایت کیا ہے کذا فی المواہب چوتھی روایت حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے
کہ انھون نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو انبیا پر بھی فضیلت دی اور آسمان
والون (یعنی فرشتون) پر بھی (اور پھر اسپر قرآن مجید سے استدلال کیا) روایت کیا
اسکو دارمی نے کذا فی المشکوٰۃ پانچوین روایت حضرت انسؓ سے (ایک طویل
حدیث مین) روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السّلام سے (ایکبار اپنے کلام مین)
فرمایا کہ بنی اسرائیل کو مُطّلع کردو کہ جو شخص مجھسے اِس حالت مین ملیگا کہ وہ احمد (صلی اللہ
علیہ وسلم) کا منکر ہوگا تو مین اُسکو دوزخ مین داخل کرونگا خواہ کوئی ہو موسیٰ علیہ السلام
نے عرض کیا کہ احمدؐ کون ہین ارشاد ہوا اے موسیٰ قسم ہے اپنے عزّت وجلال کی مین نے

کوئی مخلوق ایسی پیدا نہین کی جو اُنسے زیادہ میرے نزدیک مکرم ہو مین نے اُنکا نام عرش پر اپنے نام کے ساتھ آسمان و زمین اور شمس و قمر پیدا کرنے سے بیس لاکھ برس پہلے لکھا تھا قسم ہے اپنے عزت و جلال کی کہ جنت میری تمام مخلوق پر حرام ہے جب تک کہ محمدؐ اور اُنکی امت اُسمین داخل نہو جاوین (پھر امت کے فضائل کے بعد یہ ہے کہ) موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے رب مجکو اُس امت کا نبی بنا دیجیے ارشاد ہوا اُس امت کا نبی اُسی مین سے ہوگا عرض کیا کہ تو مجکو اُن (محمدؐ) کی اُمت مین سے بنا دیجیے ارشاد ہوا کہ تم پہلے ہوگے وہ پیچھے ہون گے البتہ تمکو اور اُنکو دار الجلال (جنت) مین جمع کر دون گا روایت کیا اسکو حلیہ مین کذا فی الرحمۃ المہداۃ مجموعہ ان روایات سے آپ کا افضل الخلق ہونا حق تعالیٰ کے ارشاد سے خود آپ کے ارشاد سے انبیا و ملائکہ علیہم السلام کے ارشاد سے صحابہؓ کے ارشاد سے صریحاً بھی اور امامت انبیا و ملائکہ و ختم نبوت و خیریت امت وغیرہ سے استدلالاً بھی ثابت ہے اور اس فصل کے قبل کی دو فصلون مین اور بالکل شروع کتاب کی دو فصلون مین بھی متعدد روایتون سے یہ امر کالتصریح ثابت ہے۔

من القصیدۃ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ ۵۲
فَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِهٖ مَاشِئْتَ مِنْ شَرَفٍ
وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِهٖ مَاشِئْتَ مِنْ عِظَمِ

۵۲ آپ اسم باسمیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین جو سردار دنیا و آخرت و جن و انس کے اور ہر دو فریق عرب و عجم کے ہین ۵۳ اور آپ کی ذات بابرکات کی طرف جو خوبیان (باستثنائے مرتبۂ الوہیت) تو چاہے منسوب کر دے وہ سب قابل تسلیم ہونگی اور آپکی قدر عظیم کی طرف جو بڑائیان تو چاہے نسبت کر وہ سب صحیح ہون گی

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهٗ
حَدٌّ فَيُعْرِبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمٍ
مَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيْهِ اِنَّهٗ بَشَرٌ
وَاِنَّهٗ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

ﷺ کیونکہ حضرت رسالت پناہ کے فضل کی کچھ حد و نہایت نہین ہے کہ کوئی گویا اُن کو بذریعہ اپنی زبان کے ظاہر و بیان کرسکے ﷺ پس نہایت ہمارے فہم اور علم کی یہ ہے کہ آپ بشر عظیم القدر ہین اور یہ کہ آپ تمام خلق اللہ انسان و ملائکہ وغیرہ سے بہتر ہین ۱۲ عطر الوردہ

فصل تیسوین اُن بعض آیات کی مختصر تحقیق مین جنکے ظاہر الفاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کے (جنمین سے کچھ رسالہ ہذا مین وارد کیے گئے ہین) معارضہ کا نعوذ باللہ وسوسہ پیدا ہوسکتا ہے اور اسی نمونہ سے بقیہ نصوص کی تحقیق بھی سمجھ مین آسکتی ہے **اوّل** قال اللہ تعالیٰ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى یہان ضلال کے وہ معنی نہین جو اُردو محاورہ مین مستعمل ہین کیونکہ ہر زبان کا لغت اور اُسکا محاورہ جدا ہے سو عربی مین اِسکے معنی مطلق ناواقفی کے ہین اور وہ اپنی دونون قسم کو عام ہے ایک وہ جو احکام آنکے قبل ہوا اور ایک وہ جو احکام کے معارضہ مین ہو دوسرا مذموم ہے اور اول مذموم نہین کیونکہ نبوّت کے بعد جو علوم وحی سے معلوم ہوتے ہین ظاہر ہے کہ قبل نبوّت وہ معلوم نہین ہوتے تو پس یہ آیت ایسی ہوئی جیسے ارشاد ہے وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ **دوم** قال اللہ تعالیٰ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ یہان بھی وزر کے معنی گناہ کے نہین جیسا لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى سے شبہہ ہوسکتا ہے بلکہ لغت عربی مین وزر کے معنی مطلق بوجھ کے ہین خواہ گناہ کا بوجھ ہو جس سے انبیا علیہم السلام معصوم ہین لقولہ

تعالیٰ لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ اور خواہ کسی غیبی فیض کا بوجھ ہو اور یہاں بھی ہے کہ اوّل اوّل آپ پر وحی کا سخت ثقل ہوتا تھا جیسا احادیث صحیحہ میں ہے کہ اوّل اوّل آپ کو جاڑا چڑھ گیا پھر وہ قوت استعداد کے سبب سہل ہو گیا الم نشرح لک صدرک اسکا بیّن قرینہ ہے سوم قال اللہ تعالیٰ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر یہاں بھی ذنب سے مراد معنی متعارف نہیں بلکہ وہ اجتہادات ہیں جو نصوص سے منسوخ کر دیے گئے کہ نصوص کے بعد اُن پر عمل کرنا درست نہیں چونکہ ذات فعل کی نہیں بدلی باعتبار ذات کے اُسکو ذنب فرمایا گو اُسوقت اسمیں وصف ذنب کا نہ تھا یعنی ایسی چیز کہ بعض احوال میں ذنب ہو سکتا ہے گو اُسوقت ذنب نہیں معاف فرماتے ہیں اور آپ کی شدّت خشیت کے سبب تسلیہ کے لیے یہ عنوان اختیار فرمایا ورنہ خطاے اجتہادی پر تو اجر موعود ہے اور یہی معنی ہیں۔ واستغفر لذنبک کے چہارم قال اللہ تعالیٰ یا ایھا النبی اتق اللہ ولا تطع الکافرین والمنافقین اس امر دینی کا بھی خلاف کا وقوع یا احتمال نہیں بلکہ معنی یہ ہیں کہ جسطرح ابتک تقویٰ و عدم اطاعت عُصاۃ کا صدور ہوتا رہا آیندہ بھی ایسا ہی رہنا چاہیے اور مقصود اس سے مایوس کرنا ہے کفّار کو جو اپنے بعض خیالات کی طرف آپ کو بُلاتے تھے تو اُنکے سُنانے کو یہ ارشاد فرمایا کہ وہ سمجھ لیں کہ آپ چونکہ وحی کے خلاف کبھی نہیں کرتے اسلیے ہرگز ہماری موافقت نہ فرماوینگے جیسا ارشاد ہوا ہے وما انت بتابع قبلتھم پنجم قال اللہ تعالیٰ فان کنت فی شک مما انزلنا الیک فسئل الذین یقرؤن الکتاب من قبلک یہاں بھی احتمال شک لازم نہیں آتا بلکہ اس سے مقصود زیادت توثیق کلام ہے اسکی ایسی مثال ہے جیسے کسی

ایسے شخص سے خطاب کرتے وقت جو تمکو یقیناً سچّا سمجھتا ہے کلام کو مؤکد کرنے اور مخاطب کو زیادہ یقین دلانے کے لیے کہا کرتے ہو کہ اگر تمکو شبہہ ہو تو محلہ والون سے پوچھ لو مطلب یہ کہ گو تمکو حاجت نہ ہوگی مگر ہم اپنی طرف سے اِسکے لیے آمادہ ہین اور تمکو اجازت دیتے ہین کیونکہ اپنی راست بیانی پر کامل اطمینان ہے۔
ششم قال اللہ تعالیٰ لئن اشرکت لیحبطن عملك سباق مین غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اِسکے مخاطب ہی نہین کیونکہ اوپر ارشاد ہی ولقد اوحی الیك والی الذین من قبلك جس سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ یہ مضمون سب انبیا پر وحی کیا گیا ہے اور مضامین وحی مین بعض سے خود نبی کو خطاب مقصود ہوتا ہے اور بعض سے امت کو پہونچانا مقصود ہوتا ہے مطلب یہ کہ سب انبیا پر یہ مضمون بغرض تبلیغ وحی کیا گیا ہے کہ اپنی امت کو یہ خطاب سُنا دین لئن اشرکت لیحبطن عملك اور اگر آپ ہی مخاطب ہون تو یہ خطاب بطور فرض کے ہے جس سے مقصود مُبالغہ ہے ذم شرک مین جسطرح کہا کرتے ہین کہ اورونکو تو کیا حقیقت ہے اگر میرا بیٹا بھی میری مخالفت کرے تو اُسکو نہ چھوڑون گو وہ بیٹا ایسا مطیع ہو کہ اُسپر کسی کو اصلا شبہہ مخالفت کا نہ ہو ہفتم قال اللہ تعالیٰ فلا تك فی مریة منه انه الحق اس سے بھی بعد نزول وحی کے شک لازم نہین آتا بلکہ مطلب یہ ہے کہ جو بات قرآن کے ذریعہ سے تبلائی گئی ہے چونکہ وحی کے قبل معلوم نہ تھی اور معلوم نہ ہونیسے اُسمین تردد تھا کہ یون ہے یا یون ہے اب بعد وحی کے شک نہ کیجیے اور یہ شبہہ بھی نہ کیا جاوے کہ کیا اس صورت مین احتمال شک کا تھا یہ بھی لازم نہین آتا بلکہ اسکی ایسی مثال ہے جیسے محاورات مین اثنائے کلام مین

یہ کہتے جاتے ہین کہ یقین مانو یہ بات اسطرح ہے کبھی قسم کھانے لگتے ہین گو مخاطب کتنا ہی معتقد صدق متکلم کا ہو مگر مقصود توثیق کلام کی ہوتی ہے یہ ہشتم قال اللہ تعالیٰ ولو شاء اللہ لجمعهم على الهدى فلا تكونن من الجاهلين اس سے بھی مضمون شرطیہ سابقہ سے بیخبر ہونا لازم نہین آتا کہ صفت قدرت سے بیخبر ہونا انبیاء پر محال ہے بلکہ معنی یہ ہین کہ لو شاء سے بقاعدۂ عربیہ معلوم ہو گیا کہ کفار معہودین کی ہدایت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مشیت متعلق ہونے والی نہین ہے کما قال اللہ تعالیٰ سواء عليهم ءانذرتهم ام لم تنذرهم لا يؤمنون اور یہ امر اس ارشاد سے پہلے معلوم نہ تھا پس مطلب یہ ہوا کہ اب بے علم نہ رہیے یقین کر لیجیے اور اگر یہ شبہہ ہو کہ کیا اب بھی احتمال بے علمی کا تھا تو جواب اُسکا آیت ہفتم کے ذیل مین گذر چکا نہم قال اللہ تعالیٰ واما ينزغنك من الشيطان اس سے بھی وہ تسلط لازم نہین آتا جسکی نفی اس آیت مین ہے انه ليس له سلطان على الذين آمنوا وعلى ربهم يتوكلون الخ یعنی جس پر معصیت یا عزم معصیت مرتب ہو جاوے بلکہ صرف تحریک ثابت ہوتی ہے گو تحرک نہ ہو سو یہ ایسا ہے جیسے کوئی شیطان الانس کسی نبی کو بُری رائے دے اسی طرح شیطان الجن کا رائے دینا بھی محال نہین مگر اُسپر عمل ہونا محتمل نہین۔ دہم عبس وتولى ان جاءه الاعمى الخ یہان دو مصلحتین متعارض تھین ایک تبلیغ اصول کا تبلیغ فروع پر مقدم ہونا اسکا مقتضا تھا کافر کے خطاب کا مقدم کرنا خطاب مسلم پر اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد وظاہر سے اُسوقت یہی سمجھا دوسری مصلحت نفع متیقن کا مقدم ہونا نفع موہوم پر اسکا

اقتضا تھا طالب مسلم کے خطاب کا مقدم کرنا خطاب کا فرجاحد پر اور اسکا سمجھنا موقوف تھا اجتہاد غائر پر حق تعالیٰ کا مقصود یہی ہے کہ آپ کی شان عظیم کے شایاں اُسوقت اجتہاد غائر سے کام لینا تھا یہ تو جواب ہے شبہہ ناشی عن المعنون کا اور اگر عنوان سے کہ بصورت عتاب ہے شبہہ ہو تو جواب یہ ہے کہ علاقہ محبت مین بعض اوقات عتاب زیادہ لذیذ اور دال علی المحبت والخصوصیت ہوتا ہے تکلف آداب سے وفی المثل السائر اذا جاءت الالفۃ رفعت الکلفۃ۔ ولنعم ما قیل ؎

بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی	جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

چنانچہ درمنثور مین مروی ہے کہ اسکے بعد جب وہ صحابی حاضر ہوتے آپ فرماتے مرحبا بمن عاتبنی فیہ ربی جس سے بوے التذاذ آتی ہے وھذا امر من لم یذاقہ لم یدرا اور احقر کی تفسیر مین ان آیات کی اور انکی امثال آیات کی تفسیر دیکھ لینا اور زیادہ منتفع و مفید ہوسکتا ہے اور ان تقریرات سے جو اصول معلوم ہون گے اُن سے ایسی احادیث بھی حل ہوجاوینگی یہ محض نمونہ کے طور پر لکھدیا ہے۔

مِنَ القَصِیْدَۃ

لَوْ[۱] یَمْتَحِنَّا بِمَا تَعْیَی الْعُقُوْلُ بِہٖ
حِرْصًا عَلَیْنَا فَلَمْ نَرْتَبْ وَلَمْ نَھِمِ
اَعْیَی[۲] الْوَرٰی فَھْمُ مَعْنَاہُ فَلَیْسَ یُرٰی
لِلْقُرْبِ وَالْبُعْدِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْفَحِمِ

۱؎ آپ نے ہمکو ایسی چیزوں سے نہ آزمایا جسکے دریافت کرنے میں ہماری عقول عاجز اور درماندہ ہوجاوین کیونکہ آپکو ہماری صلاح مرغوب تھی اسلیے ہم کسی حکم کے قبول کرنے مین شک مین پڑے اور سلوک طریق شریعت مین حیران و سرگردان مثل وہم ہوئے چنانچہ اسی مین یہ بھی داخل ہے کہ جو اشکالات مذکورہ ظاہر الفاظ سے واقع ہوسکتے تھے قواعد شرعیہ سے وہ بالکل صاف کردیے گئے۔ ۲؎ آپکے کمالات ظاہری و باطنی کی دریافت نے تمام خلق کو عاجز کردیا یہیں علیٰ کہا جاتا ہے اتجاعن فہم السر یعنی خواص ہیں یا بعلیہ الترلیۃ یعنی عوام ہین درباب دریافت کمالات حضرت کے گرچہ وساکت یعنی آپکے کمالات کی حد اور پوری کیفیت کسی کو معلوم نہیں (اور اسی عدم احاطہ کیفیت کمالات کے سبب ظاہر سطر مین بعضے شبہات پڑسکتے ہین جنکے حل کرنیکے لیے قواعد شرعیہ کافی ہین)

۵۳ کَالشَّمْسِ تَظْهَرُ لِلْعَيْنَيْنِ مِنْ بُعُدٍ
صَغِيْرَةً وَّلٰكِنِ الطَّرْفُ مِنْ اَمَمٍ

۵۴ يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۵۳ آپ کا حال عدم ادراک کیفیت کمالات ظاہریہ باطنیہ میں بشکل آفتاب کے ہے کہ وہ دور سے چھوٹا بقدر قوس یا آئینہ کے معلوم ہوتا اور ناظر بسبب نہایت بُعد کے اسکی واقعی مقدار نہیں معلوم کرسکتا ہے اور اگر اسکو پاس سے دیکھو تو بوجہ غایت نورانیت کے چشم بیننده عاجز و درمانده و خیره ہو جاتی ہے اور اُسکی پوری حقیقت دریافت نہیں کر سکتی (اسی لیے بعض امور میں گو نہ حیرت ہو جاتی ہے جیسا اوپر کی شعر کی شرح میں معلوم ہوا) عطر الوردہ۔

فصل تینتیسوین آپکے بعض لوازم عبدیت کے بیان مین جوکہ آپکے مراتب عُلیا سے ہے۔ جاننا چاہیے کہ آپکے تمام کمالات کا مدار صفت پر ہے عبدیت و رسالت جنپر جابجا آیات و احادیث مین تنصیص کی گئی ہے اور نماز مین جو تشہد تعلیم کیا گیا ہے اُسمین بھی دونون کو جمع فرما دیا گیا ہے اور جیسا کمالاتِ رسالت سے نعوذ باللہ آپ کی تنقیص کرکے دوسرے بشر پر آپ کو قیاس کرنا کفر یا بدعت ہے جسکے رد کے لیے اس سے اوپر کی فصل منعقد کی گئی ہے اسی طرح کمالات عبدیت سے آپ کو متجاوز قرار دیکر اللہ حق کے خواص سے متصف جاننا یا کسی امر منفی منفی فی النص کو مثبت ماننا بھی شرک یا معصیت ہے یہ فصل اسکی اصلاح کے لیے لکھی جاتی ہے نمونہ کے لیے چند روایات پر اکتفا کیا جاتا ہے

پہلی روایت حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجکو اتنا مت بڑھاؤ جیسا نصاریٰ نے (حضرت) عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) کو بڑھا دیا (کہ خواص الوہیت کو اُنکے لیے ثابت کرنے لگے) مین تو اللہ کا بندہ ہون (مجھ مین الوہیت کی کوئی بات نہین) سو تم (مجکو) اللہ کا بندہ اور اُسکا رسول کہا کرو (الوہیت کو ثابت مت کرو) روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے۔ **دوسری روایت**

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ اپنے مرض وفات مین فرماتے تھے کہ مین نے جوکھانا (زہر آلود) خیبر مین (کچھ) کھالیا تھا ہمیشہ اُسکی تکلیف (کچھ نہ کچھ) پاتا رہا اور اب وہ وقت ہے کہ اُس زہر سے میری رگ قلب کٹ گئی روایت کیا اسکو بخاری نے **تیسری روایت** بخاری نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کیا گیا یہان تک کہ آپ کو (اُسکے اثر سے) یہ خیال ہوجاتا کہ مین فلان (دنیوی) کام (جیسے کھانا پینا وغیرہ) کرچکا ہون حالانکہ اُسکو کیا نہ ہوتا الحدیث **چوتھی روایت** حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دربارہ سہو فی الصلوٰۃ کے) فرمایا کہ مین بشر ہون جیسے تم بھولتے ہو مین بھی بھولتا ہون سو مین جب بھول جاؤن مجکو یاد دلادیا کرو روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے **پانچوین روایت** حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اُس حدیث مین جسمین بعض لوگونکا حوض کوثر سے ہٹادیا جانا مذکور ہے) فرمایا کہ مین کہونگا کہ یہ تو میرے منتسبین (یعنی مؤمنین) مین سے ہین (فرشتونکی طرف سے) جواب ملے گا کہ آپ کو خبر نہین کہ انھون نے آپکے بعد کیا کیا (دین مین) اختراع کیا تھا مین کہونگا دور دور ایسا شخص جس نے میرے بعد (دین مین) تغیر تبدل کیا ہو روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے درمیان کی تروایت خود بخاری سے ہے باقی سب مشکوٰۃ سے (اِن روایات سے آپ کا سم اور سحر اور مرض سے متاثر ہونا اور نسیان وذہول کا طاری ہونا) اور اخیر کی روایت سے بعض وقعات قبل قیامت کا بھی آپ کی اخیر عمر تک آپ سے مخفی وغائب رہنا یا غائب ہوجانا جسمین تاویل بالذات وبالعرض کی بھی نہین چل سکتی اور جس سے

نصوص نفی علم محیط الی یوم القیامۃ کے زمانۂ قبل عطاءِ علم مذکور پر محمول ہو سکنے کا شبہہ بھی قطع ہوتا ہے ثابت ہوتا ہے اور روایت اخیرہ پر عرض اعمال امت کی روایت کے تعارض کا شبہہ اسلیے نہین ہو سکتا کہ اُس روایت مین نہ تو یہ نص ہے کہ یہ اعمال قلب کو بھی شامل ہے نہ یہ نص ہے کہ تمام اعمال ظاہری کو شامل ہے ممکن ہے کہ دقائق مفاسد عقائد اور اعمال کے پیش نہ کیے جاتے ہون اور بعد فرض عرض عام کے نہ یہ نص ہے کہ بعد عرض کے وہ سب جزئی جزئی کرکے یاد رہتے ہون ورنہ قیامت کے روز معرفت امت کے لیے غرہ اور تحجیل کی علامت مقرر ہونیکی کیا حاجت تھی کیونکہ پیش اعمال معروضہ مین وضو ونماز اور امتی ہونا سب کچھ داخل ہے اور ان سب امور پر مطلع اور اُنکی یاد ہوتے ہوئے وہی اطلاع اور یاد کافی ہے خوب سمجھ لو غرض موجبہ کلیہ کہ بعلم صلی اللہ علیہ وسلم کل حادث مطلقًا یا الی یوم القیامۃ مرتفع ہوگیا اسی طرح بیشمار روایات اور آیات مین یہ امور بھی اور دوسرے لوازم بشریہ بھی مثل جوع وعطش و بعض اوقات رضا و غضب وراے کے مبانی کا واقع کے مطابق نہ ہونا وارد ہین اور پہلی روایت مین خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منع فرمانا حد شرعی سے تجاوز کرنے سے مصرح ہے غرض نہ مثبت کی نفی کی اجازت ہے اور نہ منفی کے اثبات کی اجازت تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۔

مِنَ القصيدة

ظَلَمْتُ سُنَّةَ مَنْ اَحْيَا الظَّلَامَ اِلٰى ؕ
اَنِ اشْتَكَتْ قَدَمَاهُ الضُّرَّ مِنْ وَّرَمِ

لہ مین نے اپنے نفس پر ظلم کیا بسبب چھوڑ دینے افعال مسنونہ اُس نفس مقدسہ کے جنہون نے شبہائے تار کو زندہ کیا بسبب مشغولی عبادات مالک کے یہانتک کہ [illegible]

۹۱ وَشَدَّ مِنْ سَغَبٍ اَحْشَاءَهُ وَطَوٰى
تَحْتَ الْحِجَارَةِ كَشْحًا مُّتْرَفَ الْاَدَمِ

۹۲ دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰى فِيْ نَبِيِّهِمْ
وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيْهِ وَاحْتَكِمِ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

استراحت فرمائی یہان تک کہ آپ کے دونون قدم مبارک مرض ورم مین مبتلا ہوگئے (جس سے دو وجہ سے عبدیت ثابت ہوئی شب بیداری عبادت مین، ورم قدم مبارک) ۹۲ اور جنھون نے باعث گرسنگی کے اپنے سامنے شکم مبارک کو کسا اور اپنے نرم لطیف پہلو سے شکم کو پتھر کے تلے لپیٹا تاکہ اُسکے ثقل اور سہارے سے گونہ تقویت حاصل ہو اور ضعف مانع قیام روزہ و نماز وغیرہ نہو اس سے بھی دو وجہ سے عبدیت ثابت ہوئی ایک گرسنگی دوسرے قناعت کہ عبادت ہے کیونکہ آپ نے باوجود اختیار زر و جاہ کے اسی حالت کو پسند فرمایا ۹۳ اُس دعوے کو جو نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت کیا ہے ای مخاطب یا قائل تو چھوڑ دے اور ایسا دعویٰ اپنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت مت کر بلکہ انکو افضل العباد سمجھ اور اسکے سوا آپکی مدح شریف مین جس وصف کمال کا تیرا جی چاہے حکم جازم اور قطعی دعویٰ کر اور اسمین خوب محکم اور استوار رہ انتہی۔ عبدیت کی نفی کر کے اُنکو دوسرے لشکر کے مساوی سمجھو بلکہ افضل انبیا اعتقاد کرو) عطر الوردہ

فصل چونتیسوین آپ کی شفقت مین امت کے ساتھ فصول سابقہ مین تو آپ کے ذاتی جمال و کمال کا بیان تھا اب یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ آپ کو اپنے غلامونکے ساتھ اور غلام بھی وہ جنھون نے آپ کی کوئی خدمت نہین کی کیا تعلق تھا پہلی روایت حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایکبار تمام رات ایک ہی آیت پڑھتے رہے کذا فی الشمائل للترمذی اور ابو عبید نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی کہ لوگون نے حضرت ابوذرؓ سے پوچھا وہ کونسی آیت تھی فرمایا یہ آیت تھی ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم کذا فی حاشیۃ عصام ف اسمین آپ نے امت کے لیے دعا فرمائی جیسا کہ مضمون سے ظاہر ہے **دوسری روایت** عباس بن مرداسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لیے عرفہ کی شام کو مغفرت کی دعا کی سو اسطرح قبول ہوئی کہ سب گناہونکی مغفرت کرتا ہون بجز حقوق العباد کے

کہ ظالم سے مظلوم کے حقوق ضرور وصول کرونگا آپنے دعا کی کہ اے رب اگر آپ چاہین تو مظلوم کو جنت سے دیکر ظالم کو بخشدین سو اُس شام کو یہ دعا منظور نہین ہوئی جب مزدلفہ مین صبح ہوئی پھر دعا کی سو منظور ہو گئی سو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندہ یا تبسم فرمایا ابوبکرؓ و عمرؓ نے عرض کیا کہ ہمارے مان باپ آپ پر فدا ہون اسوقت تو کوئی ہنسنے کا موقع نہین معلوم ہوتا سو کس سبب سے آپ ہنستے ہین اللہ تعالی آپ کو ہمیشہ ہنستا ہوا رکھے آپنے فرمایا کہ عدو اللہ ابلیس کو جب معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے میری دعا قبول کرلی اور میری امت کی مغفرت فرمادی تو خاک لیکر سر پر ڈالنے لگا اور ہاے وا ویلا مچانے لگا سو اسکی گھبراہٹ کو دیکھکر ہنسی آگئی روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور بیہقی نے کتاب البعث والنشور مین اسکے قریب روایت کیا کذا فی المشکوٰۃ **ف** لمعات مین ہے کہ مراد اس سے وہ حقوق العباد ہین جنکے ایفاء کا قصد مصمم ہے مگر ایفاء سے عاجز ہوگیا حق تعالی اخصما کو قیامت مین راضی فرماوینگے **تیسری روایت** لمعات مین آپکے طائف تشریف لیجانیکے قصہ مین جبکہ وہان کے کفار نے آپ کو ایذاء شدید پہونچائی روایت کیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام پہاڑ کے فرشتہ کو لیکر نازل ہوئے تاکہ آپ سے اجازت لیکر اُن کفار کو ہلاک کردے آپنے اُس فرشتہ سے فرمایا نہین مجکو امید ہے کہ اُنکی نسلون سے ایسے لوگ پیدا ہون جو اللہ تعالی کا توحید کے ساتھ ذکر کرین **چوتھی روایت** حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (بعض حیثیات سے) میرے ساتھ شدت سے محبت رکھنے والے وہ لوگ ہین جو میرے بعد ہون گے کہ اُنمین سے ہر شخص یہ تمنا کریگا کہ تمام اہل و مال کے عوض مجکو دیکھ لے روایت کیا اسکو مسلم نے کذا فی المشکوٰۃ **ف** یعنی اگر اُس سے کہا جاوے کہ اگر سب اہل و مال سے دست بردار ہو تو زیارت

میسر ہو جاوے تو وہ اُس پر دل و جان سے راضی ہو گا **پانچوین روایت** حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ مین بشر ہون مجکو بھی اور بشر کی طرح غصہ آجاتا ہے سو جس کسی مومن مرد یا مومن عورت پر مین (غصہ مین) بد دعا کر دون تو آپ اُس بد دعا کو اُس شخص کے لیے تزکیہ اور تطہیر کر دیجیے روایت کیا اسکو احمد نے کذا فی الرحمۃ المہداۃ **چھٹی روایت** حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاش ہم اپنے بھائیوں کو دیکھتے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم لوگ آپکے بھائی نہین ہین آپنے فرمایا تم تو میرے دوست ہو اور میرے بھائی وہ لوگ ہین جو ہنوز نہین آئے الحدیث روایت کیا اسکو مسلم نے کذا فی المشکوٰۃ **ف** چونکہ دوست کے ساتھ محبت کی ابتدا صحبت ہی سے ہوتی ہے اور بھائی سے محبت ہونا مقید نہین رویت و صحبت کے ساتھ پس صحابہؓ کو دوست اور بعد مین آنے والون کو بھائی فرمانا باعتبار وقوع حالت محبت کے ہے کہ اُنکی محبت کا وقوع رویت سے ہوا اور بعد والونکی محبت کا وقوع بے دیکھے ہوا اور اس سے صحابہؓ پر غیر صحابہؓ کی فضیلت محبت مین لازم نہین آتی کیونکہ یقیناً صحابہ کی ایسی استعداد تھی کہ اگر وہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھتے جب بھی محبت مین ہم سے زیادہ ہوتے۔ **ساتوین روایت** ابی جمعہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح نے عرض کیا یا رسول اللہ کوئی ہم سے بھی بہتر ہے کہ ہم اسلام لائے اور جہاد کیا آپنے فرمایا ہان ایک قوم ہے جو تمھارے بعد ہون گے کہ مجھپر ایمان لاوینگے اور مجکو دیکھا بھی نہوگا روایت کیا اسکو احمد اور دارمی نے **ف** یہ بہتر ہونا خاص عارض کی وجہ سے ہے کسی صفت حقیقیہ کی وجہ سے نہین پھر اِس بہتری مین بھی صحابہؓ کو دخل ہے کیونکہ ہم کو

ایمانکی دولت صحابہؓ ہی کی بدولت نصیب ہوئی کہ انھون نے دین کی ہر طرح کی خدمت کی پس ہماری تفضیل اُنپر لازم نہین آتی **ف** ان روایات مین بعض سے تمام امت اجابت پر کہ مؤمنین ہین اور بعض سے تمام امت دعوت پر کہ اُن مین کفار بھی داخل ہین اور بعض سے بعد مین آنے والون پر شفقت تامہ اور بعض سے ان بعد مین آنے والونکی مدح اور اُنکے محب نبی ہونے کی تصدیق جیسے چوتھی روایت مین اور بعض سے مدح کی ساتھ اُنکے محبوب نبی ہونے کی تحقیق جیسے چھٹی ساتوین روایت مین مذکور ہے کہ مدح و محبت و محبوبیت کا اظہار بھی ناشی محبت سے ہوا ہے اور قیامت مین جو شفاعت اور دعا و التجاآت کے لیے ہوگی اُسکی حدیثین مشہور اور بعضی انتیسوین تیسوین فصل مین مذکور ہین اور اُنکے علاوہ اس مضمون پر بیشمار روایات و واقعات شاہد ہین اس فصل کے ایراد سے جو غرض ہے وہ فصل آیندہ کی تمہید مین بیان کیجاویگی

من القصیدة

بُشْریٰ لَنَا مَعْشَرَ الْاِسْلَامِ اِنَّ لَنَا
مِنَ الْعِنَایَةِ رُکْنًا غَیْرَ مُنْهَدِمٖ

لَمَّا دَعَی اللّٰهُ دَاعِیْنَا لِطَاعَتِهٖ
بِاَکْرَمِ الرُّسُلِ کُنَّا اَکْرَمَ الْاُمَمٖ

اِنْ اٰتِ ذَنْبًا فَمَا عَهْدِیْ بِمُنْتَقِضٍ
مِنَ النَّبِیِّ وَلَا حَبْلِیْ بِمُنْصَرِمٖ

۱ اے گروہ اسلام ہمکو خوشخبری ہے بیشک ہمارے لیے عنایات خاصہ باری تعالیٰ سے ایسا ستون محکم عنایت ہوا ہے جو کبھی متغیر و متبدل نہوگا بلکہ ہمیشہ الی یوم القیامۃ ثابت و قائم رہیگا یعنی ہمارا دین ناسخ ہے وہ کبھی مثل اور ادیان کے منسوخ نہوگا ۲ جبکہ خداوند تعالیٰ نے ہمارے حضرت کو جو ہمکو طاعت خداوندی کی طرف بلانیوالے ہین بسبب افضل و اکرم رسل اللہ کہکر پکارا تو ہم اس ذریعے سے سب امتون سے افضل ہوگئے کیونکہ رسول کا افضل ہونا امت کی فضیلت کا واقعی سبب ہے ۳ اگر مین گناہ کر رہا ہون یا کیا ہے تو میرا ذریعۂ شفاعت جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ذکیا ہے ٹوٹنے والا نہین ہے اور نہ میری امید کی رسی کہ کٹ کر علیحدہ ہوجاوے مین ہرگز حضرت کی شفاعت سے ناامید نہین

حَاشَاهُ اَنْ یُّحْرَمَ الرَّاجِیْ مَکَارِمَهٗ
اَوْ یَرْجِعَ الْجَارُ مِنْهُ غَیْرَ مُحْتَرَمٖ
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

۵۲ خداوند تعالیٰ شانہ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منزہ کر دیا ہے اس عیب سے کہ آپکا امیدوار آپ کے مکارم و عطایا سے محروم کیا جاوے اور بھی اس خلل سے پاک کر دیا ہے کہ آپ کا مدد چاہنے والا آپ کی درگاہ سے غیر موقر و غیر محترم ناکام واپس آئے بلکہ ہمیشہ کامیاب و محترم ہوتا ہے ۱۲ عطر الوردہ۔

فصل بیالیسویں آپ کے حقوق میں جو امت کے ذمہ ہیں جنمیں اُم الحقوق محبت و متابعت فی الاصول و الفروع ہے۔ جاننا چاہیے کہ کسی سے محبت ہونا اور اُس محبت کا مقتضا متابعت ہونا تین سبب سے ہوتا ہے ایک کمال محبوب کا جیسے عالم سے محبت ہوتی ہے شجاع سے محبت ہوتی ہے اور دوسرا جمال جیسے کسی حسین سے محبت ہوتی ہے تیسرا نوال یعنی عطا واحسان جیسے اپنے منعم و مربی سے محبت ہوتی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ میں تینوں وصف علی سبیل الکمال مجتمع ہیں وصف اول سے یہ تمام رسالہ مشحون ہے دوسرا وصف فصل اکیسویں میں مخزون ہے اور چونتیسویں فصل انتیسویں مقصود خاص تیسرے وصف کا مضمون ہے جب تینوں وصف جو علت محبت ہیں آپ میں جمع ہیں تو خود اسکا طبعی تقتضا ہے کہ آپ کے ساتھ امت کو اعلیٰ درجہ کی محبت ہونا چاہیے اگر نص شرعی بھی نہ ہوتی اور جبکہ نصوص شرعیہ بھی اسکے ایجاب میں موجود ہیں تو داعی عقل و طبع کی ساتھ داعی شرع بھی ملکر آپکے وجوب محبت کو مؤکد کرتا ہے اور درحقیقت اعظم غایت اس رسالہ کی اسی امر کی طرف اہل ایمان کو متوجہ کرنا ہے اور یقینی امر ہے کہ ان اسباب و دواعی کے ہوتے ہوئے محبت سے اتباع کا انفکاک عادۃً محال ہے جس درجہ کی محبت ہوگی اُسی درجہ کا اتباع ہوگا اور ظاہر ہے

کہ محبت علی سبیل الکمال واجب ہے پس متابعت بھی علی سبیل الکمال واجب ہو گی اور اس مین گو کسی کو بھی کلام نہین ہو سکتا محض تجدید استحضار کے لیے مختصر طور پر تنبیہ کر دی گئی اور اسی کی تقویت کے لیے چند روایات بھی ذکر کیجاتی ہین **پہلی روایت** حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مین کا کوئی شخص مؤمن نہ ہوگا جب تک کہ مین اُسکے نزدیک اُسکے والد اور اولاد اور تمام آدمیون سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤن روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے کذا فی المشکوٰۃ **ف** یعنی اگر میری مرضیات اور دوسرونکی مرضیات مین تزاحم ہو تو جسکو ترجیح دیجاوے اُسی کے محبوب تر ہونیکی یہ علامت ہو گی **دوسری روایت** امام بخاری نے ایمان و نذور مین عبد اللہؓ بن ہشام سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ میرے نزدیک ہر چیز سے زیادہ محبوب ہین بجز میرے نفس کے جو میرے پہلو مین ہے (یعنی وہ تو بہت ہی محبوب ہے) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مین کوئی مؤمن نہین ہو سکتا جب تک خود اُسکے نفس سے بھی زیادہ اُسکو مین محبوب نہ ہون حضرت عمرؓ نے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی کہ آپ میرے نزدیک میرے اُس نفس سے بھی زیادہ محبوب ہین جو میرے پہلو مین ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بس اب بات ٹھیک ہوئی کذا فی المواہب **ف** حضرت عمرؓ نے اوّل محبت بلا اسباب کو محبت بالاسباب سے اقوی سمجھکر نفس کو مستثنی کیا پھر آپ کے اس ارشاد سے کہ اپنے نفس سے بھی زیادہ محبوب رکھنا ضرور ہے یہ سمجھ گئے کہ اقوی ہونیکا مدار کوئی ایسا امر ہے کہ اُسکے اعتبار سے کوئی چیز نفس سے بھی زیادہ محبوب ہو سکتی ہے مثلاً یہ کہ آپ کی خوشی کو نفس کی خوشی پر طبعاً

مقدم و راجح پایا سو اس حقیقت کے انکشاف کے بعد کے آپ کی احبیت من النفس کا مشاہدہ کیا اور رجحان دی اور مواہب کے مقصد سابع مین دوسرے صحابہؓ کی بھی حکایتین محبت کی عجیب و غریب ذکر کی ہین تیسری روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری تمام امت جنت مین داخل ہو گی مگر جس نے میرا کہنا قبول نہ کیا عرض کیا گیا کہ قبول کس نے نہین کیا فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت مین داخل ہو گا اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے قبول نہین کیا روایت کیا اسکو بخاری نے کذا فی المشکوٰۃ **ف** صحابہؓ کے اس سوال سے معلوم ہوا کہ یہ اباء مخصوص بہ کفر نہین ہے ورنہ اسمین کونسا خفا تھا پس آپ کے اتباع نکرنے کو اباء سے تعبیر فرمایا گیا ہے اس سے متابعت کا وجوب ثابت ہوا چوتھی روایت حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری سنت سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جسنے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت مین ہو گا روایت کیا اسکو ترمذی نے کذا فی المشکوٰۃ **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علامت آپکی محبت کی آپکی سنت کی محبت ہے اور آپ کی محبت کی فضیلت بھی ثابت ہوئی کہ مفتاح جنت ہے اور جنت کے ساتھ حضورؐ کی معیت کا بھی موجب ہے پانچوین روایت حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص کو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے کے جرم مین سزا دی پھر وہ ایک دن حاضر کیا گیا پھر آپ نے حکم سزا کا دیا ایک شخص نے مجمع مین سے کہا کہ اے اللہ اسپر لعنت کسقدر کثرت سے اسکو (اس مقدمہ مین) لایا جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسپر لعنت مت کرو واللہ میرے علم مین یہ اللہ اور اُس کے رسول سے محبت رکھتا ہے روایت کیا اسکو بخاری نے **ف** اس حدیث سے چند امور ثابت ہوئے

ایک بشارت مذنبین کو کہ اُنسے اللہ و رسول کی محبت کی نفی نہین کی گئی دوسرے تنبیہ مذنبین کو کہ نری محبت سزا سے بچنے مین کام نہ آئی تو کوئی اِسنا زمین نہ رہے کہ بس خالی محبت بدون اطاعت کے سزاے جہنم سے بچالے گی البتہ بُعد بعید من الرحمۃ سے بچا سکتی ہے جیسا کہ نہی عن اللعنۃ سے معلوم ہوا پس جو سزا آخرت کی اس ملعونیت پر مرتب ہے یعنی خلود اُس سے یہ محبت بچالے گی بعد سزا کے مغفرت ہوجاوے گی تیسری فضیلت محبت کی جیسا کہ ظاہر ہے چوتھے تفاوت مراتب محبت کا کہ باوجود ایک عصیان کے اثبات محبت کا حکم فرمایا اِس سے ثابت ہوا کہ متابعت کامل نہ ہونیسے گو کمال محبت کا حکم نہ ہوگا مگر نفس متابعت سے کہ ادنیٰ درجہ اُسکا کفر سے نکلنا ہے کوئی درجہ محبت کا ثابت کہا جاویگا پانچوین مؤمن خواہ کتنا ہی گنہگار ہو مگر اُسپر لعنت نہ کرنا چاہیے اِس سے عظمت ثابت ہوتی ہے اللہ و رسول کی محبت کی کہ اُسکا ایک شمّہ بھی گو مقرون بالمعاصی ہو مانع عن اللعنۃ ہے تو اُسکا کامل اور خالص درجہ کیسا کچھ مؤثر ہوگا ۵

جرعہ خاک آمیز چون مجنون کند	صاف گر باشد ندانم چون کند

للشیخ عبد العزیز الدہلوی ۱۲   عہ میا اذ کر ۱۲

۱ یَا سَائِرًا نَحْوَ الْحِمٰی بِاللّٰهِ قِفْ فِیْ بَانِہٖ ۱	۱ اے جانے والے بجانب گیاہ زار کے اللہ کے لیے اُسکے باغ درخت بان مین ذرا ٹھہرنا اور میری طرف سے دفا تر غم اُسکے رہنے والونکو پڑھکر سُنانا
وَاقْرَأْ طَوَامِیْرَ الْجَوٰی مِنِّیْ عَلٰی سُکَّانِہٖ ۱	
۲ اِنْ یَسْئَلُوْا عَنْ حَالَتِیْ فِی السُّقْمِ مُنْذُ فَقْدِہٖ	۲ اگر وہ میری حالت بیماری کے بارہ مین دریافت کرین جب سے مین اُنسے غائب ہوا ہون پس قلب اپنے خفقان مین ہے اور سر اپنے دوران مین ہے
فَالْقَلْبُ فِیْ خَفَقَانِہٖ وَالرَّاْسُ فِیْ دَوَرَانِہٖ ۱	

٥٣ إن فتشوا عن دمع عيني بعدهم قل حاليا
كما لغيث في تصبابه والبحر في هيجانه
٥٤ لكنه مع ما جرى مستغرق حب المصطفى
تخياله في قلبه وحديثه بلسانه
٥٥ ولطالما قد عوا ملحا في الدعاء مبالغا
ليطوف في بستانه ويشم من ريحانه
٥٦ يا من تفوق امره فوق الخلائق في العلا
حتى لقد اثنى عليك الله في قرآنه
٥٧ صلى عليك الله اخر دهره متفضلا
مترحما وحباك الموعود من احسانه

٥٣ اگر وہ میرے اشک چشم کی متعلق اپنے بعد کے زمانہ میں تحقیق کریں تو بطور حکایت کے کہنا کہ مثل ابر کے ہے اُسکے برسنے میں اور مثل بحر کے ہے اُسکے جوش میں ٥٤ لیکن وہ محب باوجود اس تمام ماجرا کے فریفتہ ہے عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یعنی آپکا خیال اُسکے قلب میں ہے اور آپکا تذکرہ اُسکی زبان پر ہے ٥٥ اور بہت زمانہ طویل سے دعا کر رہا ہے اور دعا میں الحاح اور مبالغہ کر رہا ہے تاکہ وہ آپکے باغ میں طواف کرے اور آپکے ریحان سے خوشبو سونگھے ٥٦ اے وہ ذات پاک جسکا رتبہ تمام خلائق پر بلندی میں فائق ہو گیا یہاں تک کہ آپ پر اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن میں ثنا فرمائی ٥٧ اللہ تعالیٰ آپ پر درود نازل فرماوے زمانہ کے اخیر تک تفضل کرتا ہوا اور ترحم فرماتا ہوا اور آپکو اپنے احسانات موعودہ عطا فرماوے ١٢ منہ

چھتیسویں فصل

آپ کی توقیر و احترام و ادب کے وجوب میں یہ بھی فصل سابق کے ساتھ ملحق ہے کہ یہ بھی منجملہ آپ کے حقوق عظمت کے ہیں اس باب میں چند آیات و روایات کا نقل کرنا کافی ہے آیت اول سورۂ توبہ میں ہے ما كان لاهل المدينة ومن حولهم من الاعراب ان يتخلفوا عن رسول الله ولا يرغبوا بانفسهم عن نفسه آیت دوم سورۂ نور میں ارشاد ہے انما المؤمنون الذين امنوا بالله ورسوله واذا كانوا معه على امر جامع لم يذهبوا حتى يستاذنوه ان الذين يستاذنونك اولئك الذين يؤمنون بالله ورسوله فاذا استاذنوك لبعض شانهم فاذن لمن شئت

منهم واستغفر لهم الله ان الله غفور رحیم لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا آیت سوم سورۂ احزاب میں ارشاد ہے وما کان لکم ان تؤذوا رسول الله ولا ان تنکحوا ازواجه من بعده ابدا ان ذلکم کان عند الله عظیما الیٰ قوله تعالیٰ ان الذین یؤذون الله ورسوله لعنهم الله فی الدنیا والاخرة واعد لهم عذابا مهینا آیت چہارم سورۂ فتح میں ہے انا ارسلناک شاهدا ومبشرا ونذیرا لتؤمنوا بالله ورسوله وتعزروه وتوقروه وتسبحوه بکرة واصیلا آیت پنجم سورۂ حجرات میں ہے یا ایها الذین امنوا لا تقدموا بین یدی الله ورسوله واتقوا الله ان الله سمیع علیم الیٰ قوله تعالیٰ ولو انهم صبروا حتی تخرج الیهم لکان خیرا لهم والله غفور رحیم حاصل ان آیات کا یہ ہے کہ نمبر ا۔ مدینہ کے رہنے والوں کو اور جو دیہاتی اُن کے گرد و پیش میں رہتے ہیں اُن کو یہ زیبا نہ تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ دیں اور نہ یہ زیبا تھا کہ اپنی جان کو اُنکی جان سے عزیز سمجھیں ۲۔ بس مسلمان تو وہی ہیں جو اللہ پر اور اُسکے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام پر ہوتے ہیں جسکے لیے مجمع کیا گیا ہے اور اتفاقاً وہاں سے جانے کی ضرورت پڑتی ہے تو جب تک آپ سے اجازت نہ لیں اور آپ اُس پر اجازت نہ دیں مجلس سے اُٹھکر نہیں جاتے اے پیغمبر جو لوگ آپ سے ایسے مواقع پر اجازت لیتے ہیں بس وہی اللہ پر اور اُسکے رسول پر ایمان رکھتے ہیں تو جب اہل ایمان لوگ ایسے مواقع پر اپنے کسی ضروری کام کے لیے آپ سے جانیکی اجازت طلب کریں تو اُنمیں سے آپ جسکے لیے مناسب سمجھکر اجازت دینا چاہیں اجازت دیدیا کریں اور اجازت دیکر بھی

آپ انکے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کیا کیجیے بلا شبہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے کو جب وہ کسی ضرورت اسلامیہ کے لیے تمکو جمع کریں ایسا معمولی بلانا مت سمجھو جیسا تم میں ایک دوسرے کو بلا لیتا ہے کہ چاہے آیا یا نہ آیا پھر آ کر بھی جب تک چاہا بیٹھا جب چاہا اٹھکر بے اجازت لیے چلدیا ۳ع اور (حرمت ایذاء نبوی صرف فضول جمکر بیٹھ جانے ہی کی صورت مین منحصر نہین بلکہ علی الاطلاق حکم ہے کہ) تمکو (کسی امر مین) جائز نہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کلفت پہونچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ تم آپکے بعد آپکی بیبیون سے کبھی بھی نکاح کرو یہ خدا کے نزدیک بڑی بھاری معصیت کی بات ہے (اور جسطرح یہ نکاح ناجائز ہے ایسے ہی اسکا زبان سے ذکر کرنا یا دل مین ارادہ کرنا سب گناہ ہے سو) اگر تم اسکے متعلق کسی چیز کو زبان سے ظاہر کروگے یا اسکے ارادہ کو دلمین پوشیدہ رکھوگے تو اللہ تعالیٰ (کو دونون کی خبر ہوگی کیونکہ وہ) ہر چیز کو خوب جانتے ہین (پس تمکو اسپر سزا دینگے اور ہم نے جو اوپر حجاب کا حکم دیا ہے اُس سے بعضے مستثنیٰ بھی ہین جسکا بیان یہ ہے کہ) پیغمبر کی بیبیون پر اپنے باپون کے سامنے ہونیکے بارہ مین کوئی گناہ نہین اور نہ اپنے بیٹون کے یعنی جسکے بیٹا ہو اور نہ اپنے بھائیون کے اور نہ اپنے بھتیجون کے اور نہ اپنے بھانجون کے اور نہ اپنے دینی شریک عورتون کے اور نہ اپنی لونڈیون کے (یعنی انکے سامنے آنا جائز ہے) اور اے پیغمبر کی بیبیو (ان احکام مذکورہ کے امتثال مین) خدا سے ڈرتی رہو (کسی حکم کے خلاف نہ ہونے پاوے) بیشک اللہ ہر چیز پر حاضر ناظر ہے (یعنی اس سے کوئی امر مخفی نہین پس خلاف مین احتمال سزا کا ہے) بیشک اللہ تعالےٰ

اور اُسکے فرشتے رحمت بھیجتے ہین ان پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر اے ایمان والو تم بھی آپ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو (تاکہ آپ کا حق عظمت جو تمھارے ذمہ ہے ادا ہو) بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کو قصداً ایذا دیتے ہین اللہ تعالیٰ اُن پر دنیا اور آخرت مین لعنت کرتا ہے اور اُنکے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے ۴؎ اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہمنے آپ کو اعمال امت پر قیامت کے دن گواہی دینے والا عموماً اور دنیا مین خصوصاً مسلمانون کے لیے بشارت دینے والا اور کافرون کے لیے ڈرانیوالا کر کے بھیجا ہے اور اے مسلمانو ہم نے اُنکو اسلیے رسول بنا کر بھیجا ہے تاکہ تم لوگ اللہ پر اور اُسکے رسول پر ایمان لاؤ اور اُسکے دین کی مدد کرو اور اُسکی تعظیم کرو (عقیدۃً بھی کہ اللہ تعالیٰ کو موصوف بالکمالات و منزہ عن النقائص سمجھو اور عملاً کہ اطاعت کرو) اور صبح و شام اُسکی تسبیح و تقدیس مین لگے رہو ۵؎ اے ایمان والو اللہ و رسول کی اجازت سے پہلے تم کسی قول یا فعل مین سبقت مت کیا کرو (یعنی جب تک قرائن قویہ یا تصریح سے اذن گفتگو کا نہو گفتگو مت کرو) اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ (تمھارے سب اقوال کو) سُننے والا (اور تمھارے افعال کو) جاننے والا ہے (اور) اے ایمان والو تم اپنی آوازین پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور نہ اُنسے ایسے کھل کر بولا کرو جیسے آپس مین ایک دوسرے سے کھل کر بولا کرتے ہو (یعنی نہ بلند آواز سے بولو جبکہ آپکے سامنے بات کرنا ہو گو باہم ہی مخاطبت ہو اور نہ برابر کی آواز سے جبکہ خود آپ سے مخاطبت کرو کبھی تمھارے اعمال برباد ہوجاوین اور تمکو خبر بھی نہو (اسکا مطلب یہ ہے کہ رفع صوت کہ صورۃً

بیبا کی ہے اور جہر کجہر بعضہم کہ گستاخی ہے طبعًا بوجہ اِسکے کہ تابع قالاً وحالاً مدعی التزام ادب متبوع ہوتا ہے اور اسمین اس لتزام کا ترک ہے ناگوارا ور موجب تاذی ہوسکتا ہے اور تاذی رسول کی موجب حبط عمل ہے اور گو اور معاصی موجب حبط نہین ہوتے لیکن یہ اُس عام مین سے مخصوص ہے البتہ بعض اوقات جبکہ طبیعت زیادہ منبسط ہو یہ امور ناگوار نہین ہوتے اُسوقت بوجہ عدم تحقیق ایذا یہ امور موجب حبط نہین ہوتے مگر چونکہ تاذی سامع کا تحقق بعض اوقات متکلم کو معلوم نہین ہوتا اور اس بنا پر ممکن ہے کہ تاذی ہو جاوے اور اس سے حبط بھی ہو جاوے اور متکلم اس گمان مین رہے کہ تاذی نہین ہوئی پس حبط کی بھی خبر نہو لاتشعرون کے یہی معنی ہین اور اسی وجہ سے مطلق رفع صوت وجہر بالقول کو منہی عنہ ٹھیرایا کہ گو اِسکے بعض افراد موجب تاذی نہون گے لیکن اسکی تعیین کیسے ہو گی لہذا مطلقًا تمام افراد کو ترک کردینا چاہیے یہ تو ترہیب تھی رفع صوت پر آگے ترغیب ہے خفض صوت کی کہ) بیشک جو لوگ اپنی آوازون کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے پست رکھتے ہین یہ وہ لوگ ہین جنکے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے خالص کردیا ہے (یعنی انکے قلوب مین غیر تقویٰ نہین ہے مطلب یہ کہ متقی کامل ہین مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اِس باب خاص مین وہ کمال تقوی کے ساتھ موصوف ہین کیونکہ کمال تقویٰ یہ ہے حسب حدیث مرفوع ترمذی لا یبلغ العبد ان یکون من المتقین حتی یدع ما لا بأس بہ حذرًا لما بہ بأس اور رفع صوت کی ایک فرد فی نفسہ غیر ذی باس ہے جسمین تاذی نہو اور ایک فرد ذی باس ہے جسمین تاذی ہو جب انھون نے مطلقًا رفع

صوت کو ترک کردیا تو ذی باس کے حذر سے غیر ذی باس کو ترک کردیا پس کمال تقوی متحقق ہوگیا اور فی نفسہ کی قید اسلیے لگائی کہ بعد نہی کے پھر تو دونون فرد ذی باس ہین آگے اُنکے عمل کا ثمرہ اُخروی مذکور ہے کہ) اِن لوگون کے لیے مغفرت اور اجر عظیم ہے جو لوگ حجرون کے باہر سے آپ کو پکارتے ہین انمین اکثرون کو عقل نہین ہے ورنہ آپ کا ادب کرتے اور ایسی جرأت نکرتے اور اگر یہ لوگ ذرا صبر و انتظار کرتے یہان تک کہ آپ خود باہر انکے پاس آجاتے تو یہ اُنکے لیے بہتر ہوتا (کیونکہ یہ ادب کی بات تھی) اور (یہ لوگ اگر اب بھی توبہ کرلین تو معاف ہوجاوے کیونکہ) اللہ غفور رحیم ہے **روایت اوّل** سنن ابو داؤد کتاب الحدود مین حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک نابینا کی ایک ام ولد تھی جو جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی شان مین بیہودہ حکایت کہا کرتی اور گستاخی کیا کرتی وہ نابینا منع کرتا وہ باز نہ آتی وہ اُسکو ڈانٹتا مگر وہ نہ مانتی ایک شب اسی طرح اُس نے کچھ بکنا شروع کیا اُس نابینا نے ایک چھرا لیکر اُسکے پیٹ پر رکھکر بوجھ دیدیا اور اُسکو ہلاک کرڈالا صبح کو اسکی تحقیقات ہوئی اُس نابینا نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسکا اقرار کیا اور تمام قصہ بیان کیا آپ نے فرمایا سب گواہ رہو کہ اُسکا خون رائگان ہے (یعنی قصاص وغیرہ نہ لیا جاویگا) **ف** اِن صحابی کا جوش محبت و ادب کسقدر ثابت ہوتا ہے اور اِس سے حنفیہ کے اُس مسئلہ پر شبہ نہین ہوسکتا کہ سبّ نبی موجب نقض عہد نہین ہے کیونکہ عدم نقض عہد سے عدم جواز قتل لازم نہین آتا یہ قتل سیاستہً و زجراً ہے کہ علانیہ ایسے کلمات کا کہنا کہ اُس کافر کے مذہب مین بھی اہل

نہین پھر بار بار کہنا جو دلیل ہے تمرد و استخفاف اسلام کی بلاشبہہ موجب زجر بالقتل ہے **دوسری روایت** امام بخاری نے کتاب الشروط مین قصۂ حدیبیہ کی ایک طویل حدیث نقل کی ہے اُسمین یہ بھی ہے کہ عروہ بن مسعود رئیس مکہ نے آپ کی مجلس شریف سے مکہ واپس جاکر لوگون سے بیان کیا کہ اے میری قوم واللہ مین بادشاہون کے پاس گیا ہون اور قیصر و کسریٰ و نجاشی کے پاس گیا ہون واللہ مین نے کسی بادشاہ کو نہین دیکھا کہ اُسکے مصاحب اُسکی اسقدر تعظیم کرتے ہون جسقدر صحابہؓ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہین واللہ جب آپ کھنکار پھینکتے ہین تو وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ مین پہونچتی ہے اور وہ اُسکو اپنے چہرہ اور بدن کو مل لیتا ہے اور جب آپ اُنکو کوئی حکم دیتے ہین تو وہ آپ کے حکم کی طرف دوڑتے ہین اور جب آپ وضو کرتے ہین تو اُن لوگونکی یہ حالت ہوجاتی ہے کہ وضو کا پانی لینے کے لیے گویا اب لڑ پڑینگے اور جب آپ کلام فرماتے ہین تو وہ لوگ اپنی آوازون کو آپ کے سامنے پست کرلیتے ہین اور وہ لوگ آپکی طرف تیز نگاہ سے دیکھتے تک نہین الحدیث **ف** اِس سے جو کچھ آداب صحابہؓ کے ثابت ہوتے ہین ظاہر ہے **تیسری روایت** مشکوٰۃ مین بروایت امام احمد براء ابن عازبؓ سے مروی ہے کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری کے جنازہ پر گئے اور قبر تک پہونچے ہنوز مُردہ لحد مین نہین رکھا گیا تھا (کچھ دیر ہوگی) آپ بیٹھ گئے اور ہم آپ کے گرداگرد اسطرح بیٹھ گئے کہ گویا ہمارے سرون پر پرندے ہین انتہٰی (نہایت سکون و سکوت کے ساتھ) **ف** صحابہؓ کا حضورؐ کی خدمت مین اسی طرح بیٹھنے کا معمول تھا اِس سے غایت ادب ظاہر ہے اور بیشمار

روایات اس باب مین وارد ہین علمانے تصریح فرمائی ہے کہ یہ آداب بعد حیات بھی باقی ہین چنانچہ مواہب مین ہے کہ جب آپ کی صوت پر صوت کا بلند کرنا موجب حبط اعمال ہے تو اپنی آرار واہوا کے آپ کی سنت اور حکم پر بڑھانے کی نسبت کیا گمان کرتے ہو اور جب آپ کی مجلس سے بلا اذن جانا جائز نہین تو آپکی تفاصیل دین سے دوسری طرف جانا کیسے جائز ہوگا اور دوسرے علمانے لکھا ہے کہ جسطرح حضورؐ کے سامنے رفع صوت جائز نہ تھا اسی طرح آپکے کلام کے درس اور احکام کی نقل کے وقت بھی رفع صوت حاضرین وسامعین کے لیے خلاف ادب ہے اور اسی طرح محل مسجد شریف کے قریب بھی مواہب مین ایک حکایت نقل کی ہے کہ امیر المؤمنین ابوجعفر نے امام مالکؒ سے کسی مسئلہ مین مسجد نبویؐ مین گفتگو کی تو امام مالکؒ نے فرمایا کہ اے امیر المؤمنین تمکو کیا ہوا اس مسجد مین آواز مت بلند کرو کہ حضور نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کا احترام وفات کے بعد وہی ہے جو حالت حیات مین تھا سو ابوجعفر دب گیا اسکی تائید حضرت عمرؓ کے اس ارشاد سے ہوتی ہے جو آپنے دو شخص اہل طائف کو فرمایا تھا کہ تم مسجد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین اپنی آواز بلند کرتے ہو روایت کیا اسکو بخاری نے کذا فی المشکوٰۃ باب المساجد پس آپکے نام کی اور آپکے مقام کی اور کلام کی اور احکام کی سب کی تعظیم واجب ہے اور منجملہ اسی تعظیم احکام کے یہ ہے کہ تعظیم ظاہری مین حدود شرعیہ سے تجاوز نہ ہو یعنی مثلاً کسی اور نبی کی یا حضرت حق تعالیٰ کی بے ادبی نہ ہونے لگے چنانچہ چوتھی پانچوین روایت سے ظاہر ہے آگے چوتھی روایت حضرت ابوہریرہؓ سے ایک یہودی اور مسلمان کے جھگڑے کے قصہ مین روایت ہے کہ مسلمان نے اپنی قسم مین کہا کہ قسم اس ذات کی

جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم پر برگزیدہ بنایا یہودی نے کہا کہ قسم اُس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام عالم پر برگزیدہ بنایا مسلمان نے اُسوقت ہاتھ اُٹھا کر ایک طمانچہ یہودی کے منھ پر مارا یہودی نے جا کر حضورؐ مین عرض کیا آپنے مسلمان سے تحقیق فرمایا اُسنے یہ قصہ عرض کیا آپنے فرمایا کہ تم مجکو موسیٰ علیہ السلام پر (ایسی) فضیلت مت دو (جسمین اُنکی بے ادبی کا شائبہ ہو جیسا کہ تفاضل مین لڑائی جھگڑے تک نوبت ہوجانے سے اسکا شبہہ واقع ہوسکتا ہے) روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے کذا فی المشکوٰۃ **پانچوین** روایت حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ جانین مصیبت مین آگئین اور بال بچے بھوکے مرنے لگے اور اموال تباہ ہونے لگے اور مواشی ہلاک ہونے لگے (یعنی قحط کے سبب) سو آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے بارش کی دعا کیجیے سو ہم آپ کو خدا کے نزدیک شفیع لاتے ہین اور خداے تعالیٰ کو آپکے نزدیک شفیع لاتے ہین سو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (اس کلمہ سے نہایت مضطرب ہوئے اور) سبحان اللہ سبحان اللہ فرمانے لگے اور اسقدر مکرر سہ کرر تسبیح فرمائی کہ اسکا اثر صحابہؓ کے چہرون مین دیکھا گیا پھر فرمایا کہ کمبختی مارے خداے تعالیٰ کو کسی کے نزدیک سفارشی نہین لایا جاسکتا خداے تعالیٰ کی شان اس سے بہت زیادہ عظیم ہے الحدیث روایت کیا اسکو ابوداؤد نے کذا فی المشکوٰۃ **ف** گو شفیع گاہے عظیم بھی ہوتا ہے جیسا حضرت بریرہؓ سے آپنے دربارۂ مغیثؓ کے فرمایا کہ مین حکم نہین کرتا شفاعت کرتا ہون لیکن لوازم شفاعت سے یہ ہے کہ شفیع اُس حاجت کے پورا کرنے سے خود عاجز ہو جس سے

سفارش کرتا ہے اُسکا محتاج ہوتا ہے اور عجز و احتیاج کا احتمال بھی خدا ے تعالےٰ
کی ذات مین محال ہے بس چونکہ اس عنوان مین اگرچہ تعظیم نبوی اعلیٰ درجہ کی ہے مگر خوف
سوء ادب حضرت حق کی شان مین آپ پر کسقدر گران گذرا اور کس اہتمام سے آپنے اس سے روکا

من القصیدۃ

۵۱ اَکْرِمْ بِخُلْقِ نَبِیٍّ زَانَہٗ خُلُقٌ
بِالْحُسْنِ مُشْتَمِلٍ بِالْبِشْرِ مُتَّسِمِ

۵۲ کَالزَّھْرِ فِیْ تَرَفٍ وَالْبَدْرِ فِیْ شَرَفٍ
وَالْبَحْرِ فِیْ کَرَمٍ وَالدَّھْرِ فِیْ ھِمَمِ

۵۳ کَاَنَّہٗ وَھُوَ فَرْدٌ فِیْ جَلَالَتِہٖ
فِیْ عَسْکَرٍ حِیْنَ تَلْقَاہُ وَفِیْ حَشَمِ

۵۴ کَاَنَّمَا اللُّؤْلُؤُ الْمَکْنُوْنُ فِیْ صَدَفٍ
مِنْ مَعْدِنَیْ مَنْطِقٍ مِنْہُ وَمُبْتَسَمِ

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

۵۱ کیا عمدہ ہے سرشت و صورت حضرتؐ کی جس کو آپکے خلق عظیم نے زینت دی ہے ایسے حال مین کہ وہ سرتاپا جامۂ حسن مین لپٹی ہوئی ہے اور تازہ روئی اور کشادہ پیشانی سے متصف و نشان مند ہے ۵۲ ذات عالی صفات لطافت و نظافت مین مثل شگوفہ کے ہے اور مثل ماہ چاردہم کے علو و بزرگی مین اور مانند سمندر کے عموم فیض و نفع رسانی خلائق مین اور مانند زمانہ کے ہمتون مین ۵۳ آپ کی یہ شان ہے کہ آپ اگر تنہا بھی ہون تو ملاقات کے وقت بوجہ اپنی جلالت و عظمت کے ایسے معلوم ہوتے ہین کہ گویا آپ ایک بڑے حشم و خدم مین ہین ۱۲ منہ ۵۴ گویا موتی جو اپنی صدف مین پنہان ہے اور اتبک ہر آکر دستمال نہین ہوا اپنی چمک اور دمک مین اُن گوہرونکے مشابہ ہے جو ان دو کانون سے نکلا ہو جنمین ایک کان دہان مبارک ہے یعنی کلام بلاغت انتظام اور دوسرے دولب غریب دندان درخشان خلاصہ یہ کہ وہ موتی جو ہنوز صدف سے نہین نکلا وہ کمال صفائی و چمک مین آپکے کلام اور دندان سے مشابہ ہے گو انکی صفائی کو نہین پہونچ سکتا ۱۲ ان سلام و صلوات سے آپکا اعظم صلوۃ و معنی ہونا ثابت ہے اور یہ مقتضی ہے کمال محترم و واجب التوقیر ہونیکو ۱۲ عطر الوردہ

سینتیسویں فصل آپ پر درود شریف بھیجنے کی فضیلت میں یہ بھی فصلین سابقین کے ساتھ ملحق ہے کیونکہ یہ بھی منجملہ آپ کے حقوق واجبہ کے ہے۔ اس باب میں بھی چند روایات پر اکتفا کیا جاتا ہے پہلی روایت حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجھ پر ایکبار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اُسپر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اُس سے دس گناہ معاف ہوتے ہیں اور اُسکے دس درجے بلند ہوتے ہیں روایت کیا اسکو نسائی نے دوسری روایت حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن میرے ساتھ سب آدمیوں سے زیادہ قرب رکھنے والا وہ ہوگا جو مجھپر کثرت سے درود بھیجتا ہو روایت کیا اسکو ترمذی نے تیسری روایت نیز ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سے ملائکہ زمین میں سیاحت کیا کرتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھکو پہونچاتے ہیں روایت کیا اسکو نسائی اور دارمی نے چوتھی روایت حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص ذلیل وخوار ہو جسکے سامنے میرا ذکر کیا جاوے اور وہ مجھپر درود نہ بھیجے روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف** اس حدیث سے محققین نے کہا کہ آپ کا نام مبارک سنکر اوّل بار درود پڑھنا واجب ہے پھر مکرر اُسی مجلس میں اگر ذکر ہو تو مستحب ہے پانچویں روایت حضرت اُبی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ پر درود کثرت سے بھیجتا ہوں سو (یہ بتلا دیجیے کہ کسقدر درود معمول رکھوں (مطلب یہ کہ بقیہ اوراد سے درود کی کیا نسبت رکھوں)

آپ نے فرمایا جسقدر چاہو مین نے عرض کیا کہ ایک ربع (یعنی مثلاً کل وقت وظیفہ کا تین گھنٹہ ہون تو یون گھنٹہ درود کے لیے رکھون) آپ نے فرمایا جو چاہو اور اگر بڑھالو تو وہ تمھارے لیے زیادہ بہتر ہے مین نے عرض کیا کہ نصف (مثلاً مثال مذکور مین ڈیڑھ گھنٹہ) آپ نے فرمایا جو چاہو اور اگر اور بڑھالو تو تمھارے لیے اور بھی بہتر ہے مین نے عرض کیا کہ دو ثلث (مثلاً مثال مذکور مین دو گھنٹہ) آپ نے فرمایا کہ جو چاہو اور اگر اور زیادہ کرلو اور بھی بہتر ہے مین نے عرض کیا کہ مین تمام وظیفہ درود ہی کو کرلونگا (یعنی پورے تین گھنٹہ یہی پڑھا کرون گا) آپ نے فرمایا تو اس صورت مین تمھارے افکار کی کفایت کیجاوے گی اور تمھارا گناہ معاف کیا جاوے گا روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف** اس سے درود شریف کا افضل الاوراد ہونا ظاہر ہے **چھٹی روایت** ابو طلحہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ کے رب کا ارشاد ہے کہ آپ پر جو شخص ایک درود بھیجے گا مین اُسپر دس رحمتین نازل کرونگا اور جو شخص ایک سلام بھیجے گا اُسپر دس سلام بھیجونگا روایت کیا اسکو نسائی اور دارمی نے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ اگر درود شریف کے کسی صیغہ مین صلوٰۃ وسلام دونون ہون تو اُسکے ایک بار پڑھنے سے بیس عنایتین حق تعالی کی ہوتی ہین مثلاً اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ **ساتوین روایت** حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ انھون نے فرمایا کہ دعا معلق رہتی ہے درمیان آسمان وزمین کے اُسمین سے کچھ بھی (مقام قبول تک) نہین پہونچتی جب تک کہ اپنے نبی پر درود نہ پڑھو روایت کیا اسکو ترمذی نے **ف**

چونکہ یہ امر مدرک بالقیاس نہین ہے اسلیے حکم مرفوع مین ہے یہ سب احادیث مشکوٰۃ مین ہین اور اس باب مین احقر کا رسالہ زاد السعید مختصر اور جامع ہے۔

بعد بیان فضیلت کے بمقتضاے وارد قلبی اُسکی بعض حکمتین لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے **حکمت اول** جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے احسانات امت پر بے شمار ہین کہ صرف تبلیغ ماموربہ ہی پر اکتفا نہین فرمایا بلکہ اُنکی اصلاح کے لیے تدبیرین سوچین اُنکے لیے رات رات بھر کھڑے ہو کر دعائین کین اُنکے احتمال مضرت سے دلگیر ہوئے اور تبلیغ گو ماموربہ تھی لیکن تاہم اُسمین واسطۂ نعمت تو ہوے بہر حال آپ محسن بھی ہین اور واسطۂ احسان بھی پس اس حالت مین مقتضا فطرت سلیمہ کا یہ ہوتا ہے کہ ایسی ذات کے واسطے دعائین نکلتی ہین خصوصًا جبکہ مکافاۃ بالمثل نہوسکے اور ہمارا عاجز ہونا اس مکافات سے ظاہر ہے کیونکہ ان نعماء کا افاضہ غیر نبی سے نبی پر محالات سے ہے اور دعاے رحمت سے بڑھکر کوئی دعا نہین اور اُسمین بھی رحمت خاصّۂ کاملہ کی دعا جو کہ مفہوم ہے درود کا اسلیے شریعت نے اسی فطرت سلیمہ کے مطابق درود شریف کا امر کہین وجوبًا کہین استحبابًا فرمایا و نحوہ فی المواہب **حکمت دوم** چونکہ آپ حق تعالیٰ کے محبوب ہین اور محبوب کے لیے کسی خیر کی درخواست کرنا گو محبوب کو بوجہ اسکے کہ حبیب سے درخواست کی جاوے وہ خود بوجہ محبت کے وہ خیر اُس محبوب کو پہونچاویگا اُس خیر کے ملنے مین اُس درخواست کی حاجت ہی نہو لیکن ایسی درخواست کرنا خود سبب ہوتا ہے اِس درخواست کرنے والے کے تقرب کا پس درود شریف مین چونکہ درخواست رحمت ہے محبوب حق کے لیے اسلیے یہ ذریعہ ہوجاویگا خود اس شخص کو

حق تعالیٰ کی رضا و قرب میسّر ہونے کا و نحوہ فی المواہب حکمت سوم نیز اس درخواست مین اظہار ہے آپ کے شرف خاص عبدیت کاملہ کا کہ رحمت آلہی کی آپ کو بھی ضرورت ہے وہذا من سوانح الوقت۔ حکمت چہارم چونکہ آپ بھی بشریت مین مادّیت مین عنصریّت مین امت کے ساتھ شریک ہین اور بعض امور زائدہ مثل کثرت مال وغیرہ مین اَورونکے ساتھ مساوی بھی نہین اور یہ اشتراک اور عدم مساواۃ بسا اوقات منجر ہو جاتا ہے استنکاف کی طرف اعتقاد عظمت واتباع ملت سے جیسا امم ضالہ کو پیش آیا کہ بعض نے یون کہا انؤمن لبشرین مثلنا وقومہما لنا عابدون اور بعض نے کہا ابشرا منا واحدا نتبعہ انا اذا لفی ضلال وسعر کسی نے کہا لولا نزل ہذا القراٰن علی رجل من القریتین عظیم اسلیے درود شریف مین اسکا پورا علاج ہے کیونکہ اُسمین دعا ہے رحمت خاصّہ کی تو اِس سے استحضار ہوا اسکا کہ آپ رحمت خاصّہ کے مستحق ہونے مین سب سے ممتاز ہین تو اُس اشتراک کے ساتھ اس امتیاز کو بھی تو دیکھو جسکے سامنے دوسرونکا امتیاز مالی وغیرہ گرد ہے اور نیز اسمین حکمت اول کے لحاظ سے استحضار ہے اسکا کہ ہم لوگ آپ کے ممنون ہین اور عظمت ومنّت کا استحضار رافع ہوتا ہے استنکاف کا بالخصوص جب نام مبارک کے قبل لفظ سیّدنا ومولانا وغیرہ بھی بڑھایا جاوے اور نام مبارک کے بعد ایسے صفات بڑھائے جاوین جن مین تصریح ہو آپ کے جد وجہد کی اشاعت دین کے لیے جو اعظم احسانات ہے ہمپر اور اس رفع استنکاف سے افتقار وانکسار حادث ہوگا جو کہ اعظم مقامات مقصودہ سے ہے خصوص اُس محل مین جسکے معظم ہونیکا نصوص مین اہتمام کیا گیا ہو جیسے مقبولان آلہی

ف یعنی بعضے ایسے زائد سے عار کرنا اعتقاد کر سو ان میں معظم سمجھنا بعض اور مخصوص ہے کمال اعتقاد فی ذاتہ سبب مخصوص ۱۲

بالخصوص حضرات انبیاء علیہم السلام پھر خصوص سرور انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کہ آپ کی طرف افتقار کا استحضار عین مرضی حق اور آپ سے ابا و استغنا بغایت نامرضی ہے کما قال اللہ تعالیٰ ھُوَ الذی بعث فی الامّیّین رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین و قال اللہ تعالیٰ لقد منّ اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم اٰیتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین حکمت ۲ نجم بعض طبائع میں غلبۂ مذاق توحید کے سبب وسائط کے ساتھ کہ اُن وسائط میں انبیا بھی ہیں دل زیادہ آویختہ نہیں ہوتا گو بعد حصول قدر واجب اعتقاد و انقیاد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اس زیادت کا انتفا مضر نہیں جیسا کہ مواہب کے مقصد سابع میں امام قشیری سے ابوسعید خراز کی حکایت نقل کی ہے کہ اُنھوں نے خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجکو معذور رکھیے کہ خدائے تعالیٰ کی محبت مجکو آپ کی محبت میں مشغول نہیں ہونے دیتی آپ نے فرمایا اے مبارک جو شخص حق تعالےٰ سے محبت کرتا ہے وہ مجھی سے محبت کرتا ہے (کیونکہ یہ تو وہ جانتا ہی ہے کہ میری ہی توسط سے تو یہ بات نصیب ہوئی اور اس جاننے کے بعد ممکن نہیں کہ واسطہ سی محبت نہ ہو گو التفات نہ ہو سو امر ضروری محبت ہے نہ کہ التفات دائم) اور بعض نے کہا ہے کہ یہ واقعہ ایک انصاری عورت کو سرکار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاگتے میں پیش آیا تھا اھ لیکن کمال حال یہ ہے کہ جس واسطہ کی طرف اُسی واحد حقیقی نے التفات کرنے کو اپنی رضا کا ذریعہ فرمایا ہے اُسکی طرف التفات کرنے کو ذوقاً بھی شاغل

عن التوحید نہ سمجھے بلکہ مکمل توحید جانے جیسا کوئی اپنے معشوق کے پاس جانا چاہے اور وہ معشوق اپنا ایک مقرب خاص اُسکے پاس بھیجدے کہ اُسکو اپنے ہمراہ لے آوے تو قضیہ عقل یہ ہے کہ جسقدر اپنے محبوب کی مقصودیت حقیقیہ اسکے دل مین بسی ہو گی اُسی قدر ہر قدم پر اُس موصل الی المقصود کے قدم اور زبان پر اسکی توجہ ہو گی کیونکہ اسمین کمی ہونے سے خود وصول الی المقصود ہی مشکوک ہو جاویگا جسکو یہ ناگوارا اور محبوب بالذات کی مقصودیت حقیقیہ کے خلاف سمجھے گا اُسی طرح جب اُس عاشق کو معلوم ہو گا کہ مین جسقدر اسکا اکرام و مدارات و خدمت کرونگا میرا محبوب اُسیقدر زیادہ خوش ہو گا تو وہ اور بھی اُس مین مشغول رہے گا اور یہ شغل مانع عن الاشتغال بالمحبوب نہ ہو گا بلکہ اُس اشتغال مین اور زیادہ معین ہو گا پس جسطرح اس مثال مین جس درجہ کی مقصودیت محبوب بالذات کی اِس محب کے نظر مین ہو گی اُسی درجہ کا التفات موصل کی حرکت و سکون پر ہو گا اسی طرح حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف جسقدر التفات ہو وہ عین علامت ہو گی واحد تعالی اسکے مطلوب و ملتفت الیہ ہونے کی پس دونون التفاتون مین تزاحم نہ ہوا بلکہ تلازم ہوا پس اس فوقی نقص کے رفع کرنے کے لیے درود شریف شروع ہوا گویا صلوا علیہ وسلموا تسلیما مین حکم ہوا کہ اِس واسطہ کی طرف توجہ بالاحترام کرنے سے ہم خوش ہوتے ہین پس اگر کوئی ہمارا اور ہماری رضا کا طالب ہے تو اِس واسطہ کی طرف توجہ بالاحترام کرے اور اُسکو اشتغال بالغیر نہ سمجھے کیونکہ اشتغال بالغیر بالمعنی الاعم منافی توحید نہین بلکہ اشتغال بالغیر باین معنی کہ وہ غیر حاجب ہو مقصود سے منافی توحید ہے اور جو غیر کہ خود موصل ہو اُسکی طرف توجہ کرنا تو لوازم توحید سے ہے کہ بدون اُسکے توحید ہی تک

وصول نہین ہوتا وہا تان الحکمتاتؑ من سوانح سالف الوقت **فائدۂ فقہیہ متعلقۂ ادب درود شریف** رد المحتار مین ہندیہ سے نقل کیا ہے کہ تاجر کا کپڑا کھولنے کے وقت اِس غرض سے تسبیح یا درود پڑھنا کہ خریدار کو کپڑے کی عمدگی جتلانا مقصود ہے یا چوکیدار جگانیکے لیے ایسا کرے اسی طرح کسی بڑے آدمی کے آنیکے وقت اِس غرض سے درود پڑھنا کہ لوگون کو اُسکے آنے کی اطلاع ہو جاوے تو لوگ کھڑے ہو جاوین یا اُسکے لیے جگہ کردین یہ سب مکروہ ہے اور درمختار مین اسکو حرام کہا ہے رد المحتار مین حرام کی تفسیر مکروہ تحریمی سے کی ہے حاصل یہ ہے کہ درود شریف عبادت ہے اور عبادت کو امر شرعی کے موافق کرنا چاہیے اور ان اغراض کے لیے اُسکا پڑھنا قواعد شرع کے خلاف ہے اِسلیے ممنوع ہوگا اور ادب کے بھی خلاف ہے کہ اغراض خسیسہ کا آلہ ایسے امر شریف کو بنایا

لبعض العشاق

؎۱ صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی رَاْسِ فِرَقِ النَّاسِ مِنْهُ لِلْخَلْقِ اَمَانٌ بِزَمَانِ الْبَاْسِ	؎۱ رحمت بھیج اے پروردگار آدمیون کے گروہ کے سردار پر جن سے خلقت کو امن ہے زمانۂ شدت مین
؎۲ صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مَنْ هُوَ فِیْ حَرِّ غَدٍ كُلَّ مَنْ يَّظْمَأُ يَسْقِيْهِ رَحِيْقَ الْكَاْسِ	؎۲ رحمت بھیج اے پروردگار اُس ذات پر کہ قیامت کی گرمی مین جو پیاسا ہوگا وہ اُس کو شراب (طہور) کا پیالہ پلاوینگے۔

؎۱ وہو الذی عبرت عنہ فی الخطبۃ بالعلم العظیم وقد ضاق اللفظ عن اداء ہذا کل المعنی والذی فی القلب اوسع واوقع وللہ الحمد ولا فخر ۱۲ منہ

۵۳ صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مَنْ بِرَجَاءِ الْکَرَمِ
خَصَّ مَنْ جَاءَ اِلَیْہِ لِعُمُوْمِ النَّاسِ
۵۴ صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مُوْنِسِ کُلِّ الْبَشَرِ
مُبْدِلِ الْوَحْشَۃِ فِی الْقَبْرِ بِاسْتِیْنَاسِ
۵۵ صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی رُوْحِ رَئِیْسِ الرُّسُلِ
نَقْتَدِیْ نَحْنُ عَلٰی اَرْجُلِہٖ بِالرَّاسِ

۵۳ رحمت بھیج اے پروردگار اُس ذات پر جنھون نے امید کرم کے ساتھ خاص فرمایا ہر شخص کو جو آپ کے پاس حاضر ہوا عام لوگون کے لیے ۵۴ رحمت بھیج اے پروردگار تمام لوگون کے مونس پر جو وحشت کو قبر مین مبدل بہ انس کرنے والے ہین ۵۵ رحمت بھیج اے پروردگار رئیس الرسل کی روح پر جن کے قدمون پر ہم چلتے ہین سر کے بل ۱۲

اٹھتیسوین فصل آپ کے ساتھ توسل حاصل کرنے مین دعا کے وقت گو جسطرح درود شریف قربت مقصودہ ہے یہ توسل قربت مقصودہ نہین مگر صرف ایک خاصیت مین درود شریف کا ہم اثر ہے کہ دونون سبب ہین دعا کے اقرب الی الاجابۃ ہونے کے اسی لیے بعد درود شریف کے اسکا ذکر مستحسن معلوم ہوا اور گو بعض نے اس مسئلہ مین کچھ خلاف بھی کیا ہے مگر مسلک جمہور کا اسکا جواز ہے جبکہ حدود شرعیہ کو محفوظ رکھے اسی لیے مذہب منصور یہی ہوا **پہلی روایت** سنن ابن ماجہ باب صلوٰۃ الحاجۃ مین عثمانؓ بن حنیف سے روایت ہے کہ ایک شخص نابینا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دعا کیجیے اللہ تعالیٰ مجکو عافیت دے آپنے فرمایا اگر تو چاہے اسکو

ف درود شریف کا یہ اثر فصل سابق کی ساتوین روایت مین اور بہت حدیثون مین مذکور ہے اور توسل کا یہ اثر دوسری فصل کی دوسری روایت مین اور بھی متعدد روایات مین مذکور ہوا ہے ۱۲ منہ

ملتوی رکھون اور یہ زیادہ بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو دعا کردون اُس نے عرض کیا کہ دعا ہی کر دیجیے آپ نے اُسکو حکم دیا کہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت پڑھے اور یہ دعا کرے اے اللہ مین آپ سے درخواست کرتا ہون اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہون بوسیلہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نبی رحمت کے اے محمدؐ مین آپکے وسیلہ سے اپنی اِس حاجت مین اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا ہون تاکہ وہ پوری ہووے اے اللہ آپ کی شفاعت میرے حق مین قبول کیجیے ف اِس سے توسّل صراحۃً ثابت ہوا اور چونکہ آپ کا اُسکے لیے دعا فرمانا کہین منقول نہین اِس سے ثابت ہوا کہ جسطرح توسّل کسی کی دعا کا جائز ہے اسی طرح توسّل دعا مین کسی کی ذات کا بھی جائز ہے اور حاصل توسّل فی الدعار کا یہ ہے کہ اے اللہ فلان بندہ آپ کا مورد رحمت ہے اور مورد رحمت سے محبت اور اعتقاد رکھنا بھی موجب جلب رحمت ہے اور ہم اُس سے محبّت اور اعتقاد رکھتے ہین پس ہم پر بھی رحمت فرما اور توسّل بالاعمال مین بھی تھوڑے تغیّر سے یہی تقریر ہے کہ یہ اعمال آپکے نزدیک موجب رحمت ہین اور انکا فاعل بھی مرحوم ہوتا ہے اور ہم نے یہ اعمال کیے تھے پس ہمپر رحم فرما اور اسمین جو یا محمدؐ آیا ہے اس سے ندار غائب کا ثبوت نہین ہوتا کیونکہ وہ تو آپ کی خدمت مین حاضر تھا انجاح الحاجۃ مین ہے کہ اس حدیث کو نسائی اور ترمذی نے کتاب الدعوات مین نقل کیا ہے اور ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے اور بیہقی نے تصحیح کی ہے اور اتنا زیادہ کیا ہے کہ وہ کھڑا ہوگیا اور بینا ہوگیا دوسری روایت انجاح الحاجۃ مین بعد تصحیح حدیث مذکور کے کہا ہے کہ طبرانی نے کبیر مین عثمان بن حنیفؓ سابق الذکر سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس کسی کام کو جایا کرتا

اور وہ اُسکی طرف التفات نہ فرماتے اُسنے عثمان بن حنیفؓ سے کہا اُنھون نے فرمایا تو وضو کر کے مسجد مین جا اور وہی دعا اوپر والی سکھلا کر کہا کہ یہ پڑھ چنانچہ اُسنے یہی کیا اور حضرت عثمانؓ کے پاس جو پھر گیا تو اُنھون نے بڑی تعظیم و تکریم کی اور کام پورا کر دیا الحدیث بیہقی نے اسکو دو طریق سے بیان کیا اور طبرانی نے کبیر اور اوسط مین ایسی سند سے نقل کیا ہے جسمین روح بن صلاح بھی ہے اور ابن حبان وحاکم نے اُسکی توثیق کی ہے اور اُسمین ایک گونہ ضعف ہے (جو کہ ایسے ابواب مین مضر نہین) اھ ف اس سے توسل بعد الوفاۃ بھی ثابت ہوا اور علاوہ ثبوت بالروایۃ کے درایۃً بھی ثابت ہے کیونکہ روایت اوّل کے ذیل مین جو توسل کا حاصل بیان کیا گیا ہے وہ دونون حالتون مین مشترک ہے اور ندا کا شبہہ یہان بھی نہ کیا جاوے دو وجہ سے ایک تو متبادر قصہ سے یہ ہے کہ مسجد نبوی مین جانے کو فرمایا ہے سو وہان حضورؐ قریب ہی تشریف رکھتے ہین ندا، غائب لازم نہین آئی دوسرے سلف صالح خوش اعتقاد تھے ندا را لقصد تبلیغ ملائکہ اُنکے حال سے ظاہر تھا بخلاف اسوقت کے عوام کے کہ عقیدہ مین غلو رکھتے ہین اسی لیے اُنکو منع کیا جاتا ہے بلکہ اُنکی حفاظت کے لیے خواص کو بھی روکا جاتا ہے دوسرے وہ حضرات یہ ندا حاجت روا سمجھکر نہ کرتے تھے اب اسمین بھی غلو ہے پس اُنکا فعل ان تابعین کے فعل کا مقیس علیہ نہین بن سکتا ع کار پاکان را قیاس از خود مگیر ۔ اور یہی مراد ہے احقر کے اپنے اس قول سے آغاز فصل ہذا مین جبکہ حدود شرعیہ کو محفوظ رکھے تیسری روایت مشکوٰۃ مین حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ جب لوگون پر قحط ہوتا حضرت عباسؓ بن عبد المطلب کے واسطہ سے دعا بارش کی کیا کرتے اور فرماتے کہ اللھم (پہلے) آپکے

دربار مین اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا توسل کیا کرتے تھے آپ ہمکو بارش دیتے تھے اوراب ہم آپکے دربار مین اپنے پیغمبر کے چچا کا توسل کرتے ہین سو ہمکو بارش دیجیے چنانچہ بارش ہوتی تھی روایت کیا اسکو بخاری نے **ف** اس حدیث سے غیر نبی کے ساتھ بھی توسل جائز نکلا جبکہ اُسکو نبی سے کوئی تعلق ہو قرابت حسیہ کا یا قرابت معنویہ کا تو توسل بالنبی کی ایک صورت یہ بھی نکلی وراہل فہم نے کہا ہے کہ اس پر متنبہ کرنے کے لیے حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ سے توسل کیا نہ اسلیے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وفات کے بعد توسل جائز نہ تھا جبکہ دوسری روایت سے اسکا جواز ثابت ہے اور چونکہ اس توسل پر کسی صحابہؓ سے نکیر منقول نہین اسلیے اُسمین اجماع کے معنی آگئے **چوتھی روایت** ابوالجوزاء سے روایت ہے کہ مدینہ مین سخت قحط ہوا لوگون نے حضرت عائشہؓ سے شکایت کی آپنے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو دیکھکر اُسکے مقابل آسمانکی طرف اُسمین ایک منفذ کردو یہان تک کہ اُسکے اور آسمان کے درمیان حجاب نہ رہے چنانچہ ایسا ہی کیا تو بہت زور کی بارش ہوئی الحدیث روایت کیا اسکو دارمی نے کذا فی خیر المواعظ باب الکرامات **ف** اوپر توسل بالقول ثابت ہوا تھا اس سے توسل بالفعل بھی جائز ثابت ہوا اسکے معنی بھی بزبان حال یہ تھے کہ یہ آپکے نبی کی قبر ہے جسکو ہم تلبس جسد نبویؐ کی وجہ سے متبرک سمجھتے ہین اور نبی کی ملابس چیز کو متبرک سمجھنا یہ بوجہ اسکے کہ علامت ہے اعتقاد عظمت نبی کی عمل مرضی اور موجب رحمت ہے پس ہم پر رحم فرمائیے **پانچوین روایت** مواہب مین بسند امام ابوالمنصور صباغ اور ابن النجار اور ابن عساکر اور ابن الجوزی رحمہم اللہ تعالی محمد بن حرب ہلال سے روایت کیا ہے کہ مین قبر مبارک کی زیارت کرکے سامنے بیٹھا تھا کہ ایک

اعرابی آیا اور زیارت کر کے عرض کیا کہ یا خیر الرسل اللہ تعالیٰ نے آپ پر ایک سچی کتاب نازل فرمائی جسمین ارشاد فرمایا ہے ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما اور مین آپکے پاس اپنے گناہوں سے استغفار کرتا ہوا اور اپنے رب کے حضور مین آپکے وسیلے سے شفاعت چاہتا ہوا آیا ہون پھر دو شعر پڑھے الخ اور ان محمد بن حرب کی وفات ۲۲۸ھ مین ہوئی ہے غرض زمانہ خیر القرون کا تھا اور کسی سے اسوقت نکیر منقول نہین پس حجت ہوگیا مل الوضع

وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُولِ اللّٰهِ نُصْرَتُهٗ فَالْفَتْحُ مِنْ جُنْدِهٖ وَالنَّصْرُ وَالظَّفَرُ	۵۱ اور جس شخص کی نصرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے توسل سے ہو تو فتح اور نصر اور ظفر اُسکے لشکر مین سے ہے
دَعَاكُمُ مُسْتَغِيثًا رَاجِيًا أَمَلًا ۵۲ فَمَا لَهٗ مِنْ سِوَى لُطْفِكُمُ نَظَرُ	۵۲ اس بندہ نے آپکو یا رسول اللہ مستغیث ہوکر اور امید کی چیزون کا امیدوار ہوکر پکارا ہے سو اُسکے لیے سوا آپ کے لطف کے کوئی نظر گاہ نہین
فَاعْطِفْ اِلٰهِي عَلَيْنَا قَلْبَ سَيِّدِنَا ۵۳ خَيْرِ الْاَنَامِ فَمِنْهُ الْعَطْفُ مُنْتَظَرُ	۵۳ سو اے اللہ ہمپر ہمارے سردار خیر الامم کے قلب کو مہربان کر دیجیے کیونکہ آپکی طرف سے عطوف کا انتظار ہے ۱۲ منہ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ	

اونتالیسوین ۳۹ فصل آپکے اخبار و آثار کی کثرت ذکر و تکرار مین چونکہ شدت محبت کو کثرت ذکر لازم ہے لہذا یہ فصل بھی لواحق مضمون وجوب محبت نبوی سے ہے جو کہ پینتیسوین ۳۵ فصل مین مذکور ہے مگر ترتیب مین فصل توسل سے اسلیے موصول کی گئی کہ جسطرح توسل مین بعض نے غلو کر لیا ہے اسی طرح ذکر شریف مین بعض نے حدود کو چھوڑ کر کوئی افراط مین کوئی تفریط مین کوئی اشتباہ مین کوئی تخلیط مین مبتلا ہوگیا جسکا مختصر اس فصل مین

بھی بیان کیا جاویگا مگر اوّل اس ذکر شریف کا شرعًا و طبعًا مطلوب ہونا بیان کیا جاتا ہے

لابن ابی المجدؒ

الا یا محب المصطفیٰ زد صبابۃ	۱؎ سن رکھو اے عاشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو عشق مین خوب ترقی کر اور اپنی زبان
وضمخ لسان الذکر منک بطیبہ	کو خوشبوے ذکر خوشبو سے خوب معطر کر ۲؎
ولا تعبأن بالمبطلین فانما	اور اہل بطالت کی کچھ پروا مت کر کیونکہ علامت
علامۃ حب اللہ حب حبیبہ	حب الٰہی کی اُسکے حبیب کی محبت ہے ۱۲ منہ

مشروعیت و مطبوعیت ذکر شریف آیت ورفعنا لک ذکرک پہلی

روایت حضرت عباسؓ سے ایک حدیث مین روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا مین کون ہون لوگون نے عرض کیا آپ رسول اللہ ہین آپ نے فرمایا کہ مین (رسول تو ہون ہی مگر دوسرے فضائل حسبی ونسبی بھی رکھتا ہون چنانچہ مین) محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہون اللہ تعالیٰ نے خلق کو (جو کہ جن وغیرہ کو بھی شامل ہے) پیدا کیا اور مجکو اُنکے بہترین (یعنی انسان) مین سے کیا پھر اُن (انسانون) کو دو فرقے (عجم وعرب) بنائے اور مجکو بہترین فرقہ (یعنی عرب) مین کیا پھر اُن (عرب) کو مختلف قبیلے بنائے اور مجکو بہترین قبیلہ (یعنی قریش) مین بنایا پھر اُن (قریش) کو کئی خاندان بنائے اور مجکو بہترین خاندان (یعنی بنی ہاشم) مین بنایا پس مین اپنی ذات کے اعتبار سے بھی سب مین افضل ہون اور خاندان کے اعتبار سے بھی سب سے افضل ہون روایت کیا اسکو ترمذی نے کذا فی المشکوٰۃ

ف اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ نے اپنے فضائل کا ذکر بر سر منبر فرمایا **دوسری روایت** فقیہ ابو اللیث نے تنبیہ الغافلین مین اپنی سند متصل سے حضرت علیؓ سے

روایت کیا ہے کہ جب سورۂ اذا جاء نصر اللہ آپ کے مرض مین نازل ہوئی سو آپ نے توقف نہین فرمایا جمعرات کے روز باہر تشریف لائے اور منبر پر بیٹھے اور حضرت بلالؓ کو بلاکر فرمایا کہ مدینہ مین اعلان کردو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وصیت سُننے کو جمع ہوجاؤ چنانچہ بلالؓ نے پکار دیا اور چھوٹے بڑے سب جمع ہوگئے آپ نے کھڑے ہوکر حمد وثنا وصلوٰۃ علی الانبیا کے بعد فرمایا کہ مین محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ہون عربی حرمی مکی ہون میرے بعد کوئی نبی نہین ہے کذا فی الجلد الاول من فتاوی مولانا عبدالحیؒ صفحہ ف اس سے بھی امر ثابت بروایت اول ثابت ہوا مع زیادہ جمع ناس بقصد نشر علم جلیسا کہ ارشاد نبوی بھی اسپر دال ہے کہ وصیت سُننے کو جمع ہوجاؤ

تیسری روایت حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت حسانؓ کے لیے مسجد مین منبر رکھتے تھے کہ اُسپر کھڑے ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مفاخر بیان کرتے اور مشرکین کے مطاعن کا جواب دیتے اور آپ ارشاد فرماتے کہ اللہ تعالی حسّان کی تائید روح القدس سے فرماتا ہے جب تک یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مفاخرت یا مدافعت کرتے رہین گے روایت کیا اسکو بخاری نے کذا فی المشکوٰۃ ف اس سے آپ کا اپنے فضائل کا بیان کرانا ثابت ہوا اور اُسکے منظوم ہونیکا جواز بھی ثابت ہوا جبکہ حد شرعی کے اندر ہو

چوتھی روایت حضرت حسن بن علیؓ سے روایت ہے کہ مین نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے شمائل کے نسبت سوال کیا اور وہ آپ کے حلیہ شریف کا بکثرت ذکر کیا کرتے تھے اور مین اشتیاق رکھتا تھا کہ میرے سامنے کچھ بیان کرین تو مین اُسکو اپنے ذہن مین جمالون الحدیث کذا فی الشمائل للترمذی ف

اس سے دو امر ثابت ہوئے حضرت حسن بن علیؓ کا شوق آپؐ کے شمائل کے ذکر سننے کا اور حضرت ہند کا ذوق بکثرت آپؐ کے شمائل کے ذکر کرنے کا نیز شمائل میں حضرت حسینؓ کا حضرت علیؓ سے آپؐ کی سیرت مجالست کی نسبت سوال کرنا مروی ہے۔

پانچویں روایت خارجہ بن زید بن ثابت سے روایت ہے کہ ایک مجمع حضرت زید بن ثابت کے پاس آیا اور کہنے لگے کہ ہمسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کچھ باتیں کیجیے انھوں نے فرمایا کہ میں کیا کیا باتیں کروں (کہ احاطہ بیان سے خارج ہیں اسکے بعد کچھ حالات بیان کیے) کذا فی الشمائل للترمذی **ف** اس سے تابعین کا اشتیاق آپؐ کے حالات سُننے کا ثابت ہوا غرض حق تعالی کے ارشاد سے حضور صلی اللہ علیہ سلم کے قول و فعل سے صحابہ و تابعین کے عمل سے اس ذکر شریف کا مندوب و محبوب ہونا معلوم و مفہوم ہوا اتفاقاً سینتیسویں فصل میں وہ مواقع مذکور ہوئے ہیں کہ وہاں درود شریف مثلاً خلاف ادب ہے اس سے یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ ذکر شریف بھی اگر قواعد شرعیہ کے خلاف ہوگا جیسا بعض بے احتیاطوں نے آج کل اسمیں بعض منکرات کو ضم کرلیا ہے وہ سوء ادب و ناشروع ہوجاویگا خلاصہ یہ کہ محبت کے ساتھ ادب نہایت ضروری ہے

طرق العشق کلہا آداب	ادّبوا النفس ایہا الاصحاب

من القصیدة

خدمتہ بمدیح استقیل بہ[۱]
ذنوب عمر مضی فی الشعر والخدم
ومنہ الزمت اکفاری مدامحہ
وجدتہ بخلاص خیر ملتزم

[۱] میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بذریعہ مدح و نعت خدمت کی کہ میں اسکے ذریعہ سے اس عمر کے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں جو شعر گوئی اور اربابِ دنیا کی خدمت میں اور مدح و ثنا میں گذاری [۲] اور جب میں نے تعریفات حضرت صلعم اپنے افکار کو لازم کردیئے ہیں تو میں نے اسکو اپنی نجات کیلئے نہایت عمدہ ساجی اور ضامن پایا ہے

وَلَنْ یَّفُوْتَ الْغِنٰی مِنْهُ یَدًا تَرِبَتْ
اِنَّ الْحَیَا یُنْبِتُ الْاَزْھَارَ فِی الْاَکَمِ
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

۵۳ اور وہ تو انگری جو بذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوگی وہ ہرگز کسی ہاتھ کو خالی و محتاج نہیں چھوڑے گی بلکہ سب کو مالا مال کردے گی کیونکہ آپکا فیض مثل عام باران کے ہے کہ وہ ٹیلہا ے لائق زراعت کو جسمین اُسکا پانی بخوبی ٹھہرتا ہے تروتازہ کرتا ہے (اسمین اشارہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور مدح بغرض انتفاع کے اہل دنیا سے نہونا چاہیے) ۱۲ عطر الوردہ

چالیسوین فصل زیارت فی المنام کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جسکو بیداری مین یہ شرف نصیب نہین ہوا اُسکے لیے بجاے اُسکے خواب مین زیارت سے مشرف ہوجانا سرمایۂ تسلّی اور فی نفسہ ایک نعمت عظمیٰ و دولت کبریٰ ہے اور اس سعادت مین اکتساب کو اصلا دخل نہین محض موہوب ہے ولنعم ما قیل ؎

این سعادت بزورِ بازو نیست	تا نہ بخشد خداے بخشندہ

ہزارون کی عمرین اسی حسرت مین ختم ہوگئین البتہ غالب یہ ہے کہ کثرت درود شریف وکمال اتباع سنت وغلبۂ محبت پر اسکا ترتب ہوجاتا ہے لیکن چونکہ لازمی اور کلّی نہین اسلیے اسکے نہونے سے مغموم و محزون نہونا چاہیے کہ بعض کے لیے اسی مین حکمت و رحمت ہے عاشق کو رضاے محبوب سے کام خواہ وصل ہوتب اور ہجر ہوتب ولِلّٰہ درمن قال ؎

ارید وصاله ویرید ہجری	فاترک ما ارید لما یرید

قال العارف الشیرازی ؎

فراق و وصل چہ باشد رضاے دوست طلب	کہ حیف باشد ازو غیر او تمناے

؎۱ گر مرادت را مذاقِ شکرست ٭ بے مرادی نے مرادِ دلبرست ۱۲ منہ

اِسی سے یہ بھی سمجھ لیا جاوے کہ اگر زیارت ہو گئی مگر طاعت سے رضا حاصل نہ کی تو وہ
کافی نہ ہو گی کیا خود حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین بہت سے
صورۃً زائر یعنی مہجور اور بعضے صورۃً مہجور جیسے اویس قرنیؓ کہ معنیً قرب سے مسرور تھے
اب بعض روایات مشکوٰۃ سے اس زیارت کی فضیلت مین لکھی جاتی ہین **پہلی روایت**
حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے
مجکو خواب مین دیکھا اُسنے مجکو ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت مین متمثل نہین ہو سکتا
روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے **دوسری روایت** حضرت ابو قتادہؓ سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجکو (خواب مین) دیکھا
اُسنے امر واقعی دیکھا (یعنی مجکو ہی دیکھا) روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے **ف**
اِن دونون حدیثون کا ایک ہی حاصل ہے مشکوٰۃ کے حاشیہ مین سید رحمہ اللہ تعالی
سے اِس باب مین دو قول نقل کیے ہین کہ اگر حلیہ شریف کے موافق صورت نہ دیکھے
مگر قلب مین علم ضروری کے طور پر یہ بات القا ہو جاوے کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم ہین تو آیا یہ رویت بھی صحیح ہے یا نہین جنھون نے اسکو بھی صحیح کہا ہے
اختلاف صورت کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ یا تو یہ اس دیکھنے والے کی کمی ہے جیسے
مکدر آئینہ مین صاف چہرہ بھی مکدر نظر آتا ہے یا بعض آئینون مین صورت ٹیڑھی نظر
آتی ہے تو وہ صورت تو واقعی اُس مرئی کی ہے مگر خرابی آئینہ مین ہے اور یا یہ وجہ ہے
کہ وہ صورت حقیقت مین روح مقدسہ کی مثال ہے اور مثال کے لیے اصل صورت پر
ہونا ضرور نہین اور مازنی نے اسی قول کو صحیح کہا ہے اور نووی نے بھی یہی کہا ہے
واللہ اعلم **تیسری روایت** حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجکو خواب مین دیکھے وہ مجکو بیداری مین بھی دیکھے گا اور شیطان میری صورت نہین بن سکتا روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے **ف** اسمین بشارت ہے اُس خواب دیکھنے والے کے لیے حُسن خاتمہ کی چنانچہ بزرگان دین نے ایسے خواب کی یہی تعبیر دی ہے کہ اُس شخص کا خاتمہ بالخیر ہوگا یہی معنی ہین حضورؐ کے اس ارشاد کے کہ وہ بیداری مین بھی دیکھے گا یعنی آخرت مین مجھسے اُسکو قرب ہوگا اور یہ ظاہر ہے کہ جیسے اعمال مبشّرہ مقیّد ہین ایمان و تقویٰ کے ساتھ اسی طرح احوال مبشّرہ بھی رہی یہ بات کہ پھر احوال کا اُسمین کیا دخل ہوا سو بات یہ ہے کہ ایسے احوال غالبًا دلیل انّی ہین اعمال مبشّرہ کی اور اعمال کا دخل بشارت مین ظاہر ہے پس احوال دلیل بشارت ہین نہ کہ علت پس انکا دخل مرتبہ علامت مین ہے **تنبیہ** اگر خواب مین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کچھ ارشاد فرمائین تو اگر وہ امر مشروع ہے عمل کیا جاویگا اور اگر غیر مشروع ہے تو دیکھنے والے کی غلطی پر محمول ہوگا رہا یہ کہ عمل کرنیکے لیے جب مشروع ہونا شرط ہوا تو یہ امر قبل رویا کے بھی تھا رویا کا کیا اثر ہوا سو بات یہ ہے کہ رویا سے اُسکا تاکد اس شخص کے حق مین بڑھ جاویگا واللہ اعلم

من القصیدة

۱؎ نَعَمْ سَرٰی طَیْفُ مَنْ اَهْوٰی فَاَرَّقَنِیْ
وَالْحُبُّ یَعْتَرِضُ اللَّذَّاتِ بِالْاَلَمِ

۲؎ وَکَیْفَ یُدْرِكُ فِی الدُّنْیَا حَقِیْقَتَهٗ
قَوْمٌ نِیَامٌ تَسَلَّوْا عَنْهُ بِالْحُلُمِ

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

۱؎ ہان رات کو خیال محبوب میرے پاس آیا اور مجھے بیدار کردیا اور حقیقت یہ ہے کہ محبّت اور عشق لذّات پر الم کا اثر ڈالدیتی ہے ۲؎ اور ارباب غفلت جو اپنے خیال خواب پر قانع ہین حقیقت حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دُنیا مین کسطرح دریافت کرسکتے ہین یعنی نہین کرسکتے شعر اول مین اظہار بشاشت ہے خواب مین زیارت ہونے پر اور شعر ثانی مین اشارہ ہے کہ خالی خواب پر قناعت کرکے اتباع نہ چھوڑ دے ۱۲ عطر الوردہ۔

فصل اکتالیسوین اور یہ آخری فصل ہے حضرات صحابہ و اہل بیت و علما کی محبت و عظمت مین جسکی وجہ ظاہر ہے کہ محبوب کے متعلقین طبعًا محبوب ہوتے ہین خاص کروہ متعلقین جو محبوب کے محبوب اور ممدوح بھی ہون پھر خصوص جبکہ اُن کے ساتھ محبت رکھنے کے لیے خود محبوب کا حکم بھی ہو تو وہ شرعًا بھی محبوب ہون گے اور سب سے بڑھکر ایسی حالت مین کہ اب محبوب تک رسائی کی بھی توقع نہ رہی ہو تو محبوب کے قائم مقامون کو ہی غنیمت سمجھنا چاہیے بقول مولانا رومیؒ ؎

چونکہ شد خورشید و ما را کرد داغ	چارہ نبود در مقامش جز چراغ
چونکہ گل رفت و گلستان شد خراب	بوے گل را از کہ جویم از گلاب

اِن وجوہ پر نظر کرکے یہ حکم بالکل صحیح ہوگا کہ جن لوگون کو اِن حضرات کے ساتھ محبت اور تعلق نہ ہو اُسکا دعوی حُبِ نبویؐ کے باب مین محض غلط ہوگا اب اسکے متعلق بعض روایات مذکور ہوتی ہین۔ **فضائل صحابہؓ۔ پہلی روایت** حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے اصحاب کا اکرام کرو کہ وہ تم سب مین بہتر ہین روایت کیا اسکو نسائی نے **دوسری روایت** حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے بارہ مین میرے بعد اُن کو نشانہ (اعتراضات کا) مت بنانا جو شخص اُن سے محبت کریگا وہ میری محبت کی وجہ سے اُنسے محبت کریگا اور جو شخص اُنسے بغض رکھے گا وہ میرے بغض کی وجہ سے اُنسے بغض رکھے گا اور جو اُنکو ایذا دیگا اُسنے مجکو ایذا دی اور جسنے مجکو ایذا دی اُسنے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی اور جسنے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی بہت جلد اللہ تعالیٰ اُسکو پکڑ لیگا روایت کیا اسکو ترمذی نے

ف اس فصل کی سب روایات مشکوٰۃ کی ہین ۱۲ منہ

ف جو شخص اُنسے محبت کریگا الخ اسکا مطلب یہ ہے کہ اُنسے محبت رکھنا اس سبب سے ہوگا کہ اُس شخص کو مجھسے محبت ہوگی تو ضرور میرے مخصوصین سے محبت ہونا لازم ہے اسی طرح اُن سے بغض رکھنا بھی اسکی علامت ہوگی کہ اُس شخص کو مجھسے بغض ہے اسلیے میرے مخصوصین سے بھی بغض ہے کیونکہ اگر مجھسے محبت ہوتی تو اُنسے بغض کیون ہوتا جبکہ وہ میرے محبوب اور ممدوح بھی ہین **تیسری روایت** حضرت ابوسعید خدری رضی سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے اصحاب کو بُرا مت کہو کیونکہ اگر تم مین کوئی شخص اُحد پہاڑ کی برابر سونا خرچ کرے تب بھی اُن صحابہ کے ایک مُد (یعنی ایک سیر) اور بلکہ نصف مد (کے درجہ) کو بھی نہ پہونچے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے **ف** یعنی ثواب مین برابر نہ ہو **فضائل اہل بیت**۔ **پہلی روایت** حضرت ابن عباس رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی سے اسلیے (بھی) محبت رکھو کہ وہ تمکو نعمتین کھانے کو دیتا ہے اور مجھسے محبت رکھو خدائے تعالے کے ساتھ محبت رکھنے کے سبب سے (یعنی اللہ تعالی جب محبوب ہین اور مین اُسکا رسول اور محبوب ہون اسلیے مجھسے محبت رکھو) اور میرے اہل بیت سے محبت رکھو میرے ساتھ محبت رکھنے کے سبب سے (یعنی جب مین محبوب ہون اور اہل بیت میرے منتسب ومحبوب ہین تو اُنسے بھی محبت رکھو) روایت کیا اسکو ترمذی نے **دوسری روایت** حضرت ابوذر رضی سے روایت ہے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے کہ میرے اہل بیت کی مثال تم مین ایسی ہے جیسے نوح علیہ السلام کی کشتی جو شخص اسمین سوار ہوا اُسکو نجات ہوئی اور جو شخص اس سے جُدا رہا ہلاک ہوا روایت کیا اسکو احمد نے

ف یعنی انکی محبت ومتابعت موجب نجات ہے اور بغض ومخالفت سبب ہلاک

دین کی روحانی تربیت کرتے ہین کہ یہی کام تھا حضرات انبیا علیہم السّلام کا ورنہ
علماے بے عمل کی سخت مذمت بھی آئی ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ جو شخص اس غرض سے
علم طلب کرے کہ علماسے مقابلہ کریگا یا جہلا سے مجادلہ کریگا یا لوگون کو اپنی طرف
متوجہ کریگا اللہ تعالیٰ اُسکو دوزخ مین داخل کریگا اور فرمایا ہے کہ جو شخص علم دین کو دنیا
کے کسی مطلب کے لیے حاصل کریگا وہ قیامت مین جنّت کی خوشبو بھی نہ پاویگا اور فرمایا
ہے کہ جہنّم مین ایک وادی ہے جس سے جہنّم ہر روز چارسَو بار پناہ مانگتا ہے اور
اُسمین ریاکار علما داخل ہون گے اب علماے باعمل کے فضائل کی روایات مذکور
ہوتی ہین پہلی روایت کثیر بن قیسؓ نے حضرت ابو الدرداءؓ سے ایک بڑی حدیث
مین روایت کیا ہے کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ عالم کے لیے تمام
مخلوق آسمان اور زمین کی اور پانی مین مچھلیان استغفار کرتی ہین اور عالم کی فضیلت
عابد پر ایسی ہے جیسے چودھوین رات کے چاند کی فضیلت دوسرے کواکب پر اور
علما وارث ہین انبیا کے اور انبیا نے دینار اور درہم میراث مین نہین چھوڑا صرف
علم کو میراث چھوڑا ہے سو جس نے اسکو حاصل کیا اُس نے پورا حصّہ حاصل کیا روایت کیا
اسکو احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے دوسری روایت
حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا گذر دو
مجلسون پر ہوا جو آپ کی مسجد مین بیٹھے تھے اُنمین ایک عابدون کی مجلس تھی اور
دوسری عالمونکی آپ نے فرمایا یہ دونون اچھے ہین اور ان مین ایک بہ نسبت دوسرے
کے افضل ہے سو یہ لوگ (یعنی عابد) جو ہین تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہین اور اُسکی
طرف التجا کرتے ہین سو اگر چاہے انکو دے اور اگر چاہے نہ دے اور یہ دوسرے لوگ (یعنی عالم) جو ہین تو

دین کے احکام یا فرمایا علم کی باتیں سیکھ رہے ہیں اور جاہل کو سکھلاتے ہیں سو یہ زیادہ افضل ہیں اور میں بھی تعلیم کنندہ ہی ہو کر مبعوث ہوا ہوں پھر آپ اُن لوگوں میں بیٹھ گئے (تاکہ معلوم ہو جاوے کہ یہ جماعت خاص آپ کی ہے) روایت کیا اسکو دارمی نے **تیسری روایت** حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو شخصوں کی نسبت پوچھا گیا جو بنی اسرائیل میں تھے ایک تو عالم تھا کہ فرض (مع اُسکے ضروری متعلقات کے) پڑھ لیتا اور پھر لوگوں کو دین کی تعلیم دینے بیٹھ جاتا اور دوسرا دن بھر روزہ رکھتا اور رات بھر عبادت کرتا سو اُنمیں کون افضل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جو عالم تھا جو فرض (مع اُسکے ضروری متعلقات کے) پڑھ لیتا اور پھر لوگوں کو دین کی تعلیم دینے بیٹھ جاتا اسکی فضیلت اُس عابد پر جو دن بھر روزہ رکھتا اور رات بھر عبادت کرتا ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ شخص پر روایت کیا اسکو دارمی نے **ف** ان احادیث سے علما کا جانشین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہونا ظاہر ہے پہلی روایت میں تو وارث کا لفظ صریح ہے دوسری روایت میں آپکا اُنمیں بیٹھ جانا اس انتساب خاص پر صاف دال ہے اور تیسری روایت میں فضیلت میں عالم کو اپنے ساتھ تشبیہ دینا اس اختصاص کی واضح دلیل ہے اور حضرات صحابہؓ و آل و ازواج کا تعلق اور ارتباط محتاج تنبیہ نہیں پس ان سب جماعتوں سے محبت رکھنا تتمہ ہے محبت نبویہ کا ۵

۵ ہذا الحلوالعق ۱۲ منہ

هُمْ جَمَاعَةُ خَيْرِ الْخَلْقِ اَيَّدَهُمْ ۱
رَبُّ السَّمَاءِ بِتَوْفِيْقٍ وَّاِيْثَارِ
وَحُبُّهُمْ وَاجِبٌ يَشْفِي السَّقِيْمَ بِهٖ ۲
فَمَنْ اَحَبَّهُمْ يَنْجُوْ مِنَ النَّارِ
يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۳
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ لَّا نَابَ لِكُنَّارِ

۱ؔ یہ حضرات جماعت ہیں خیر خلق کی کہ تائید فرمائی ہے اُن کی رب سماء نے توفیق و ایثار کے ساتھ ۲ؔ سو ان کی محبت واجب ہے کہ مریض اُس سے شفا پاتا ہے سو جو شخص اُن سے محبت کرتا ہے وہ آتش دوزخ سے نجات پاوے گا ۱۲ منہ

خاتمہ

اسمین بھی مثل مقدمہ کے تین مضمون ہین مضمون اول متعلق فصل ۳۷ جس مین درود شریف کے فضائل مذکور ہین مناسب معلوم ہوا کہ اپنے رسالہ زاد السعید سے چہل حدیث درود شریف کی بعینہ نقل کردیجاوے تاکہ اس رسالہ کے پڑھنے والے ختم پر ان صیغون کو کم از کم ایک بار پڑھ لین کہ فصل ۳۷ پر ساتھ ہی ساتھ عمل بھی ہوجاوے۔ وہو ہذا

چہل حدیث مشتمل بر صلوٰۃ وسلام

صیغ صلوٰۃ

حدیث اول) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ (۲) اَللّٰھُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ الْقَائِمَةِ وَالصَّلٰوةِ النَّافِعَةِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّارْضَ عَنِّیْ رِضًا لَّا تَسْخَطُ بَعْدَهٗ اَبَدًا (۳) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ (۴) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۵) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۶) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَبَارِكْ
عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ
مَّجِیْدٌ (۷) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ
حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی
اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۸) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ
حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۹) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ
اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۱۰) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا
صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۱۱)
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ
وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ
اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۱۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ
کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ
کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۱۳) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِكْ
عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۱۴) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ
وَاُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى
اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۱۵) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى
اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ
عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَتَرَحَّمْ
عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى
اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۱۶) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ
حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ تَرَحَّمْ
عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى
اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى
اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ
حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ
عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۱۷) اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ
عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ
وَتَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِى الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ
حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۱۸) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ

عَلٰۤى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰۤى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰۤى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰۤى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۱۹) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰۤى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰۤى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ (۲۰) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰۤى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰۤى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰۤى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۲۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰۤى اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضًى وَّلَهٗ جَزَآءً وَّلِحَقِّهٖ اَدَآءً وَّاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِىْ وَعَدْتَّهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ وَاجْزِهٖ اَفْضَلَ مَا جَازَيْتَ نَبِيًّا عَنْ قَوْمِهٖ وَرَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصّٰلِحِيْنَ يَاۤ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ (۲۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰۤى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰۤى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰۤى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰۤى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰۤى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰۤى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۲۳) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤى اَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰۤى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْنَا مَعَهُمْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ

وَّعَلٰٓی اَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلَیْنَا مَعَھُمْ صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَصَلَوَاتُ الْمُؤْمِنِیْنَ
عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ (۲۴) اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ
وَرَحْمَتَکَ وَبَرَکَاتِکَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا جَعَلْتَھَا
عَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۲۵) وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

صِیَغُ السَّلَامِ

(۲۶) اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ
وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
(۲۷) اَلتَّحِیَّاتُ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ
وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
(۲۸) اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ
وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ (۲۹) اَلتَّحِیَّاتُ الْمُبَارَکَاتُ الصَّلَوَاتُ

اَلطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ سَلَامٌ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ
سَلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (۳۰) بِسْمِ اللّٰهِ وَ
بِاللّٰهِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ
الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ اَسْاَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ (۳۱) اَلتَّحِيَّاتُ
لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ
اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (۳۲)
بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَآءِ اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ
لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ
اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا
وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَللّٰهُمَّ
اغْفِرْلِيْ وَاهْدِنِيْ (۳۳) اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ وَالصَّلَوَاتُ
وَالْمُلْكُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ
(۳۴) بِسْمِ اللّٰهِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ
عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ

الصَّالِحِیْنَ شَھِدْتُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ شَھِدْتُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ

(۳۵) اَلتَّحِیَّاتُ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاکِیَاتُ لِلّٰہِ اَشْھَدُ
اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ
وَرَسُوْلُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ
اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ

(۳۶) اَلتَّحِیَّاتُ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاکِیَاتُ لِلّٰہِ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ
اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا
وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ

(۳۷) اَلتَّحِیَّاتُ الصَّلَوَاتُ
لِلّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ
اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ

(۳۸) اَلتَّحِیَّاتُ
لِلّٰہِ الصَّلَوَاتُ الطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ
اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

(۳۹) اَلتَّحِیَّاتُ
الْمُبَارَکَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّیِّبَاتُ لِلّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ
وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

(۴۰) بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ مضمون دوم متعلق

فصل ۳۰ جس میں آپ کے ساتھ توسّل حاصل کرنے کی برکت مذکور ہے۔

عطر الوردہ مین قصیدہ بردہ کے برکات مین لکھا ہے کہ صاحب قصیدہ یعنی امام ابوعبداللہ شرف الدین محمد بن سعید بن حماد بوصیری قدس سرہٗ کو فالج ہوگیا تھا جس سے نصف بدن بیکار ہوگیا اُنھون نے بالہام ربانی یہ قصیدہ تصنیف کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب مین مشرف ہوے آپ نے اپنا دست مبارک اُن کے بدن پر پھیر دیا یہ فوراً شفایاب ہوگئے اور یہ اپنے گھر سے نکلے تھے کہ ایک درویش سے ملاقات ہوئی اور اُسنے درخواست کی کہ مجھکو وہ قصیدہ سُنا دیجیے جو آپ نے مدح نبوی مین کہا ہے اُنھون نے پوچھا کونسا قصیدہ اُسنے کہا جسکے اوّل مین یہ ہے اَمِنْ تَذَکُّرِ جِیْرَانٍ بِذِیْ سَلَمٖ اِن کو تعجب ہوا کیونکہ انھون نے کسی کو اطلاع نہین دی تھی اُس درویش نے کہا کہ واللہ مین نے اسکو اُسوقت سُنا ہے جبکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین پڑھا جارہا تھا اور آپ خوش ہورہے تھے سو انھون نے یہ قصیدہ اُس درویش کو دیدیا اور اِس قصّہ کی شہرت ہوگئی اور رشدہ شدہ یہ خبر صاحب بہاء الدین وزیر ملک ظاہر کو پہونچی اُس نے نقل کرایا اور وہ اور اُسکے گھر والے اس سے برکت حاصل کرتے تھے اور اُنھون نے بڑے بڑے آثار اِسکے اپنے دُنیوی و دینی امور مین دیکھے اور سعد الدین فارقی جو کہ توقیع نگار وزیر مذکور کا تھا آشوب چشم مین مبتلا ہوا کہ قریب تھا آنکھین جاتی رہین کسی نے خواب مین کہا کہ وزیر کے پاس جاکر اُس سے قصیدۂ بردہ لیکر آنکھون پر رکھو چنانچہ اُسنے ایسا ہی کیا اور بیٹھے بیٹھے اُسکو پڑھا فی الفور اللہ تعالیٰ نے اُسکو شفا بخشی اور رسالہ نیل الشفا مؤلفہ حضرت مین

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشہ نعل شریف کے برکات و خواص مذکور ہین جب صرف اُن الفاظ مین جوکہ آپکے معنی و مدح کے صورت و مثال ہین اور پھر اُن نقوش مین جوکہ اُن الفاظ پر دال ہین اور اُس ملبوس مین جوکہ آپ کی نعال ہین اور پھر اُن نقشون مین جوکہ اُن نعال کی تمثال ہین سو خود آپ کی ذات مجمع الکمالات و اسماے جامع البرکات سے توسل حاصل کرنا اور اُس کے وسیلہ سے دعا کرنا کیا کچھ نہو گا ۵

نامِ احمد چون چنین یاری کند	تا کہ نورش چون مددگاری کند
نامِ احمد چون حصارے شد حصین	تا چہ باشد ذات آن روح الامین

مضمون سوم متعلق فصل ۳۹ و ۴۰ اسمین بعضے درود شریف کے صیغے (جنکو زیارت نبوی فی المنام مین بزرگون کے تجربہ سے زیادہ دخل ہونا منقول ہے) مذکور ہین اور زیارت فی المنام کی حالت مین بعض صلحا نے جو خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ارشادات متعلق آداب ذکر شریف کے سُننے مین وہ بھی مذکور ہین اسلیے یہ مضمون کہ دو جز مین ہے مجموعہ فصلین کے متعلق ہو گیا جزء اوّل منقول از زاد السعید شیخ عبد الحق دہلوی رحمہ اللہ نے کتاب ترغیب اہل السعادات مین لکھا ہے کہ شب جمعہ مین دو رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت مین گیارہ بار آیۃ الکرسی اور گیارہ بار قل ہو اللہ اور بعد سلام سو بار یہ درود پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ تین جمعے نہ گذرنے پاوینگے کہ زیارت نصیب ہوگی وہ درود شریف یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ دیگر شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ جو شخص

دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں بعد الحمد کے پچیس بار قل ہو اللہ اور بعد سلام کے
یہ درود شریف ہزار مرتبہ پڑھے دولت زیارت نصیب ہو وہ یہ ہے
صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ دیگر نیز شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ سوتے وقت
ستر بار اس درود شریف کو پڑھنے سے دولت زیارت نصیب ہو اَللّٰھُمَّ
صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ اَسْرَارِكَ وَلِسَانِ
حُجَّتِكَ وَعَرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ وَاِمَامِ حَضْرَتِكَ وَطِرَازِ مُلْكِكَ
وَخَزَائِنِ رَحْمَتِكَ وَطَرِيْقِ شَرِيْعَتِكَ الْمُتَلَذِّذِ بِتَوْحِيْدِكَ
اِنْسَانِ عَيْنِ الْوُجُوْدِ وَالسَّبَبِ فِيْ كُلِّ مَوْجُوْدٍ عَيْنِ اَعْيَانِ
خَلْقِكَ الْمُتَقَدِّمِ مِنْ نُوْرِ ضِيَائِكَ صَلٰوةً تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ
وَتَبْقٰى بِبَقَائِكَ لَا مُنْتَهٰى لَهَا دُوْنَ عِلْمِكَ صَلٰوةً تُرْضِيْكَ
وَتُرْضِيْهِ وَتَرْضٰى بِهَا عَنَّا يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ دیگر اس کو بھی
سوتے وقت چند بار پڑھنا زیارت کے لیے شیخ نے لکھا ہے اَللّٰھُمَّ
رَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَامِ وَرَبَّ الْبَيْتِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الرُّكْنِ
وَالْمَقَامِ اَبْلِغْ لِرُوْحِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مِّنَّا السَّلَامَ
مگر بڑی شرط اس دولت کے حصول میں قلب کا شوق سے پر ہونا اور
ظاہری و باطنی معصیتوں سے بچنا ہے جزو ثانی اسمیں دو خواب ہیں رویا
اول منشی شرافت اللہ صاحب نے جو ایک صالح محتاط دیندار راست گو
آدمی ہیں کانپور میں اس زمانہ میں دیکھا جبکہ میرے مضمون متعلق آداب فی کر
مولد شریف مرقومہ اصلاح الرسوم پر وہاں غوغا تھا اور مجھکو بذریعہ خط کے

رجب ۱۳۱۹ھ مطابق اکتوبر ۱۹۰۱ء مین اطلاع دی گو دلائل شرعیہ کے ہوتے ہوئے اسکی حاجت نہین مگر فطری طور پر رویاے صالحہ سے ایک خاص طور کی قناعت طبائع مین ضرور پیدا ہوجاتی ہے وہ لکھتے ہین تین چار روز ہوئے مین نے ایک خواب صبح کے وقت دیکھا ہے کہ مین کسی مکان غیر معروف مین ہون ایک بُراق آنکر اُس مکان کے دروازے پر ٹھیرا ہے لوگ کہہ رہے ہین کہ یہ تیری سواری کے واسطے آیا ہے تھوڑی دیر کے بعد مین نے دیکھا کہ حضور سرور عالم جناب نبی مکرم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک بُراق پر تشریف لائے ہین۔ ایک نقاب چہرۂ مبارک پر پڑی ہوئی ہے حضورؐ میرے قریب تشریف لاکر رونق افروز ہوے ہین میری حالت اُسوقت یہ تھی کہ گویا مین سو نہین رہا جاگ رہا ہون اور حضورؐ کی رونق افروزی کے بعد ایک قسم کا حجاب درمیان مین حائل ہے کہ مین حضورؐ کی زیارت تو نہین کرسکتا مگر حضورؐ کے کلام مبارک کی آواز برابر مین سُنتا ہون اب یا تو مین نے یا کسی اور حاضرین دربار نے (مجکو یہ یاد نہین ہے) حضورؐ سے عرض کیا کہ آجکل کانپور مین بہت شورش ہو رہی ہے اور مولانا اشرف علی صاحب سے بہت لوگ مخالفت کررہے ہین اسکی کیا اصلیت ہے اِسکے جواب مین حضورؐ نے تمام حاضرین کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا جو کچھ اشرف علی نے لکھا ہے وہ صحیح ہے اور اِسکے بعد حضورؐ نے صرف مجھکو مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ اشرف علی سے کہدینا کہ جو کچھ تمنے لکھا ہے وہ بالکل صحیح ہے مگر یہ وقت اِن باتون کے لکھنے کے لیے مناسب نہین ہے۔ یہ آخر کا فقرہ اسقدر آہستہ سے ارشاد فرمایا کہ مین نے سُنا اور

غالبًا کسی دوسرے نے حاضرین مین سے نہین سُنا بس اسکے بعد میری آنکھ کُھل گئی تو صبح کی نماز کا وقت تھا اور چہارشنبہ کا دن رجب کی دوسری تاریخ تھی جسقدر یاد تھا حرف بحرف عرض کیا گیا فقط تنبیہ یہ ارشاد کہ یہ وقت اِن باتونکو لکھنے کے لیے مناسب نہین ہے الخ براہ شفقت و بطور رخصت ہی حکم اور عزیمت نہین علاوہ دلائل شرعیہ کے خود خواب ہی مین اسکا قرینہ موجود ہے یعنی آہستہ سے ارشاد فرمانا ورنہ احکام کا مقتضا ظاہر ہے کہ اعلان ہے میری اس رائے کی تقویت ایک کامل محقق جامع ظاہر و باطن شیخ سے بھی ہو چکی ہے رؤیائے ثانیہ کہ اس سے ایک عرصہ کے بعد حافظ اشفاق رسول تھانوی مولدًا و بڑوتی سکنًا نے (جو وضوح و صدق رؤیا مین خاص مناسبت رکھتے ہین) دیکھا اور یہ حافظ صاحب ذکر مولد شریف کے از حد شائق و راغب ہین اسلیے بالخصوص اسمین تصرف خیال کا قطعًا ہی احتمال قطع ہے وہ لکھتے ہین حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہین دونون پائے مبارک دراز کیے ہوے اور چادر سفید پائوں سے گردن تک ڈالے ہوے ہین اور ایک دوپٹہ کمر سے بندھا ہوا ہے اور سفید چوغہ زیب بدن ہے کمترین نے سامنے جاکر سلام عرض کیا ارشاد ہوا کہ جو شخص ہماری تعریف کرکے شفاعت چاہے ہم اُسکی شفاعت نہین کرینگے ہم اُسکے شافع ہونگے جو ہماری احادیث پر عمل کریگا۔ اِس سے تائید مدعا کی مع زیادت ہوتی ہے اور وہ زیادت یہ ہے کہ اگر وجد مین تمام تر رعایات و شرائط بھی ملحوظ ہون تب بھی وہ اتباع سے درجہ متاخر مین ہے اب اس خاتمہ کو ختم کرتا ہون اور اُسکے ختم کے ساتھ رسالہ القاسم کے ایک مضمون کو جو کہ جمادی مین ۱۳۲۹ھ کے پرچہ مین

بدل عنوان اصلاح معاملہ بحضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم شائع کرنیکا ارادہ ہے مطالعہ کرنے کی ترغیب دیتا ہوں کہ وہ اس تمام تر رسالہ کی غرض کا گویا ملخص ہے مضمون خاتمہ کا ختم ہوا اور خاتمہ کے ساتھ رسالہ نشر الطیب ختم ہوا اور عجب اتفاق ہے کہ اسوقت بھی ربیع الاول کا مہینہ سہ شنبہ کا دن دوسرا عشرہ ہے۔ والحمد للہ اولاً وآخراً، والصلوٰۃ علی رسولہ باطناً وظاہراً، وعلی آلہ وصحبہ الذین کل منہم کان طیباً وطاہراً، ما دام الغیث متقاطراً والسحاب متماطراً، وکان ہذا فی سنہ ۱۳۲۹ من الہجرۃ المبارکۃ۔

من خاتمۃ الروض

عَلَیْهِ مَا جَنَّ لَیْلٌ وَبَدَا سَحَرٌ	صَلّٰی وَسَلَّمَ مَنْ اَوْلَاهُ کُلَّ عُلًا
جبتک کہ شب محیط ہوتی رہے یا سحر ظاہر ہوتی رہے	آپ پر صلوٰۃ وسلام نازل فرماوے وہ ذات پاک جس نے آپکو ہر قسم کا علو عطا فرمایا ہے
اَلْعَابِدِیْنَ بِاِخْلَاصٍ کَمَا اُمِرُوْا	وَاٰلِهِ الْغُرِّ وَالْاَصْحَابِ اَجْمَعِهِمْ
جو اخلاص کے ساتھ موافق امر الٰہی کے عبادات کرنیوالے ہیں	اور آپ کی آل پُر انوار پر اور آپکے سب اصحاب پر
یَعُمُّهُمْ فَضْلًا اِلٰهِیْ کُلَّ مَنْ حَضَرُوْا	وَالتَّابِعِیْنَ بِاِحْسَانٍ لَّهُمْ وَکَذَا
اے اللہ وہ سلام کل حاضرین کو از راہ فضل عام ہو	اور اُن پر جو کہ اخلاص کے ساتھ اُنکے تابعین ہیں اور اسی طرح

عہ چنانچہ وہ موافق ارادہ کے شائع ہوگیا ۱۲ منہ عہ اور بعض اسباب سے مثل مقدمہ کے خاتمہ کی عبارت بھی اور بھی پھر دوسری طرح بدلی گئی ۱۲ منہ عہ اور آغاز کے وقت بھی ربیع الاوّل کا مہینہ مگر دوشنبہ کا دن عشرہ پہلا تھا اور اسمیں عجب لطیفہ پیدا ہوا یعنی شروع کو تو ولادت شریفہ سے مناسبت ہے اور روہ دوشنبہ کا دن اور بعض کی تصحیح پر پہلا عشرہ تھا اور ختم کو وفات شریف سے مناسبت ہے اور روفات کو عرس منتہی سمجھا جاتا ہے اور اُسکا وقوع منگل کے ختم پر آیا ہے اور بقول مشہور وہ دوسرا عشرہ تھا اور مہینہ دونوں واقعوں کا ربیع الاول تھا یس رسالہ کی ابتدا و انتہا کو آپکے ظہور جسمانی کی ابتدا و انتہا سے کیسی اتفاقی مناسبت واقع ہوئی ۱۲

وَأْذَنْ لِسُحْبِ صَلٰوۃٍ مِّنْکَ دَائِمَۃً ۔ عَلَی النَّبِیِّ بِمُنْهَلٍّ وَّمُنْسَجِمٍ

اور رحمت دائمہ کے ابروں کو اجازت فرمائیے جو خاتم نبوی ۔ صلے اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ ریزان و برستے رہیں

وَالْاٰلِ وَالصَّحْبِ ثُمَّ التَّابِعِیْنَ هُمُ ۔ اَهْلُ التُّقٰی وَالنَّقٰی وَالْحِلْمِ وَالْکَرَمِ

اور آل و اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر ان لوگوں پر ۔ جو اُنسے ملے ہین جو سب صاحبان تقوی اور حلم اور کرم ہین

ثُمَّ الرِّضٰی عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعَنْ عُمَرٍ ۔ وَعَنْ عَلِیٍّ[1] وَّعَنْ عُثْمَانَ ذِی الْکَرَمِ

پھر رضاے حق ہو ابوبکرؓ سے اور عمرؓ سے ۔ اور علیؓ سے اور عثمانؓ ذی الکرم سے

مَا رَنَّحَتْ عَذَبَاتِ الْبَانِ رِیْحُ صَبًا ۔ وَاَطْرَبَ الْعِیْسَ حَادِی الْعِیْسِ بِالنَّغَمِ

یہ ابرہاے رحمت اُسوقت تک برستے رہین جب تلک شاخہاے درخت بان کو باد شرقی یعنی پُروا ہلاتی رہے ۔ اور جب تلک حدی خوان شتران سفید رنگ مائل سُرخی کو بذریعہ اپنے نغمون کے خوش کرے یعنی ہمیشہ ۱۲ عطر الوردہ

فَاغْفِرْ لِنَاشِدِهَا وَاغْفِرْ لِسَامِعِهَا ۔ سَأَلْتُکَ الْخَیْرَ یَا ذَا الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ

سو مغفرت فرمادیجیے اِس قصیدہ کے کہنے والے کی اور سُننے والے کی ۔ مین آپ سے خیر کا سوال کرتا ہون اے صاحب جود اور کرم کے

[1] تقدیم نام علیؓ کی نام عثمانؓ پر بضرورت وزن شعر کے ہے ۱۲

تمّت

نام کتاب مع قیمت

اسلام کامل تینوں حصے
ایک ساتھ حسین جناب
رسول مقبول صلے اللہ علیہ
وسلم کی سوانح عمری کو
نہایت دلچسپ اور عمدہ
اردو عبارت میں لکھا ہے
جسکے پڑھنے سے ایمان
تازہ ہوتا ہے رعایتی قیمت
صرف ۸ ؍ اور محصول
ذمہ خریدار۔
تذکرۃ الرشید حصہ اول ۸ ؍
حصہ دوم صرف ۸ ؍
وصل الحبیب ۲۰ ؍ و ۲ ؍
تبلیغ دین۔ ۱۰ ؍
ایضاح الادلہ ۵ ؍
مکاتیب رشیدیہ ۲۰ ؍
مکتوبات امدادیہ ۲ ؍
لطائف رشیدیہ ۱۰ ؍
براہین قاطعہ ۱۲ ؍
ارشاد مرشد عمدہ ۱۰ ؍
غذائے روح ۳ ؍
تحفۃ العشاق ۱۰ ؍
گلزار معرفت ۲ ؍
بہشتی زیور عمدہ خوشخط
سنہری ٹائٹل کافی حصہ ۳ ؍
بہشتی گوہر عمدہ سنہرے

نام کتاب مع قیمت

ٹائٹل کا خوشخط صحیح قیمت ۲ ؍
رفع الارتیاب نسب کے
مسئلہ کا بیان یہ حصہ ۴ ؍
بہشتی زیور کا اضافہ ہے
زندگی اور موت کا شرعی
دستور العمل حصہ کا متمم ہے ۱ ؍
اصلاح النساء یعنی حصہ کا
پہلا اضافہ عمدہ خوشخط ۱ ؍
بہترین جہیز عمدہ صرف ۱ ؍
افلاح النساء۔ اسمیں عمدہ
اور مفید نظموں کا بیان ہے ۳ ؍
اصلاح الرجال یعنی بہشتی گوہر
کا پہلا اضافہ عمدہ خوشخط ۱ ؍
ازالۃ الرین یعنی بہشتی گوہر کا
دوسرا اضافہ صرف ۱ ؍
حقوق العلم۔ ۳ ؍
فتاوی اشرفیہ عمدہ حصہ اول ۳ ؍
حصہ دوم صرف ۴ ؍
مناجات مقبول عمدہ کاغذ
گلابی ٹائٹل طلائی میناکار ۲ ؍
ایضاً کاغذ سفید۔ ۶ ؍
مناجات مقبول کے عربی حصہ کا
اضافہ مع اردو ترجمہ کے ۱ ؍
کلید مثنوی بعبر ٹائٹل حصہ اول ۲ ؍
حصہ دوم۔ ۸ ؍
بیان القرآن۔ اردو کی نہایت

نام کتاب مع قیمت

عمدہ تفسیر قابل دید ہے جلد اول ۸ ؍
جلد دوم ۸ ؍
جلد سوم۔ ۸ ؍
جلد چہارم۔ ۸ ؍
جلد پنجم۔ ۸ ؍
جلد ششم۔ ۸ ؍
آمدنامہ کامل عمدہ مع
اضافہ ترجمہ و حواشی مفیدہ
و ترکیب تعلیم مطبوعہ جدید
کاغذ سفید چکنا ۳۲ صفحوں
میں قیمت صرف۔ ۱ ؍
تسہیل المصادر یعنی نظم و نثر
میں زبان اردو و آمدنامہ
کی نہایت ہی عمدہ شرح ۲ ؍
گوہر بے بہا یعنی اردو میں شرح
کریما مع ترکیب کے صرف ۴ ؍
فوائد فارسی یعنی اردو میں
قواعد فارسی کی نہایت عمدہ
شرح۔ صرف ۶ ؍
ہدیہ امعانیہ یعنی اردو میں رسالہ
عبد الواسع کی عمدہ شرح ۴ ؍
معین القرآن یہ کتاب نہایت
فائدہ کی ہے اسکے پڑھ لینے

نام کتاب مع قیمت

سے بہت جلد قاعدہ کے موافق
قرآن مجید کا پڑھنا آجاتا ہے
بالفعل دو حصے تیار ہیں حصہ اول ۱ ؍
حصہ دوم صرف ۲ ؍
مبارک خط جناب رسول مقبول
صلے اللہ علیہ وسلم کا منذر بن
ساوی عبدی بادشاہ و عامل
بحرین کے نام جو مسلمان ہو گئے تھے
بہت برکت کا خط ہے طلائی
میناکار کئی رنگوں سے چھپا ہدیہ ۲ ؍
نقشہ نعل مبارک کا طلائی مینا
کئی رنگوں سے چھپا ہوا بہت
برکت کا نقشہ ہے نمبر اول ۲ ؍
نمبر دوم قیمت ۲ ؍
وعظ سکھلانیوالی کتاب عمدہ ۸ ؍
تذکیر آخرت سورۂ اذا زلزلت
کا نہایت عمدہ وعظ قیمت ۳ ؍
مواعظ حسنہ سورۂ والعصر کا وعظ ۲ ؍
روزہ کا دلچسپ وعظ عمدہ ۲ ؍
الحواب المتین قیمت رعایتی ۳ ؍
مولود ذکر الحبیب قیمت رعایتی ۶ ؍
جامع الشفاء اردو طب کی عمدہ
کتاب ہے قیمت صرف ۶ ؍

عبد الغفور مالک کتبخانہ اشرفیہ
کانپور کوٹھی شیخ ولایت علی

یہ سب کتابیں اس پتہ سے منگائیے محمد عبد الغفور مالک کتبخانہ اشرفیہ کانپور کوٹھی شیخ ولایت علی